مقلدین

ائمہ کی عدالت میں

www.kitabosunnat.com

ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی

وحید پبلیکیشنز
بونڈھیار۔ ضلع بلرامپور۔ یوپی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مقلدین ائمہ کی عدالت میں

مؤلفہ

ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی

ناشر

وحید پبلیکیشنز

بونڈھیار، ضلع بلرامپور

(یو۔پی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب: مقلدین ائمہ کی عدالت میں
مؤلف: ابوانس محمد یحیی گوندلوی
طبع اول: جون ۹۸ء
تعداد: ایک ہزار
قیمت: Current Price Rs 60
S.N. PUBLISHERS
New Delhi 110025
ناشر: وحید پبلیکیشنز

ملنے کا پتہ
الکتاب انٹر نیشنل
جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵
6316973, 6925534

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرس

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	تقاریظ	۵
۲	ابتدائیہ	۷
۳	باب اوّل اصول اسلام	۹
۴	تقلید	۱۳
۵	تعریف تقلید	۱۴
۶	تقلید اور اتباع میں فرق	۱۷
۷	مقلّد اور متبع	۲۰
۸	تقلید کے دلائل پر ایک نظر	۲۲
۹	مقلدین کے دلائل	۲۳
۱۰	حدیث سے استدلال	۳۱
۱۱	تقلید عہد صحابہؓ میں	۳۷
۱۲	باب دوم ردّ تقلید	۳۹
۱۳	اہل کتاب کی تقلید	۴۱
۱۴	تقلید کا رد احادیث سے	۵۳
۱۵	تقلید کی تردید آثار صحابہ سے	۵۹
۱۶	تردید تقلید تابعین سے	۶۹
۱۷	ردّ تقلید آئمہ اربعہ سے	۷۵
۱۸	امام شافعیؒ کا اعلان حق	۸۳
۱۹	تقلید اور آئمہ عظام	۸۵
۲۰	باب سوم تاریخ تقلید	۱۰۸
۲۱	تابعین کرام کا دور	۱۰۹
۲۲	تبع تابعین کا دور	۱۱۰
۲۳	آئمہ عظام کا دور	۱۱۱
۲۴	چوتھی صدی ہجری	۱۱۲
۲۵	مقلدین کو چیلنج	۱۱۴
۲۶	دور صحابہ کا تعیّن	۱۱۸
۲۷	کیا تقلید بدعت ہے؟	۱۲۱
۲۸	بدعت کیوں ملیح ہوتی ہے	۱۲۲
۲۹	بدعت کا حکم اور اس سے بچاؤ۔	۱۲۳
۳۰	باب چہارم تقلید شخصی	۱۲۵
۳۱	تقلید شخصی کے وجوبی دلائل	۱۲۵
۳۲	تقلید شخصی کا ایک اور پہلو	۱۳۱
۳۳	ایک اور خام خیالی	۱۳۴
۳۴	تقلید شخصی علماء احناف کی نظر میں۔	۱۳۵
۳۵	تقلید شخصی اور اجماع امت	۱۳۹
۳۶	انتقال مذہب	۱۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۳۷	مذاہب اربعہ سے خروج	۱۴۸
۳۸	مقلد مفتی کے بارے حکم	۱۵۰
۳۹	باب پنجم مذاہب اربعہ کی حقیقت	۱۵۵
۴۰	شوافع کا قتل عام	۱۵۷
۴۱	حنفی مذہب کو ترک کرنا	۱۵۹
۴۲	صرف حنبلی مسلمان ہیں	۱۶۰
۴۳	تقلیدی نسبتیں	۱۶۲
۴۴	کیا محدثین اور آئمہ مقلد تھے	۱۶۵
۴۵	باب ششم تقلیدی کرشمے	۱۶۸
۴۶	تعصب	۱۶۸
۴۷	مخالفین سے عناد	۱۷۱
۴۸	اہلحدیث سے دشمنی میں انتہا	۱۷۴
۴۹	تحریف دین کے اسباب	۱۷۵
۵۰	حدیث سے گلوخلاصی	۱۷۹
۵۱	اصول فقہ	۱۷۹
۵۲	حدیث پر عمل کرنا گمراہی ہے	۱۸۰
۵۳	قیاس کیوجہ سے احادیث کا رد	۱۸۳
۵۴	ابوہریرہؓ فقیہہ تھے۔	۱۸۵
۵۵	تقلید کیوجہ سے احادیث کا رد	۱۸۷
۵۶	قرآن کے ظاہر پر عمل کرنا کفر ہے	۱۹۱
۵۷	اہل کتاب والا دعوےٰ	۱۹۳
۵۸	چھوٹے میاں سبحان اللہ	۱۹۴
۵۹	شیعیت سے مماثلت	۱۹۵
۶۰	قادیانی امت سے مماثلت	۱۹۶
۶۱	باب ہفتم: حنفی مذہب	۲۰۰
۶۲	امام احمدؒ کا فیصلہ	۲۰۱
۶۳	قرآن میں تحریف	۲۰۲
۶۴	احناف اور موضوع احادیث	۲۰۳
۶۵	سفید جھوٹ	۲۰۴
۶۶	حنفی مجلس شوریٰ	۲۰۶
۶۷	تدوین کتب	۲۰۶
۶۸	سند کا مقام	۲۰۸
۶۹	فقہ حنفی سے فتویٰ دینا حرام ہے۔	۲۰۹
۷۰	امام ابوحنیفہ کی برأت	۲۰۹
۷۱	مسائل حنفیہ	۲۱۰
۷۲	حنفی نماز	۲۲۱
۷۳	حنفی ہونے پر ندامت	۲۲۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم: استاذ العلماء مولانا محمد داؤد علوی

سابق صدر المدرسین دار الحدیث محمدیہ حافظ آباد (گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب "مقلدین آئمہ کی عدالت میں" تصنیف مولانا محمد یحییٰ گوندلوی کا میں نے بعض مقامات سے مطالعہ کیا۔ مؤلف نے تقلید کی تردید محققانہ انداز میں کی ہے اور مسلک اہل حدیث کو بڑے اچھے طریقہ سے واضح کیا ہے۔ اہل علم اور عوام دونوں کے لیے یہ کتاب یکساں مفید ہے۔ مولانا دین پسند، نیک سیرت، باخلاق، صاحب کردار اور علم دوست ہیں قرآن وحدیث میں تقلید کا لفظ بطور اطاعت اور فرمانبرداری کے استعمال نہیں ہوا۔ اسی لیے تو مقلدین کے پاس کوئی دلیل نہیں جس سے معلوم ہوسکے کہ تقلید واجب ہے یا فرض

تقلید چوتھی صدی میں رائج ہوئی اور اس سے اسلام کو بہت سے نقصانات اٹھانا پڑے۔ قرآن وحدیث پر اقوال آئمہ کو مقدم سمجھا گیا اور یہی نہیں یہاں تک ممکن ہوسکا احادیث کے وضع کرنے سے بھی گریز نہ کیا اور اس کے ساتھ ہی صحابہ کرام میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ وغیرہ صحابہ کو غیر فقیہہ کے ترازو میں تولا گیا۔

تمام اکابر علماء و محدثین خصوصاً آئمہ صحاح ستہ کو مقلد بنانے کی غلط روش اختیار کی گئی۔ جب مقلدین تعصب پر اترے تو احناف نے شوافع اور شوافع نے احناف پر کفر کے فتوے چسپاں کیے اور بیت اللہ میں چار مصلے قائم کر دیے۔

المختصر مولانا نے تقلید کے تمام پہلوؤں پر قلم اٹھایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے۔

آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق

محقق مسلک اہلحدیث مولانا حسن محمدؒ

خطیب و مدرس جامع محمدی اہلحدیث لوکھر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد فاضل جلیل مولانا محمد یحییٰ گوندلوی کی زیر نظر تالیف "مقلدین آئمہ کی عدالت میں" جس عمدگی سے مرتب ہوئی ہے وہ قابلِ ستائش ہے ۔ بندہ نے جس زاویہ سے بھی اس گوہر تحقیق کو دیکھا حق نما ہی ثابت ہوا ۔ انصاف پسند طبائع متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں ۔

مصنف کتاب نے یہ باور کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ تقلید ہی کتاب و سنت کی مخالفت میں اصل وجہ ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ تقلید کی آفت نے چوتھی صدی کے بعد مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ۔ امت کو چار فرقوں میں تقسیم کر دیا اور جب اختلاف کی نوعیت شدید ہوئی تو ایک دوسرے کے پیچھے نماز ادا کرنا جرم خیال کیا جانے لگا ۔ نویں صدی میں بیت اللہ شریف میں چار مصلوں کی بدعت کا آغاز کیا گیا اور واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی کے مبارک اتحاد کو تقلیدی مذاہب نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۔ خدا ابن سعود کی قبر کو منور فرمائے جس نے کمال ایمان کا مظاہرہ کر کے اس بدعت قبیحہ کو ختم کیا ۔

الغرض فاضل مصنف نے سنتِ رسول کی مکمل مدافعت کی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ سعی جمیلہ قبول و منظور فرمائے ۔ آمین ۔ ۳ ر مئی ۱۹۸۲ء

تقریظ :

وہ حضرات جو تقلید کے بندھنوں سے آزاد ہو کر کتاب و سنت کی مقرر کردہ راہ پر چلنے کے متمنی ہوں ان کے لیے یہ کتاب "مقلدین آئمہ کی عدالت میں" گراں بہا خزانہ ہے ۔

مولانا عطاء اللہ محمدی ، مولانا محمد شریف سلفی گوجرانوالہ ، مولانا قاری عصمت اللہ ظہیر ، مولانا عبدالرحمٰن نذیری ، حافظ عبدالشکور مدرس جامعہ اہلحدیث گوندلانوالہ ، حکیم رشید احمد ، صاحبان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین، اما بعد!

برادرانِ اسلام! اس دور میں امت مسلمہ کو جن مصائب کا سامنا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اگر ایک طرف اغیار اسلام کے نورانی چہرہ کو بدنما کرنے میں مصروف ہیں تو دوسری طرف مدعیانِ اسلام آپس کی نا اتفاقی کا شکار ہو رہے ہیں۔ آئے دن مذہبی فسادات اور جھگڑے کھڑے کیے جاتے ہیں۔

ان حالات میں عوام وخواص پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کریں جس سے اُمت کا شیرازہ بکھر جائے۔

لیکن مقامِ صد افسوس ہے کہ آئے دن اتحاد و اتفاق میں رخنہ ڈالنے کے لیے نئے سے نئے شوشے چھوڑے جاتے ہیں۔ اختلافات ڈالنے کے سلسلے میں مقلّدین حضرات کی طرف سے مسلک حقہ اہلحدیث پر یلغار کا تانتا بندھا رہتا ہے اور مسلک اہلحدیث کو آئے دن غلط اور بے بنیاد الزامات دیئے جاتے ہیں۔

مسئلہ تقلید اہلِ حدیث اور اہلِ تقلید کے درمیان ایک اصولی حیثیت رکھتا ہے اسی لیے اکثر طور پر اسی مسئلہ کو بنیاد بنا کر اہلِ حدیث پر سب وشتم کی بوچھاڑ کی جاتی ہے نئے سے نئے رسائل اور کتب شائع کی جاتی ہیں جو تحقیق و تفحص کے بجائے محض لعن طعن کے انداز پر لکھی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ مقلّدین کے پاس دلیل نہ ہونے کی بنا پر کتاب وسُنّت کی توہین و تذلیل کا بھی ذرّہ بھر خیال نہیں رکھا جاتا اور برملا یہ فتوے دیا جاتا ہے کہ عوام کا براہ راست کتاب وسنّت پر عمل کرنا گمراہی اور افتراق کا باعث ہے۔

ان حالات میں بندہ سے مُبلّغ اہلحدیث محمد ایوب خاں صاحب غوری (بنڈی بھٹیاں) نے بارہا باصرار تقاضا کیا کہ کتاب وسُنّت کے بارے میں ان حضرات نے جو شکوک و شبہات پیدا کیے ہیں، ان کا ازالہ تحقیق کی روشنی میں کیا جائے۔ لہٰذہ بندہ نے محض اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی توفیق سے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور کم مائیگی کے باوجود اس کام کو سرانجام دیا جس کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول اور کتاب و سُنّت کی مدافعت کرنا ہے۔ اور اس کاوش کا عنوان "مقلّدین آئمہ کی عدالت میں" تجویز کیا ہے۔

تمام کتاب میں قرآن و حدیث کے ساتھ آئمہ اربعہ اور مشاہیر علماء احناف کے اقوال کو پیش کیا ہے تاکہ قارئین حضرات اس مسئلہ سے کماحقہ، روشناس ہو سکیں ہم نے کتاب کو سات ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ باب اوّل میں اصولِ اسلام ذکر کیے ہیں اور آخری باب میں حنفی مذہب کے خدوخال ظاہر کیے ہیں۔

آخر میں مَیں اگر بقیۃ السّلف مولانا حافظ عبدالرزّاق صاحب منڈی چوہڑکانہ اور برادرم مولانا قاضی عبدالرّشید صاحب آف جلہن کا ذکر نہ کروں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں مقدور بھر کوشش کی، تو یہ ناانصافی ہو گی۔

الرّاقم

محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی

فاضل عربی

فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ و ادارہ علومِ اثریہ فیصل آباد

مدرّس دارالحدیث محمّدیہ حافظ آباد و خطیب جامع مسجد اہلحدیث ٹھیکیداراں

گوندلانوالہ

ضلع گوجرانوالہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

اُصولِ اسلام

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی الہ واصحابہ ومن اھتدیٰ

بھداہ : اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری اور کامل دین ہے۔ اس کی تکمیل آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی۔ یہ دین تمام کائنات کے لیے ہے۔ اسی بنا پر اس کے اصول بھی ابدی اور عام فہم ہیں چنانچہ جیسے علماء نے استفادہ کرنا ہے اسی طرح عوام نے بھی اسے رُوحِ ایمان بنانا ہے اس میں عام وخواص کے عمل کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ اوّلین جن حضرات نے اس دین کو قبول کیا وہ ایسے مطیع اور فرماں بردار تھے کہ ان میں نافرمانی کی معمولی سی جھلک بھی دکھائی نہیں دیتی کیونکہ انہی حضرات نے آگے چل کر پوری کائنات کو اس دینِ اسلام کا پیغام پہنچانا اور درس دینا تھا۔

اسلام کا عملی نمونہ جو اُس دَور میں نظر آیا وہ بعد میں کبھی ہوا، نہ ہوگا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ان مقدس صحابہ کی جماعت کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کبھی شبہ نہیں ہُوا تھا۔ وہ اپنا ہر فیصلہ بلکہ ہر قول وفعل کتاب وسنّت کے مطابق ڈھالنا جانتے تھے۔ انسان مختلف اشیاء سے مرکب ہے اس لیے اس میں اختلافِ رائے ضروری امر ہے۔ صحابہ کرام بھی بشر تھے جب کبھی ان میں اختلاف ہوجاتا تو وہ اس اختلاف کو صرف اور صرف کتاب وسنّت کے ذریعے رفع کر لیتے تھے۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین کا دَور آیا۔ اس مبارک دور میں احادیث رسول کے اہتمام کے خصوصی انتظام کیے گئے۔ تابعین نے صحابہ کرام کے پاس پہنچ کر کتاب وسنّت کے علم سے سینوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو منور کیا اور اپنی عملی زندگی کو صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلانے کے لیے پوری طرح کوشاں رہے وہ کتاب وسنت کے مقابل کسی ایک کی رائے کو دین میں بدعت تصور کرتے تھے۔ لہذا اختلاف کے وقت صحابہ کرام کی طرح کتاب وسُنّت کی طرف رجوع کرتے تھے اگر وہاں مسئلہ حل نہ ہوتا تو آثارِ صحابہ پر عمل کرتے۔

اس مبارک دَور کے بعد اہل الرائے والقیاس اور عامل بالحدیث سے مِلا جُلا دَور نظر آتا ہے۔ فقہاکرام حالات کے مطابق پیش آمدہ مسائل سے نمٹنے کے لیے اجتہاد سے کام لیتے ہیں اور کتاب وسنّت کے مطابق ان مسائل کو حل کرنے کی سعی وکوشش کرتے ہیں۔

بعد والوں نے مسائل اسلام کو سمجھنے کے لیے مختلف اصول وضع کیے جس سے ان کا مقصد ان مسائل میں اجتہاد کرنا تھا جو مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ پیدا ہو رہے تھے اور وہ چار اصول تھے۔

کتاب اللہ ــــ سنّتِ رسول ــــ اجماع اُمّت ــــ اور قیاس

۱۔ القرآن الحکیم:

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم اوّل سے آخر تک تمام کا تمام من جانب اللہ ہے اس میں غلطی کا احتمال نہ کبھی ہوا نہ ہوگا۔ ذٰلِکَ الکتاب لاریب فیہ۔ اس کے جملہ احکام واجب العمل اور جملہ نواہی واجب الترک ہیں جو قرآن کریم کی کسی ایک آیت کا منکر ہو وہ بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

آج کل قرآن کے ظاہری مفہوم کو چھوڑ کر باطنی معانی اور مفہوم کو اپنایا جا رہا ہے جو ملاحدہ اور بے دین لوگوں کا قبیح فعل اور قرآن کے متعلق گھناؤنی سازش ہے۔ قرآن کو ہر حالت میں اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے گا اور ان معانی پر عمل کیا جائے گا جو نزولِ قرآن کے وقت اصل لُغت اور عام بول چال میں مستعمل تھے۔

قرآن کریم کے بعض وہ مقامات جو متشابہات سے ہیں ان کے مطالب اور مفہوم وہی معتبر ہوں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام ؓ نے بیان فرمائے ہیں۔ اسلامی احکام اور عقائد کو معلوم کرنے کے لیے سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ حدیث شریف

حدیث سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقاریر ہیں۔ قرآن کریم کے بعد حدیث کا مقام ہے۔ جیسے منکر قرآن کا اسلام میں کوئی حصّہ نہیں اسی طرح منکرِ حدیث کا بھی اسلام میں کوئی دخل نہیں۔ حدیث پر عمل کرنے کے لیے اس کی صحت معلوم ہونی چاہیے اور یہ اس دور میں کوئی مشکل بات نہیں اس کے لیے محدثین نے اصول وضع کر دیئے ہیں جو صحت وسقم میں حرف آخر ہیں۔ جب صحیح حدیث کا علم ہوجائے تو پھر اس میں کوئی پس وپیش جائز نہیں۔

ضعیف حدیث کو صحیح کے مقابلہ میں چھوڑنا واجب ہے کیونکہ صحیح حدیث کے بارے میں یقین ہوتا ہے کہ یہ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جب کہ ضعیف میں یہ بات مشکوک یا مفقود ہوتی ہے۔

محدثین نے احادیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا کام مکمل کردیا ہے اور ان درجوں اور مرتبوں کو واضح کر دیا ہے جو حدیث رسول پر عمل کرنے کے لیے معیار ہیں۔

پوری امت کا اجماع ہے کہ بخاری و مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہیں اور ان دونوں کتابوں میں کوئی حدیث ضعیف یا ناقابل عمل نہیں ہے بشرطیکہ منسوخ نہ ہو۔

آثار صحابہ کرام

حدیث پر عمل کے ضمن میں صحابہ کرام کے آثار و اقوال بھی اُمّت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ جب کوئی مسئلہ کتاب اللہ، حدیثِ رسول دونوں سے حل نہ ہو تو پھر صحابہ کرام کے عمل کی اتباع ضروری ہو جاتی ہے گی اور اس اتباع کا حکم خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔

علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدین المهدیین (ترمذی ص ۹۲/۲)

تم پر میری اور خلفاء راشدین (جو ہدایت والے ہیں) کی سُنّت واجب ہے۔

۳۔ اجماع اُمّت

اجماع کے حجت ہونے میں اختلاف ہے کہ اجماع کب درست اور کب قابل حجت یا دلیل ہوگا؟ جمہور علماء اس کی حجیت کے قائل ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا تجتمع امتی علی ضلالۃ۔

میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔

لیکن اجماع کا تعین بہت مشکل ہے۔ اسی بنا پر امام احمد فرماتے ہیں:

من ادعی الاجماع فھو کاذب[1]

اجماع کا دعویٰ کرنے والا کاذب ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں۔

ما لا یعلم فیہ خلاف فلیس اجماعاً[1]

جس مسئلہ میں اختلاف کا علم نہ ہو تو اس میں اجماع نہیں ہو سکتا۔

دونوں آئمہ اجماع کے اس شرط کے ساتھ قائل ہیں کہ پہلے عالم اسلام کے علماء کا اتفاق اور اختلاف معلوم ہو اور بعد میں اتفاق واقع ہو تو وہ اجماع قابل حجت اور دلیل ہوگا۔ پھر اجماع بھی جہری ہونا چاہیئے سری نہیں۔ کیونکہ سری اجماع میں اختلاف کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی کسی ایک علاقے یا شہر کا اجماع تمام عالم اسلام کے لیے حجت نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ امت کا ایک جزو ہیں۔ اور جزو تمام امت کے لیے حجت نہیں ہو سکتا۔

ہاں اس بات میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اجماع صحابہ حجت اور واجب العمل ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

قیاس:

سلف صالحین میں قیاس کے حجت ہونے کے بارے میں کچھ زیادہ ہی اختلاف تھا صحابہ کرام اور تابعین عظام قیاس کو شرعی دلیل نہیں بناتے تھے۔ ہاں جب کسی مسئلہ میں کوئی دلیل نہ ملتی تو پھر وہ قیاس کو اس اعتبار سے قابل عمل سمجھتے کہ جیسے کسی مجبور کے لیے مُردہ کو حلال سمجھا جاتا ہے اور سوال کرنے والے پر واضح کر دیتے کہ یہ فتویٰ قیاسی ہے۔ تمہارے لیے اس فتویٰ پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

بعد کے فقہاء نے قیاس کو شرعی دلائل میں شمار کیا اور ساتھ ہی فقیہہ اور غیر فقیہہ کی

---

[1] اعلام الموقعین ج ۱ صـ ۲۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاح بھی وضع کر ڈالی۔ صحابہ کرام کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ جس کو چاہا فقیہہ مان لیا اور جس کو چاہا بغیر دلیل کے غیر فقیہہ کہہ دیا۔ پھر قیاس میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ غیر فقیہہ صحابہ کی احادیث کو محض اس لیے رد کر دیا کہ وہ ان کے قیاس کے خلاف تھیں۔ اگرچہ صحت کے انتہائی درجہ کو پہنچتی تھیں۔

اجتہاد

یہ اصول اس لیے وضع کئے گئے تھے تاکہ عند الضرورت دلائل سے استنباط کر کے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کیا جا سکے اور اسلام زندگی کے ہر شعبے کے لیے مکمل ضابطہ اور قانون ثابت ہو نیز اجتہاد کسی ایک زمانہ کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ قیامت تک جاری رہے۔

تقلید

قیاس میں غلو کرنے والوں اور اجتہاد کے دروازے کو بند کرنے والوں نے دلائل شرعیہ کو ترک کر کے اُمت کے لیے ایک نئی راہ نکالی جس سے علم کو محدود اور محصور کرنا مقصود تھا تاکہ امت پر ائمہ اربعہ کی تقلید واجب ہو جائے حالانکہ اصول اربعہ میں تقلید کا نام و نشان نہیں اور نہ ہی اسلام نے کسی کو مقلد بننے کا مکلف بنایا ہے۔

اسلام نے تو کتاب و سنت کی اتباع کا حکم دیا اور جمود و تقلید کو ختم کرنے کے لیے اجتہاد کو لازمی قرار دیا ہے لیکن ان حضرات نے کمال تناقض سے اجتہاد کو بند کر دیا اور تقلید کو فرض قرار دے دیا۔ حالانکہ قرآن و حدیث اور ائمہ اربعہ کے اقوال میں کہیں تقلید کا حکم نہیں، ہم قارئین کرام کے سامنے تقلید کی حقیقت و ماہیت بیان کرنا چاہتے ہیں۔

وباللہ التوفیق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعریف تقلید

اس سے پہلے کہ ہم تقلید کے جواز اور عدمِ جواز پر بحث کریں، تقلید کی تعریف کو واضح کر دینا بہت مناسب سمجھتے ہیں۔

لغوی تعریف لُغت میں تقلید کا معنیٰ گلے میں کسی چیز کا لٹکانا ہے لیکن جب اِس کا صلہ لفظِ دین کے ساتھ آئے یا دین کے مفہوم میں ہو تو اس وقت اس کا معنیٰ کسی بات کو بغیر دلیل اور غور و فکر کے قبول کرنا ہے۔ صاحب المنجد لکھتا ہے:

قلدہ فی کذا ای تبعہ من غیر تامل ولا نظر[۱]

تقلید ایسی پیروی کا نام ہے جو غور و خوض سے خالی ہو۔

صاحب مصباح لکھتے ہیں:

نصرانیوں کی سینہ بسینہ باتوں کو تقلید کہا جاتا ہے۔[۲]

اس تعریف سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ تقلید کا تعلق دلیل سے نہیں بلکہ سینہ گزٹ باتوں سے ہے۔ صاحب مصباح نے، جو دیوبند کے فارغ اور حنفی مذہب کے پیرو ہیں، اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ مقلّد نصوص سے عاری اور سینہ گزٹ کا متبع ہوتا ہے۔ جیساکہ عیسائیوں کے پاس سوائے صدری باتوں کے اور کچھ نہیں۔ اسی طرح مقلّدین کے پاس دلائل سے ہٹ کر صرف قیاس اور رائے ہوتی ہے۔

اصطلاحی تعریف علمائے اصول کی اصطلاح میں تقلید کی تعریف یُوں ہے:

العمل بقول الغیر بلاحجۃ[۳] "تقلید ایسے عمل کا نام ہے جو کسی کی بات پر بغیر دلیل کے کیا جائے۔"

علّامہ حسین احمد الخطیب مصری تقلید کی تعریف یُوں کرتے ہیں:

"دلیل کے بغیر کسی قول کو تسلیم کیا جائے اور دُوسرے کے مسلک کو اس کی دلیل معلوم کیے بغیر اختیار کیا جائے۔"[۴]

---

[۱] المنجد عربی صد ۶۴۹، [۲] مصباح اللغات صد ۷۰۱، مسلم الثبوت صد، [۴] فقہ الاسلام صد ۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض نے تقلید کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

اخذ قول الغیر من غیر معرفۃ دلیلہ۔[۱]

بغیر دلیل کے کسی کی بات پر عمل کرنا تقلید ہے۔

بعض نے تعریف کرتے ہوئے یہ قید بھی لگائی ہے کہ مقلد دلیل معلوم کرنے کا مکلف نہیں۔

اما المقلد فمستندہ قول مجتہدہ۔ لا ظنہ ولا ظنہ[۲]

مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے۔ نہ تو وہ خود تحقیق کر سکتا ہے، نہ اپنے امام کی تحقیق پر نظر ڈال سکتا ہے۔

علامہ حسن شرنبلالی حقیقت تقلید کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

العمل بقول من لیس قولہ احدی الحجج الاربعۃ الشرعیۃ بلا حجۃ فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید لان کلا منہا حجۃ شرعیۃ من الحجج الشرعیۃ وعلی ھذا اقتصد الکمال فی تحریرہ وقال ابن امیر الحاج وعلی ھذا عمل العامی بقول المفتی و عمل القاضی بقول العدول لان کلا منہا وان لم یکن احدی الحجج فلیس العمل بہ بلا حجۃ شرعیۃ لایجاب النظر اخذ العامی بقول المفتی واخذ القاضی بقول العدول۔[۳]

تقلید کا اصل ایسے شخص کی بات پر عمل کرنا جس کا قول چاروں شرعی حجتوں (کتاب و سنت، اجتہاد اور قیاس) پر مبنی نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث) اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ دونوں حجت شرعیہ میں سے ہیں۔ علامہ کمال نے اپنی کتاب "تحریر" میں اور ابن امیر الحاج نے فرمایا کہ جاہل کا مفتی کے قول اور قاضی کا ثقہ کے قول پر عمل کرنا تقلید نہیں کیونکہ اگر یہ شرعی حجت سے نہ ہو تو ان پر عمل کرنا درست نہیں۔

اس کے ہم معنی تعریف قاضی شوکانی نے کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

---

[۱] جمع الجوامع ص ۲۵۱، [۲] مسلم الثبوت ص ۵، [۳] معیار الحق ص ۶۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هو العمل بقول الغير من غير حجة فيخرج العمل بقول رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والعمل بالاجماع و رجوع العامی الی المفتی و رجوع القاضی الی شہادة العدول فانھا قد قامت الحجة فی ذلک۔ ؎۱

حدیث اور اجماع پر عمل کرنا تقلید نہیں۔ اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا اور قاضی کا عادل گواہ کی طرف رجوع کرنا یہ بھی تقلید نہیں کیونکہ اس پر دلیل قائم ہو چکی ہے۔

اس جامع تعریف میں ملا حسن و شوکانی نے کیسے واضح الفاظ میں تقلید کے مفہوم کو بیان فرمایا ہے کہ تقلید کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ اس کو شرعی حجت سے خارج سمجھا جائے۔ شرعی حجت چونکہ منصوص ہوتی ہے اور تقلید میں نص اور دلیل سرے سے موجود نہیں ہوتی۔ اسلام میں جو چیز بغیر دلیل کے ہے وہ یقیناً گمراہی ہے۔

اَدب اور لُغت کے مسلّمہ امام علامہ زمخشری فرماتے ہیں:-

ان کان للضلال ام فالتقلید امہ

اگر گمراہی کی کوئی جڑ ہے تو وہ یقیناً تقلید ہے۔

فاھرب عن التقلید فھو ضلالة

ان المقلد فی سبیل الھالک

"تقلید سے دور بھاگو کیونکہ یہ گمراہی ہے اور جو مقلد ہے وہ ہلاکت کے رستے پر گامزن ہے۔"

مذکورہ بالا عبارات سے اس بات میں ذرہ بھر شک نہیں کہ مقلد کے پاس تقلید کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ اسی لیے تو علماء نے مقلد کے لیے جہالت جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ مقلد نے کبھی دلیل کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی اور تقلید کی تعریف سے بھی ثابت ہے کہ اس سے سوائے گمراہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سعدی فرماتے ہیں ؎

عبادت بتقلید گمراہی است ؛ خنک رہروے را کہ آگاہی است

؎۱ ارشاد الفحول ص۲۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید اور اتباع میں فرق

مذکورہ بالا سطور میں تقلید کے معنیٰ واضح ہو گئے ہیں۔ اب اتباع اور تقلید کے فرق کو بھی سمجھ لینا ضروری ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ تقلید بغیر دلیل کے ہوتی ہے لیکن اتباع با دلیل ہوتی ہے۔ اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر تقلید کا لفظ صادر نہیں ہوتا۔ امام ابن قیم ابن خواص کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

التقلید معناہ فی الشرع الرجوع الی قول لا حجۃ لقائلہ علیہ وذٰلک ممنوع فی الشریعۃ والاتباع ما ثبت علیہ حجۃ۔

تقلید بغیر دلیل کے ہوتی ہے اور اتباع با دلیل۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

کل من اوجب الدلیل علیک اتباع قولہ، فانت متبعہ۔ والاتباع فی الدین مسوغ۔ والتقلید ممنوع[1]

ہر وہ چیز جس پر دلیل قائم ہو وہ اتباع ہے۔ اتباع دین میں جائز ہے اور تقلید منع ہے۔ اسی کے ہم معنیٰ الفاظ مشہور حنفی عالم مولانا مرتضیٰ حسن سے منقول ہیں

اطاعت تقلید کے معنیٰ سے عام ہے کہ خداوند قدوس اور سرور عالم صلعم کی اطاعت کو تقلید نہیں کہا گیا۔ نیز مجتہد کا قول فی نفسہٖ حجت (دلیل) نہیں اور خداوند عالم اور سرور عالم کا قول فی نفسہٖ حجت شرعیہ ہے۔[2]

ان الفاظ سے اتباع اور تقلید کا فرق واضح ہو گیا ہے کہ تقلید اور اتباع دو متضاد چیزیں ہیں۔ اتباع اللہ اور اس کے رسول کی ان براہین اور دلائل سے ہے۔ جس کا نام اللہ تعالیٰ نے علم رکھا ہے۔

۱۔ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ۔ (آل عمران آیت ۶۱)

۲۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ۔

۳۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ (النساء آیت ۱۱۳)

---

[1] اعلام الموقعین جلد دوم ص۱۳۷، [2] تحقیق الکفر والایمان ص۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیات سے واضح ہے کہ جو آپ کی طرف وحی ہوتی تھی وہ علم ہے اور اس بات پر اجماعِ امت ہے کہ احادیثِ رسول بھی قرآن کی طرح علم ہے۔ کیونکہ یہ بھی وحی کے ذریعے سے ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ۔ اسی طرح حدیث میں ہے: الا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ۔ (ابن ماجہ)

کہ مجھے قرآن کے ساتھ حدیث بھی دی گئی ہے۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں۔ العلم ما قال اللہ وقال رسولہ وما سواہ ذلک فھو وسواس الشیطان۔ علم وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے فرامین ہوں۔ اس کے علاوہ سب شیطانی خیالات ہیں۔ (قصیدہ نونیہ)

مشہور عرب شاعر بختری نے علم اور تقلید کے فرق کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

عرف العالمون فضلک بالعلم وقال الجہال بالتقلید

علماء نے تیری فضیلت علم سے پہچانی ہے اور جاہلوں نے تقلید سے

اتباع اور تقلید میں فرق اس اعتبار سے بھی ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات تمام نقائص سے پاک ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی معصوم عن الخطاء ہیں۔ لیکن ہم کسی امام کے بارے میں یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح معصوم ہے کیونکہ کسی امتی کی نسبت یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عصمت کا ذمہ لیا ہو۔ بلکہ آئمہ میں خطا کا احتمال صواب سے زیادہ ہے۔ اس کا اعتراف علامہ شبلی نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کی نسبت عام دعوے کرتے ہیں کہ ان کے مسائل صحیح اور یقینی ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ مجتہد تھے، پیغمبر نہ تھے۔ اس لیے ان کے مسائل میں غلطی کا ہونا ممکن ہے۔ نہ صرف امکان بلکہ وقوع کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔"[1]

انہی الفاظ کی ترجمانی مولانا تقی عثمانی نے کی ہے:

"آئمہ مجتہدین کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ معاذ اللہ شارع ہیں یا وہ معصوم اور انبیاء کی طرح خطاؤں سے پاک ہیں۔"[2] (یہ مجموعہ ہے جس کی اجازت نہیں)

---

[1] سیرت نعمان ص۲۱۰، [2] تقلید کی شرعی حیثیت ص۱۵۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبلؒ نے اتباع کی تعریف میں اقوال صحابہ کا بھی اضافہ فرمایا ہے :

" الاتباع ان یتبع الرجل ما جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن الصحابۃ ثم ھو من بعد فی التابعین مخیر " [1]

" اتباع صرف رسول اللہ اور صحابہ کرام کی ہے اس کے بعد تابعین میں اختیار ہے "

امام احمد نے اتباع کو رسول اکرم اور صحابہ کرام کے ساتھ خاص کیا۔ اس کے بعد والوں کی اتباع نہیں ہو سکتی بلکہ صرف تقلید ہے کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ۔ یہی تعریف امام اوزاعی سے منقول ہے :

" فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان مبلغا عن اللہ تعالیٰ وقال ایضاً العلم ما جاء اصحاب محمد وما لم یجیئ عن اصحاب محمد فلیس بعلم [2]

رسول اکرمؐ کا ارشاد دراصل پیغام الٰہی ہے ۔ علم صرف انہی باتوں کا نام ہے جو صحابہ کرام سے موصول ہوں اور جن باتوں کی اصل ان سے منقول نہ ہو، وہ ہرگز علم نہیں ۔"

اہل زبان کے ہاں یہ چیز تو معروف ہے کہ اتباع کا تعلق دلیل سے ہوتا ہے ۔ کتاب و سنت سے بڑھ کر اور کیا بڑی دلیل ہو سکتی ہے جس کے انکار کرنے پر کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا ۔ لیکن کوئی شخص ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ آئمہ اربعہ سے کسی ایک کے قول کو نہ مانا جائے یا دو تین کے اقوال کو تسلیم نہ کیا جائے یا پھر کسی ایک امام کے ذاتی قول کو قبول اور اس پر عمل نہ کیا جائے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔ ایسا شرف صرف کتاب و سنّت کو حاصل ہے ۔ ہاں ، صحابہ کرام کے آثار سنت کے بعد واجب العمل ہیں اس لیے کہ انہوں نے وحی کا مشاہدہ کیا ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ایک عرصہ تک رہے ۔ آپؐ کے اقوال و افعال کو براہ راست دیکھا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسے کام کیے جو بعد میں مستقل سنّت کی حیثیت اختیار کر گئے اور یہ تمام امور دلیل سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ابن القیم اس تقلید اور اتباع کے فرق کو ان دو شعروں میں واضح کرتے ہیں ۔

العلم معرفۃ الھدی بدلیلہ ۔۔۔ ما ذاک والتقلید یستویان

اذ اجمع العلماء ان مقلدا ۔۔۔ للناس کالاعمیٰ ھما اخوان [3]

علم معرفت بالدلیل کا نام ہے ۔ تقلید اس کے مساوی اور مترادف نہیں ہو سکتی ۔ علماء کا اجماع ہے کہ تقلید

---

[1] اعلام الموقعین ص۱۳۹/۲ ، [2] المنتقر المؤمل مع ترجمہ تحقیق الکل ص۲۰ ، [3] القصیدۃ النونیہ ص۲۴۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نابینا پن کے مترادف ہے۔

مُقلّد اور متّبع

اتباع اور تقلید میں یہ فرق واضح ہو گیا کہ اتباع بادلیل اور تقلید بغیر دلیل کے ہوتی ہے۔ جیسا کہ اتباع دلیل اور علم کے ساتھ اور تقلید جہالت کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح متبع عالم اور مقلد جاہل ہوتا ہے۔ اس فرق میں تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔ حافظ المغرب ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

اجمع الناس علی ان المقلد لیس معدوداً من اهل العلم وان العلم معرفة الحق بدلیله ۔ تمام کا اجماع ہے کہ مقلد عالم نہیں ہوتا۔ کیونکہ علم حق کو دلیل سے جاننے کا نام ہے۔

امام ابن القیمؒ ابن عبدالبر کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

هکذا کما قال ابو عمر فان الناس لا یختلفون ان العلم هو المعرفة الحاصلة عن الدلیل واما بدون الدلیل فانما هو تقلید[1] بات ایسے ہی ہے جیسا کہ امام ابو عمرو نے فرمایا کہ لوگوں کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ علم دلیل سے حاصل ہوتا ہے اور جو دلیل کے بغیر ہو، تقلید ہے۔

چند سطور بعد فرماتے ہیں:

قد تضمن هذان الاجماعان اخراج المتعصب بالهوی والمقلد الاعمیٰ عن زمرة العلماء[2] مقلد اور متعصب کو علماء کے زمرے سے خارج سمجھنا چاہیے۔

جمہور شافعیہ کے نزدیک مقلد کی تعریف:

ولا خلاف بین الناس ان التقلید لیس بعلم ان المقلد لا یطلق علیه اسم عالم وهذا قول اکثر الاصحاب وقول جمهور الشافعیة[3] اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ تقلید علم نہیں اور مقلد پر عالم کے لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اکثر اصحاب اور جمہور شافعیہ کا یہی قول ہے۔

---

[1] اعلام الموقعین ص ۵/۱ ، [2] اعلام الموقعین ص ۵ ، [3] الفیا ص ۳۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور حنفی محدث امام طحاوی اور علی بن حسین جو مصر میں ۲۹۳ھ میں قاضی مقرر ہوئے تھے۔ ایک دفعہ یہ فرمایا :

"تقلید وہی کرتا ہے جو متعصب ہو یا بے وقوف"

یہ الفاظ اس قدر لوگوں کے ورد زبان ہو گئے تھے کہ وہ مصر میں ضرب المثل بن گئے۔ [1]

مذکورہ تصریحات سے معلوم ہو گیا ہے کہ مقلد کا شمار اہل علم سے نہیں ہوتا۔ اس لیے تو مجتہد کے لیے تقلید جائز نہیں کیونکہ اجتہاد کے لیے علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجتہد کے بارے میں فرماتے ہیں :

"ابن حزم کا یہ قول کہ تقلید حرام ہے۔ صرف تین قسم کے لوگوں پر صادق آتا ہے۔ اوّل جس کو تھوڑا بہت اجتہاد کا ملکہ حاصل ہو خواہ ایک ہی مسئلہ میں ہو۔ اور اس پر یہ پوری طرح روشن ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا اور یہ حدیث منسوخ نہیں [2]" حضرت شاہ صاحب کی اس عبارت پر شیخ الاسلام یوں قلمطراز ہیں :

"اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ عمر کا کچھ حصہ تحصیل علوم میں خرچ کر کے علوم عالیہ اور آلیہ میں دستگاہ رکھتے ہیں، علوم تفسیر و حدیث اور فقہ کو باقاعدہ پڑھتے ہیں۔ ان کے حق میں نہ تو تقلید کی تعریف صادق آتی ہے۔ نہ وہ کسی طرح مقلد کہلا سکتے ہیں بلکہ وہ ایک معنی سے اچھے خاصے مجتہد ہیں۔ [3]"

آج کل کے مقلد علماء جو مجتہد، مفسر، محدث، منطقی، فلسفی، اصولی، فقیہہ اور نجانے کیا کیا القاب سے مشرف ہوتے ہیں پھر بھی اپنے آپ کو مقلد کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو جس طرح علم بیان و معانی والوں نے لکھا ہے :

"قد ينزل العالم منزلة الجهل لعدم جريه على موجب العلم [4] جب عالم کا علم کے مطابق عمل نہ ہو تو وہ جاہل سمجھا جائے گا۔"

یہ حضرات اس اعتبار سے تو فقیہہ بھی ہیں، مجتہد بھی کہ تمام دینی علوم سے آراستہ اور مزین ہیں لیکن اس اعتبار سے ان میں اتم درجہ جہالت ہوتی ہے کہ انہوں نے جب کسی مسئلہ پر عمل کرنا ہے تو

---

[1] فقہ الاسلام ص۱۰۱، [2] عقد الجید ص۱۲، [3] اجتہاد و تقلید ص۹۶، [4] تلخیص المفتاح ص۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کی رائے سے قدم باہر نہیں نکالنا۔

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ   وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

پھر ان علماء کو دیکھو جنہوں نے تقلید جیسے معرکۃ الآراء مسئلہ پر کتابیں لکھ ماریں اور ایسے دلائل سے استنباط کی ناحق سعی کی جن کا علم سے گہرا تعلق ہے تو پھر ایسے محقق ہونے کے باوجود یہ مقلد کیسے رہ گئے جب کہ اس مسئلہ کی تحقیق میں یہ مجتہدین سے بھی سبقت لے گئے۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ تم نے تقلید کو کس دلیل سے معلوم کیا ہے تو فوراً کہہ دیں گے "کتاب و سنت سے"، پھر ان سے پوچھا جائے کہ تم نے کتاب و سنت سے ایسے مسئلہ کا استخراج تو کر لیا جس کا وجود کوئی نہیں، پھر ان مسائل کا استخراج کتاب و سنت سے کیوں نہیں کرتے جو عام فہم ہیں اور ایسے بیّن اور واضح ہیں جن کی تحقیق میں غلط ٹھوکریں بھی نہیں کھانی پڑتیں۔ یہ محض تقلیدی کرشمے ہیں کہ علوم کے ماہر بھی تقلید سے باہر جانا پسند نہیں کرتے اور عوام کو محض مغالطہ دیتے کے لیے جگہ جگہ اتباع اور تقلید، اسی طرح اقتداء اور تقلید کے معنیٰ کو خلط ملط کر دیا ہے حالانکہ انہیں اس میں شک نہیں کہ تقلید اور اتّباع کا مفہوم الگ الگ ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا علمی خیانت ہو سکتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے آثار کو بھی تقلید میں گھسیٹ دیا حالانکہ یہ حضرات اس بات سے آشنا ہیں کہ تقلید، کتاب و سنت اور آثارِ صحابہ سے بالکل مختلف ہے۔ یہ شرف صرف اہلحدیث کو حاصل ہے کہ وہ متّبع ہوتا ہے مقلد نہیں۔ کیونکہ وہ جس پر عمل کرتا ہے دلیل سے کرتا ہے۔ اہلحدیث کتاب و سنت کی موجودگی میں اقوال آئمہ کیا، اقوالِ صحابہ سے بھی دلیل نہیں پکڑتے۔

یہ رُتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدّعی کے واسطے دار و رسن کہاں

تقلید کے دلائل پر ایک نظر

ہم اس تمہید کے بعد اس مقام پر پہنچ آئے ہیں کہ تقلید پر کما حقہٗ بحث کر سکیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہوئے پہلے ان دلائل کی حقیقت کو پیش کرتے ہیں جن کی وجہ سے علماء کا براہِ راست کتاب و سنت سے تعلق نہیں رہا ہے۔ لیکن ان دلائل کو پیش کرنے سے پہلے ایک بات کا ذکر بے فائدہ نہ ہوگا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متقدمین اور متاخرین کے دلائل میں ذرہ برابر فرق نہیں، ہاں صرف طریق بیان میں فرق ضرور ہے۔ جو متقدمین نے اس بارے میں کاوشیں کی ہیں، متاخرین نے اس پر سوائے زیبائش و زینت کے کچھ نہیں کیا۔ بات وہی پرانے شکاری اور نئے جال والی ہے۔ ہم طوالت سے بچتے ہوئے ان دلائل کو نئے انداز میں بیان کریں گے۔ پھر ان شبہات کو بھی رفع کریں گے جو مقلدین نے پیدا اور مشہور کر رکھے ہیں وباللہ التوفیق۔

مقلّدین کے دلائل

۱۔ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

مقلدین بڑے شدّ ومد سے اس آیت کریمہ کو تقلید کے جواز میں پیش کرتے ہیں، حالانکہ اس آیت میں تقلید کا اشارہ تک موجود نہیں جس سے ائمہ کی تقلید ثابت ہو سکے۔ اس آیت میں تو یہ بتانا مقصود تھا کہ تم جس رسول کی تکذیب پر کمر باندھے ہو اور اس کے مقام سے ناآشنا ہو تو اہل کتاب سے پوچھ لو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے رسول آئے وہ سبھی بشر تھے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہی سچے رسولوں میں سے ایک ہیں۔ آیت کے مکمل الفاظ یہ ہیں:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النحل آیت ۴۳)

وہ تمہیں بتائیں گے کہ دنیا میں جتنے رسول آئے سب کے سب بشر تھے۔ اس آیت کے سیاق و سباق سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کے مخاطب مشرکین ہیں اور اہل ذکر سے مراد اہل کتاب ہیں۔ اس آیت میں ایک خاص اعتراض کے رفع کرنے میں اہل کتاب کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ صحائف انبیاء اور آسمانی کتابوں سے واقف تھے حالانکہ وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل نہ تھے تو پھر ان سے سوال کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے علم کی بنا پر تمہیں بتا دیں گے کہ رسول بشر ہی ہوتا ہے اور رسول کا بشر ہونا اس قدر واضح ہے کہ اہل کتاب سے بھی اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ اور اس سے اگلی آیت میں تبلیغ کا حکم ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ -

ان پیغمبروں کو معجزے اور کتابیں دے کر بھیجا اور اسی طرح ہم نے تجھ پر بھی قرآن اتارا۔ اس لیے کہ تو لوگوں کو سمجھا دے جو ان کی طرف اترا اور اس لیے کہ وہ خود بھی غور کریں۔ (وحیدی)

اس آیت کے ابتدائی الفاظ کس قدر واضح ہیں کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ذمے اس کتاب کی تبلیغ ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے اور تبلیغ کن لوگوں کو کرنی ہے تو فرمایا مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ کہ جن کی طرف یہ نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ اب دیکھیے پہلے ذکر کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور پھر مخاطبین کی طرف ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور مخاطبین کی نسبت میں واضح فرق کیا ہے کہ رسول پر تبلیغ فرض ہے اور مخاطبین پر غور و فکر۔ تو یہاں کسی ایک کی تخصیص کیسے ہو سکتی ہے جب کہ آپ خاص لوگوں کی طرف رسول بن کر نہیں آئے بلکہ تمام لوگوں کی طرف رسول بن کر آئے ہیں اور تمام کو ہی غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ پھر یہ بات بھی مدنظر رکھیے کہ قرآنی اصطلاح میں "ذکر" وہ ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو وہ ذکر نہیں ہو سکتا اور وہ عالم، عالم نہیں جو ذکر سے واقف نہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی آدمی کے قیاس کو دین بنا لیا جائے یہ بات اس آیت کے صریح خلاف ہو گی کہ اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر کسی اور پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے، کیونکہ علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور علماء وہ ہیں جو قیاسات کو چھوڑ کر کتاب و سنت کو اپناتے ہیں۔ مقلد جاہل ہوتا ہے اور جاہل کو غور و فکر کی حاجت ہی کیا۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کے ساتھ غور و فکر کو لازم قرار دیا ہے۔ جو بھی مسلمان ہو گا اس کو کتاب و سنت کے مطابق غور و خوض کرنا ہو گا لیکن مقلد تو صرف اپنے امام کی رائے کو ہی کافی سمجھتا ہے تو ایک مسئلہ یہ بھی پیدا ہوا کہ تقلید کے دعوے دار اس آیت سے عامی (جاہل) کے لیے علماء کی طرف رجوع کرنا لازمی قرار دیتے ہیں تو اس بات میں شک بھی کیا ہو سکتا ہے کہ جاہل نے تو آخر علماء کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے البتہ اس کے لیے غور و فکر کو لازمی قرار دیا ہے تاکہ وہ صرف کسی عالم کی بات کو اس لیے قبول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرے کہ یہ بات فلاں عالم کی ہے بلکہ وہ اس میں دیکھے کہ عالم نے جو فتویٰ دیا ہے کیا وہ کتاب و سنت کے موافق ہے یا نہیں۔ اس بات سے یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ جو کسی مسئلہ میں تحقیق کر سکتا ہے کہ وہ کتاب وسنت کے موافق ہے یا نہیں، اس کو کسی سے فتوےٰ لینے کی ضرورت ہی کیا ہے تو اس شبہ کے رفع کرنے میں غرض یہ ہے کہ عامی مُفتی سے دلیل تو طلب کر سکتا ہے کہ بتائیے آپ نے جو فتویٰ دیا ہے اس کی کتاب وسنت میں کیا اصل ہے۔ جب مفتی دلیل بیان کرے گا تو وہ تقلید نہ رہے گی کیونکہ تقلید میں دلیل کا وجود نہیں ہوتا۔ اب یہ قارئین کا کام ہے کہ وہ مقلد بننا چاہتے ہیں (جس کو دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی) یا قرآن کی اس آیت کی وجہ سے تحقیق کر کے متبع بننا چاہتے ہیں: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ (آل عمران آیت ۱۳)

ہم مقلدین سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ آخر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقلید شخصی کو کہاں واجب قرار دیا ہے۔ اگر اس آیت سے تقلید شخصی کا کوئی پہلو نکلتا ہے تو آج تک ان الفاظ کو بیان کیوں نہیں کیا گیا بلکہ اس آیت سے یہی معلوم ہے کہ اگر تم علم سے واقفیت نہیں رکھتے ہو تو کسی اہل علم سے پوچھ لو تو اس میں کسی ایک کی تخصیص کا اشارہ تک نہیں۔ اگر مقلدین کی اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا اسلام میں اہل علم چار ہی ہوئے ہیں اور ان کے بعد علم کا دروازہ بند کر دیا گیا؟ یا ان چاروں نے بعد میں آنے والوں کو قیامت تک کے لیے علمی ضرورت سے مستغنی کر دیا؟ ظاہر ہے کہ کوئی مقلد اس کا جواب نہیں دے سکتا چنانچہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ اہل ذکر سے مُراد ہر دَور کے وہ علماء ہیں جو ذکر (کتاب وسنت) پر عمل پیرا ہوں۔

اگر آج کے مقلد مفتی فتویٰ دیتے وقت فقہ کی کتابوں سے متقدمین کی عبارت کو نقل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں تو کونسی چیز مانع ہے کہ وہ قرآن کریم اور کتب حدیث (جو وحی کے مبارک الفاظ ہیں) نقل کر کے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی بھی حاصل کریں اور ثواب بھی پائیں۔

المختصر یہ آیت کسی طریقہ سے بھی تقلید کو ثابت نہیں کرتی بلکہ یہ تو تقلید کے خلاف ایسی واضح ہے جس کا انکار طالب حق سے نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۔ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ :

تقلید کے جواز میں اس آیت کو بڑے جوش و خروش سے پیش کیا جاتا ہے اور یہ تأثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اطاعت اللہ، اطاعت رسول اور اطاعت آئمہ ایک ہی چیز ہیں۔ اُولی الامر سے مُراد فقہا کرام لیے جاتے ہیں۔ لیکن یہ بات کس قدر تعجب خیز ہے کہ جب لفظ کے مفہوم میں اختلاف واقع ہو اور اس بارے میں کوئی مرفوع حدیث مل جائے تو اختلاف خود بخود رفع ہو جانا چاہیئے۔ یہ بات مسلّمہ ہے کہ کتب حدیث میں اُولی الامر کا لفظ فقہا پر نہیں بلکہ جو منصب حکومت پر فائز ہو اس پر استعمال ہُوا ہے۔ کتب حدیث کا مطالعہ کرنے والے احباب سے یہ بات اوجھل نہیں رہ سکتی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو کس معنی میں استعمال کیا ہے۔ ہاں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اُولی الامر کی تفسیر علماء کے مفہوم میں آئی ہے لیکن یہ بات تو مسلّمہ ہے کہ مرفوع روایت کی موجودگی میں موقوف روایت قابل قبول نہیں ہوا کرتی۔ اگر بفرض محال حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کو درست سمجھ لیا جائے کہ اُولی الامر سے مُراد علماء بھی ہیں تو تب بھی اس سے تقلید ثابت نہیں ہوتی کیوں کہ اطاعت کا مستقل ذکر اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا گیا ہے اسی لیے تو لفظ "اطیعوا" کو دوبارہ ذکر فرمایا ہے اُولی الامر کی اطاعت کو جملہ معطوفہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اطاعت اصل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہے۔ اُمراء کی جو اطاعت ہے وہ کوئی مستقل اطاعت نہیں۔ اُمراء سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ اسی لیے تو اگلا جملہ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ ذکر فرما کر اس بات کی تصریح کر دی کہ علماء، اُمراء سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اللہ جل جلالہٗ اور رسولِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف کفر اور سلب ایمان کا سبب ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔

تیرے رب کی قسم! وہ شخص ایماندار نہیں جو آپ کے فیصلے کو شرح صدر سے قبول نہیں کرتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ امام اور رسول کی اطاعت میں فرق ایسا ہے جیسا کہ رسول اور امتی میں فرق ہے تو شاید اس بات میں بھی کسی کو اختلاف نہ ہو کہ امام کی تمام باتیں قابل عمل نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے جو آپؐ کے فرمان کو درست سمجھتے ہوئے پھر عمل نہیں کرتا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اُمراء کی اطاعت اصل میں ان معاملات میں ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول اکرمؐ سے ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ ، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوسکتی۔ (اعلام ۳۹/۱)

مقلدین حضرات نے اس آیت (اطیعوا اللہ) سے جو آج تک ستم روا رکھا ہے اس کی تلافی شاید کسی طریقے سے نہ ہوسکے۔ انہوں نے اپنے مقصد کو اپنانے کے لئے اس آیت مبارکہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ یآیھا الذین آمنوا سے لے کر منکمؐ تک ایک حصہ اور فان تنازعتم فی شیئ آخر آیت تک دوسرا حصہ بنا دیا اور یہ کہہ کر کہ یہ جملہ مستقل ہے جس میں مجتہدین کو خطاب کیا گیا ہے۔ ان کے ہاں قرآن کے بعض حصے علماء کے لیے ہیں اس پر عوام کو عمل نہیں کرنا چاہیئے اور بعض عوام کے لیے مخصوص ہیں۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اب قارئین فیصلہ فرمائیں گے کہ کیا قرآن ایسے حصہ وار فرض کیا گیا ہے کہ بعض حصہ میں عوام عمل کریں باقی علماء کے لیے چھوڑ دیں ———————— ایسا ہرگز نہیں، قرآن تمام کا تمام مسلمانوں کے عمل کے لیے اتارا گیا ہے۔ اگر قرآن کی آیات کو اپنے مفہوم میں ایسے استعمال کیا گیا تو خدا جانے اس کی کونسی صورت بن کر رہ جائے گی۔

افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ

اور تو اس کے رستے کی پیروی کر جو میری طرف رجوع کرتا ہے۔

مقلدین نے اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جو منیب الی اللہ ہوں ان کی پیروی کرنی چاہیئے اور ائمہ اربعہ کی انابت میں کسی کو اختلاف نہیں کیونکہ ان کے مذہب مدون ہو چکے ہیں لہٰذا ان کی اتباع ضروری ہے لیکن دیکھا جائے تو یہ استدلال درست نہیں اولاً اللہ تعالیٰ نے لفظ اتباع ذکر فرمایا ہے، تقلید نہیں۔ اتباع اور تقلید میں جو فرق ہے وہ سابقہ اوراق میں گزر چکا ہے۔ ثانیاً اللہ تعالیٰ انسان کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ اپنے والدین کی اتباع کرنا۔ لیکن جب وہ تجھے شرک پر آمادہ کریں تو پھر ان کی اتباع نہ کرنا اور ان لوگوں کی اتباع کرنا جن کا رجوع صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اس کے بعد والے الفاظ میں اللہ نے واضح کر دیا:

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

دیکھنا تمہارا ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہم نے تمہارے اعمال کی خبر لینی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اتباع میں وہ رستہ اختیار کرنا جس سے تم آخرت میں کامیابی پاسکو پھر اللہ تعالیٰ نے لفظ سبیل استعمال کیا ہے جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رستہ سے خاص ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ

کہدو، یہ میرا رستہ ہے میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں بصارت پر اور جس نے میری اتباع کی۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ۔ (الانعام)

یہ راہ میری سیدھی ہے تم اسی پر چلو۔

جب لفظ سبیل مفرد ہو اور اتباع کے معنی میں استعمال ہوا ہو تو وہاں صرف رسول اللہ کا راستہ ہوگا لیکن جب راستے مختلف ہو جائیں تو اس وقت وہ صحیح راستہ نہیں بلکہ شیطانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ ہوگا جو افتراق اور اختلاف کا سبب بنے گا۔ اسی لیے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ ذکر کیے:

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ۔

تم مختلف رستوں پر نہ چلو ورنہ تم فرقہ بندی کا شکار ہو جاؤ گے۔

معلوم ہوا جب راستے مختلف ہوں تو وہ سبیل من اناب کے زمرہ سے خارج ہو جائیں گے تقلید کی وجہ سے امت مختلف فرقوں میں بٹ گئی۔ پھر اس آیت میں لفظ مَنْ استعمال ہوا ہے جو عموم کے لیے آتا ہے جس میں اجتہاد کی شرائط موجود نہ ہوں یا وہ عالم ہی نہ ہو مگر وہ صالح اور متقی ہو تو اس کی اتباع بھی ضروری ہو گی لیکن کوئی مقلد مجتہد کے بغیر صرف متقی کی تقلید کو واجب نہیں سمجھتا۔ اگر اس آیت کو جس معنیٰ میں آپ نے استعمال کیا ہے، مان لیا جائے تو تقلید شخصی کی بنیاد ہی ختم ہو جائے گی۔ پھر لفظِ اناب کا استعمال زیادہ تر انبیاء کے لیے ہے۔ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ نبی کی انابت میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ لیکن کسی اُمتی کے بارے میں ہم یقینی طور پر انابت کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے اُمتی کے منیب ہونے کا انکار کیا ہے، ہرگز ایسا نہیں۔ ہم تمام صحابہ کرامؓ کی انابت کو بلا چون و چرا قبول کرتے ہیں لیکن ہم ان کی انابت کا موازنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کے ایمان اور جنتی ہونے کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اس کے باوجود مقلدین صحابہ کی تقلید کو جائز نہیں سمجھتے تو بعد والے کسی اُمتی کی تقلید کو کیسے واجب تسلیم کیا جا سکتا ہے جن کی انابت کے بارے میں مختلف شکوک و شبہات ہو سکتے ہیں پھر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ یہ علم کے اجارہ دار علم سے کام نہ لیتے ہوئے کس بے باکی سے اہلِ اسلام میں سے چار کی انابت کو قبول کرتے ہیں گویا کہ اسلام میں عرصہ چودہ سو سال میں اہل اللہ صرف چار ہی ہوئے ہیں۔

گرچہ عقل سوئے بالا می پرد
مرغِ تقلیدت بہ پستی می پرد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (سورۃ توبہ آیت ۱۲۲)

ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر فرقے میں سے کچھ لوگ نکلیں تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور جب اُن کی قوم کے لوگ (جہاد سے) لوٹ کر آئیں تو ان کو سُنادیں اس لیے کہ وہ بچیں رہیں۔

(وحیدی)

جو علماء دین میں تفقہ حاصل کریں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچائیں تو لوگوں کو ان کی بات کی اتباع کرنی چاہیئے اور اسی کا نام تقلید ہے۔ لیکن یہ آیت چند وجوہ سے تقلید کے سخت خلاف پڑتی ہے۔ اوّل اس میں علم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ تقلید میں علم سرے سے ہوتا نہیں کما تقدم۔ دوم اس آیت کا پہلا حصہ یہ ہے وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً کہ تمام مومن جہاد کے لیے تیار نہ ہو جائیں بلکہ ان میں ایک جماعت ایسی بھی ہونی چاہیئے جو (دینی) علم حاصل کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمام مومن جہاد میں شریک ہو جائیں اور علم کی طرف کوئی توجہ ہی نہ دے۔ یہاں تو یہ بتلانا مقصود ہے کہ علم کی نفضیلت جہاد سے کسی درجہ کم نہیں جیسا کہ مجاہدین جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوتی ہے اسی طرح علماء نے ایمانی اور نظریاتی سرحدوں کا دفاع کرنا ہوتا ہے تو یہاں علم کا ذکر ہے جو بادلیل ہوتا ہے تقلید کا نہیں کیونکہ اس میں دلیل کی گنجائش ہی نہیں رکھی گئی۔ سوم اگر یہاں تقلید مراد لی جائے تو پھر کل تقلید پر عمل ہونا چاہیئے لیکن آپ نے تقلید کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کو واجب العمل اور دوسرے کو واجب الترک (جس کو چھوڑنا ضروری ہو) قرار دیا۔ اصول فقہ نیز بہار شریعت وغیرہ میں اصول عقائد میں تقلید کو ناجائز قرار دیا ہے۔ پھر لفظ نذیر میں کہاں عقائد اور احکام میں فرق ہے؟ بلکہ نذیر تو کہتے ہی اُسے ہیں جو عقیدہ پہلے درست کرے اور احکام کی تعلیم بعد میں دے جیسا کہ تمام انبیاء کرام کا دستور رہا ہے۔ گویا کہ آپ کے اس مفروضے نے کہ تقلید کی تقسیم جائز ہے۔ ایک امام کو احکام میں آنکھیں بند کر کے قبول کیا جائے لیکن جب عقائد کی بات آئے تو اسی امام کو فراموش کر دیا جائے جیسا کہ حنفی بریلوی حضرات کرتے ہیں۔ احکام میں حضرت امام ابوحنیفہ رح کی بات کو کتاب و سنت سے برتر سمجھتے ہیں لیکن عقائد میں امام صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مخالفت میں اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ شاید ان کے جدید عقائد کی بنا پر امام صاحب مسلمان بھی ہیں یا نہیں ؎

ان کو اک حال پہ رہتا ہی نہیں چین کبھی
کبھی آنے میں خفا ہیں ، کبھی جانے میں

المختصر مقلدین کی اس تقسیم سے واضح ہو گیا کہ تقلید کوئی ایسی چیز نہیں جسے ہر حالت میں قبول کیا جا سکے تو پھر اس آیت سے تقلید کیسے ثابت ہو گئی بلکہ یہ آیت تو تقلید کے خلاف پڑی کہ علماء کی تقلید کوئی ایسی ضروری نہیں کہ ہم اسے ہر حالت میں قبول کر لیں بلکہ جہاں تک ہو سکے حصول علم کی طرف توجہ دینی چاہیے اور اس کی برکات سے دامن بھرنا چاہیے ۔ چہارم اس آیت سے تقلید کا جواز اخذ کرنے والے مطلق تقلید کے نہیں بلکہ تقلید شخصی کے قائل ہیں ۔ اس آیت میں صیغہ جمع کا استعمال ہوا ہے ۔ اِذَا رَجَعُوْا اِلَیْھِمْ ۔ اس صیغہ نے اس بات کی قلعی کھول دی کہ مقلد حقیقت سے ناآشنا ہوتا ہے ۔ ایک جگہ وہ تقلید شخصی کا حکم لگاتا ہے ۔ تو دوسری جگہ خود اس کی نفی کر دیتا ہے ۔

حدیث سے استدلال

آیات کی طرح بعض احادیث نبویہ کو بھی تقلید کے ثبوت میں بطور استدلال پیش کیا جاتا ہے ۔ ہم ان احادیث کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کے استدلال کی حقیقت بھی واضح کرتے ہیں ۔ انشاء اللہ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان استدلالات کی وہ حقیقت نہیں جو یہ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے پیش کرتے ہیں بلکہ وہ تو قرآنی آیات کی طرح تقلید کے بالکل خلاف ہوں گی ۔

۱۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر (ترمذی ص ۲۰۷/۲)

میرے بعد ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کرنا ۔

اس حدیث شریف میں یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اقتداء کا معنی تقلید ہوتا ہے لیکن ان کا یہ ترجمہ کسی اہل لغت نے بیان نہیں کیا ۔ ہاں اقتداء اسوہ اور سنت نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی میں ضرور آتا ہے۔ مشہور لغت دان ابن منظور فرماتے ہیں:

"الاقتداء الاسوۃ: اقتدار کے معنی اسوہ ہیں۔" اور یہی لفظ اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ: تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔"

یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہر قول و فعل با دلیل ہوگا اس اعتبار سے صحابہ کرام کی اقتدار بھی دلیل کے ساتھ ہوگی کہ اس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ تقلید میں دلیل نہیں ہوا کرتی۔ پھر اقتدار کا تعلق ہی دلیل سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ مشہور حدیث میں ہے :-

یقتدی ابوبکر بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس یقتدون بصلوۃ ابی بکر۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو مرض شدید ہو گئی تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی نماز کی اقتدار کی اور دوسرے صحابہؓ حضرت ابوبکر کی اقتدار کر رہے تھے۔ (بخاری ۹۹/۱)

اس میں کسی کو انکار نہیں کہ ابوبکرؓ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتدار کی تھی، وہ با دلیل تھی اور صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی نماز کی جو اقتدار کی وہ اس اعتبار سے با دلیل تھی کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت رسول کریمؐ کی نماز کی اقتدار کر رہے تھے۔ اس میں آپ کی ذاتی رائے یا قیاس کو دخل نہیں۔ پھر لفظ اقتدار کا استعمال قرآن کریم میں رسول اللہ علیہ وسلّم کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام ۹۰)

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء کرام کا ذکر فرما کر آخر میں ہادی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلّم کو ان کی اقتدار کا حکم دیا ہے۔ اگر اقتدار کا معنی تقلید لیا جائے تو پھر کوئی مقلد اس بات کی جرأت کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو کسی ایک نبی کا مقلد تصور کرے۔ جب کہ مقلد جاہل ہوتا ہے اور اس کی جہالت میں کسی کو شک نہیں ہوتا۔ لا فرق بین بھیمۃ تنقاد و انسان یقلد۔ افسوس صد افسوس ان حضرات پر جو اقتدار کا معنی تقلید لیتے ہیں اور پھر رسول اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا ٹھیکہ محض زبانی لے رکھا ہے اور دوسروں پر گستاخی کے صدہا الزام لگانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان کو دوسروں کے تنکے تو نظر آجاتے ہیں لیکن اپنی آنکھ کے شہتیر بھی نظر نہیں آتے۔ یہ ان کا قصور نہیں اور ان حضرات سے ایسی بات کا صادر ہونا قیاس سے بھی دور نہیں کیونکہ یہ مقلد ہیں اور ان پر غور و فکر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہوتا۔ اگر ہم اقتداء کو تقلید کے معنی میں استعمال کرتے تو فتوؤں کے گہرے بادل چھا جاتے لیکن یہ ان حضرات کی طرف سے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اگر اقتداء کو تقلید کے معنی میں لیا جائے تو اس کی زد براہ راست سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیت پر پڑتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایک عامی کی ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب یہ تو واضح ہو گیا کہ اقتداء کسی طرح بھی تقلید کے معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس سے وہ تمام استدلال ختم ہو گئے جو اقتداء سے تقلیدی مفہوم میں لیے جاتے ہیں۔

۲۔ مَن اُفتیٰ بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ۔ (ابوداؤد $\frac{۵۱۵}{۲}$)

جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس کا گناہ مفتی پر ہوگا۔

تقلید کا استدلال پکڑتے ہوئے مجوزین حضرات کہتے ہیں اگر مفتی کی اتباع لازم نہ ہو تو مفتی کو ایسی سرزنش نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن اس استدلال کو دیکھا جائے تو یہ سراسر غلط ہے۔ اس لیے کہ مفتی کو جو گناہ لازم آئے گا اس کے غلط فتویٰ کی بنا پر ہوگا۔ خواہ اس پر فتویٰ طلب کرنے والا عمل کرے یا نہ کرے، کیونکہ مفتی پر کتاب وسنت کے مطابق فتویٰ دینا واجب ہے۔ اگر وہ کتاب وسنت کی موجودگی میں غلط فتویٰ دیتا ہے تو وہ شرعی اعتبار سے سخت مجرم ہوگا۔ اسی طرح اگر فتویٰ طلب کرنے والا محض اس لیے اس فتویٰ پر عمل کرتا ہے کہ یہ فلاں شخص کا ہے خواہ وہ کتاب وسنت کے خلاف کیوں نہ ہو تو اس صورت میں یہ بھی گناہ میں مفتی سے کسی طرح کم نہ ہوگا۔ کیونکہ اتباع کتاب وسنت کی ہے آراء الرجال کی نہیں۔ اسی بنا پر امام اہل سنت احمد بن حنبل رح تقلید سے فتویٰ کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جب امام صاحب کے نزدیک تقلید سے فتویٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا جائز نہیں تو اس فتویٰ پر عمل بھی کیسے جائز ہو گا۔ جب علم ہو جائے کہ یہ فتویٰ کتاب و سنت کے منافی ہے تو اس وقت مُفتی اور مُستفتی میں کوئی فرق نہ ہو گا۔

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ (ابراہیم ۲۱)

قیامت کے دن کمزور بڑے آدمیوں سے کہیں گے (مرید اپنے مُرشد سے) ہم تو تمہارے تابعدار تھے تو کیا خدا کے عذاب سے تم ہمارے کام آسکتے ہو تو وہ کہیں گے اگر اللہ تعالےٰ ہمیں راہ پر لگاتا تو ہم بھی تمہیں سیدھی راہ بتاتے۔ خواہ ہم روئیں پیٹیں خواہ صبر کریں دونوں برابر ہیں عذاب سے ہم چھوٹ نہیں سکتے۔ (وحیدی)

اس آیت سے معلوم ہُوا کہ جن کی غلط پیروی کی جاتی ہے جس طرح وہ بارگاہ ایزدی میں مجرم ہوں گے اسی طرح اُن کے غلط پیروکار بھی مجرم ہوں گے۔ اسی طرح اگر مفتی غلط فتویٰ دیتا ہے اور مستفتی اس غلط فتویٰ پر عمل کرتا ہے (کتاب و سنّت سے دلیل طلب کیے بغیر) تو وہ بھی مُفتی کے ساتھ گناہ میں برابر کا شریک ہو گا۔ اس امر کی مزید وضاحت حدیث شریف سے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے:

ان اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبقی عالماً اتخذ الناس رؤسا جھالا۔ فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا۔ (دارمی، ابن ماجہ ص ۱۶)

اللہ تعالےٰ علم کو بندوں کے سینوں سے نہیں چھینے گا بلکہ عُلماء کو فوت کرلے گا، جب کوئی عالم زندہ نہ ہو گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر آپ بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

کتنی واضح حدیث ہے کہ بغیر علم کے فتویٰ دینا اصل میں خود بھی گمراہ ہونا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنا ہے اور یہی لفظ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے مجرموں کے لیے استعمال کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویل للاتباع من عثرات العالم قیل کیف ذلك؟ قال یقول العالم شیئاً برایه ثم یجد من ھو اعلم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ فیترك قولہ ـ ثم تمضی الاتباع ـ (ایقاظ ص۳۷)

علماء کی غلطی پر عمل کرنے والوں پر ہلاکت ہو۔ کسی نے کہا، یہ کیسے ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا۔ کوئی عالم اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہے اور فتویٰ طلب کرنے والا کسی اور بڑے عالم "جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا زیادہ عالم ہوتا ہے"، کو پا لیتا ہے۔ اس کے باوجود وہ پہلے عالم کی غلطی پر عمل کرتا ہے۔

اس مضمون پر اور بھی دلائل موجود ہیں لیکن اختصار کو سامنے رکھتے ہوئے انہی پر اکتفا کرتے ہیں حقیقت میں مجوزین حضرات عوام کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اگر تم غلط بھی عمل کر لو گے تو تم پر کوئی گرفت نہیں ہو گی تاکہ علم سے ناواقف لوگ بغیر دلیل کیے ان کی بات کو قابل عمل ٹھہرا لیں لیکن شریعت میں کوئی ایسی اجازت نہیں کہ بلا سوچے سمجھے کسی کی بات پر عمل کیا جائے۔ ان حضرات کو شاید یہ حدیث نظر نہیں آتی:

شفاء العی السوال ـ مرض کا علاج سوال ہے۔ (ابو داؤد ۴۹/۱)

اس حدیث میں عالم اور جاہل کی تمیز نہیں بلکہ بوقت ضرورت مسئلہ طلب کرنا تمام کے لیے ضروری ہے۔

فی الجملہ: ہم نے کتاب و سنت کے دلائل سے واضح کر دیا ہے کہ یہ حدیث مبارک تقلید کے جواز میں قطعاً پیش نہیں کی جا سکتی بلکہ اس باب کی دیگر احادیث و آیات کو جمع کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ تقلید کے سخت مخالف ہے۔

۳۔ عن ابن عباس قال خطب عمر الناس بالجابیة وقال یا ایھا الناس من اراد ان یسأل عن القراٰة فلیات ابی بن کعب ومن اراد ان یسأل عن الفرائض فلیات زید بن ثابت ومن اراد ان یسأل عن الفقہ فلیات معاذ بن جبل ومن اراد ان یسأل المال فلیاتنی فان اللہ جعلنی والیاً وقاسماً۔ (اعلام الموقعین)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! جو قراۃ کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ ابی بن کعب کے پاس جائے اور جو وراثت کے بارے میں پوچھنا چاہے وہ زید بن ثابت سے پوچھے، جسے فقہ کے متعلق سوال کرنا ہے وہ معاذ بن جبل سے پوچھ لے اور جو مال طلب کرنا چاہتا ہے وہ میرے پاس آجائے کیونکہ اللہ تعالٰی نے مجھے مال کا والی اور اس کو تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔

تقلید کے جواز میں اس خطبہ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اُمت کو ان تینوں کے فتویٰ پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ یہ تینوں حضرات اپنے اپنے فن کے ماہر تھے۔ یہ استدلال سرے سے ہی غلط ہے۔

اوّلاً ــــــ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ اُمّت کو ان تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید پر جمع کیا جائے بلکہ ان صحابہ عظام کے علم و فضل کی خبر دینا مقصود تھی کہ یہ تینوں حضرات فلاں فلاں فن کے ماہر ہیں۔ پھر ان صحابہؓ کے متعلق حُسنِ ظن سے کام نہیں لیا ہے۔ بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اپنے اپنے فن میں ماہر ہونے کی خبر دی تھی۔

ثانیاً ــــــ صحابہ کرام کی اتباع تقلید نہیں ہوتی کیونکہ اس پر نص (دلیل) موجود ہوتی ہے اور یہ بات واضح رہے کہ مرفوع روایت کے وقت کسی صحابی کی ذاتی رائے کو قطعاً قبول نہیں کیا جا سکتا یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذاتی عمل تھا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو بعض روایتوں میں تحقیق فرمایا کرتے تھے جیسا کہ استیذان والی حدیث ہے۔

ثالثاً ــــــ حضرت عمرؓ نے اس خطبہ میں تین قسم کے مسائل ذکر کیے ہیں اور ہر فن کے لیے ایک الگ الگ عالم کا انتخاب کیا ہے تو یہ انتخاب بذاتِ خود تقلید کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ یہ تینوں حضرات اپنے اپنے فن کے ماہر تھے اور ان کی مہارت پر دلیل شرعی تھی کہ ان کی شہادت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔ اگر ان حضرات پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل اعتماد ہو سکتا تھا تو کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اعتماد نہیں ہونا چاہیئے تھا یقیناً ایسا ہی تھا حالانکہ صحابہ کرام میں بہت سے عُلماء اور بھی موجود تھے لیکن ان تینوں کا ذکر اس لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا کہ ابی بن کعب کا اللہ تعالٰی نے نام لیا کہ اللہ تعالٰی اس سے قرآن سُننے کو پسند کرتا ہے (مشکوٰۃ) حضرت معاذ کو آپ نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو اس پر مکمل اعتماد اور خوشی کا اظہار فرمایا اسی طرح حضرت زید کے علم کا ماہر ہونا بھی آپ کی زبانی ثابت ہے تو پھر یہ تقلید کیسے ہو گئی؟

ایک طرف تو اصول والے تقلید کی تعریف میں دلیل کے نہ ہونے کی قید لگاتے ہیں اور ان حضرات کے عالم ہونے میں کسی کو شک نہیں تو پھر کسی مزید دلیل کی ضرورت کیا۔ پھر ان تینوں حضرات سے قیاس کی سخت نفی آئی ہے۔ عنقریب اس کا ذکر کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ) جب یہ قیاس کے قائل نہیں تھے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اپنی رائے سے فتویٰ دیتے۔

رابعاً ——— تین صحابہ کا ذکر فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ علم کو کسی ایک میں محصور نہیں جانتے تھے اور یہ بات تقلید شخصی کے زبردست خلاف ہے کیونکہ تقلید شخصی میں صرف ایک شخص کی ہر بات کو بغیر دلیل کے قبول کرنا ہوتا ہے اور یہاں تین افراد کا ذکر ہے

خامساً ——— خود مقلدین کا عمل اس کے خلاف ہے اس لیے کہ یہ ایک ہی امام پر تمام انحصار کر کے احادیث سے دامن چھڑائے ہوئے ہیں۔ فیا للعجب للمقلد المتعصب۔

تقلید عہدِ صحابہ کرامؓ میں

بعض لوگ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ صحابہ کرام میں تقلید کا عنصر پایا جاتا تھا۔ حالانکہ یہ بات مسلّمہ ہے کہ تمام صحابہ کرام تقلید سے بَری تھے اور کوئی شخص کسی صحابی کا نام لے کر یہ جرأت نہیں کر سکتا ہے کہ فلاں صحابی فلاں کا مقلّد تھا۔ اگر کسی صحابی نے دوسرے صحابی کے فتویٰ پر عمل کیا ہے تو ہم اس کو قطعاً تقلید نہیں کہہ سکتے۔ کسی ایک مسئلہ میں کسی کی با دلیل اتباع کرنا تقلید نہیں ہو سکتی پھر صحابہ کرام کی اتباع تقلید کے زمرہ سے اس لیے بھی خارج سمجھی جاتی ہے کہ صحابہ کو جب کوئی مسئلہ درپیش آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حل دریافت کر لیتے۔ جب رحمتِ عالم رفیق الاعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو پھر جو مسئلہ پیش آتا تو اس کا حل اہل علم سے دریافت کیا جاتا۔ کئی دفعہ ایسے بھی ہوا کہ مطلوبہ مسئلہ میں کسی صحابی سے دلیل نہیں ہوتی تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی طرف رجوع کیا جاتا جیسا کہ مسئلہ اکسال ہے جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا تو اس کا حل سوائے حضرت عائشہؓ کے کسی اور سے نہ ہوا کیونکہ یہ ایک ازدواجی اور نجی مسئلہ تھا۔ اسی طرح اگر کسی مسئلہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس بھی دلیل نہ ہوتی تو وہ کسی اور زوجہ محترمہ کی طرف رجوع کا حکم فرمادیتیں جیساکہ نماز عصر کے بعد نوافل ہیں۔ تمام صحابہ کرام ایک دوسرے سے مسائل پوچھتے اور ان میں کسی قسم کی عار محسوس نہ کرتے۔ حضرت امام شعبی فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ۔ ابن مسعود۔ زید بن ثابت۔ علی۔ اُبی ابن کعب۔ ابوموسیٰ اشعری[۱] رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے ضرورت اور حاجت کے وقت مسائل پوچھا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا مسائل کے حل میں یہ طریق کار تھا کہ سب سے پہلے کتابُ اللہ اور پھر سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے۔ اگر وہاں سے حل نہ پاتے تو صحابہ کرام کو جمع فرماتے اور اس کے بارے میں استفسار فرماتے۔ اگر کوئی حدیث مل جاتی تو اس پر عمل کرتے ورنہ صحابہ کرام کے مشورہ سے جو طے ہوتا۔ اس پر عمل کر لیتے[۲]۔

ان دلائل کے باوجود اگر کوئی صاحب یہ سمجھیں کہ صحابہ کرام مقلد تھے یا اس مبارک دور میں تقلید کا وجود تھا تو ہم اس کی نادانی اور علم سے ناواقفیت سمجھیں گے یا پھر وہ تعصب سے کام لیتے ہوئے دلائل و براہین سے اغماض کرتے ہیں۔ ہم ان مقدس ہستیوں کو تقلید کا الزام کیسے دے سکتے ہیں جو علم کے ستون، وحی کے اوّلین متعلمین، علم میں گہرے، تعمق و تعصب سے کوسوں دور اور عامل بالسنّۃ تھے۔

پھر ان حضرات کو دیکھو جو حدیث اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم کو درست اور قابلِ استدلال بھی مانتے ہیں (کہ صحابہ ہدایت کے ستارے تھے) اور پھر ان پر تقلید کا الزام بھی دھرتے ہیں (کیا ہدایت علم کے بغیر آسکتی ہے) اس سے بڑھ کر صحابہ کرام کی کیا گستاخی ہوسکتی ہے؟ ایک طرف صحابہ کو علم سے کورے ثابت کرنے کی کوشش وسعی میں لگے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف متاخرین کو بحر العلوم اور خدا جانے کیا کیا القاب سے نوازتے ہیں۔

بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا؟

---

[۱] اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۲ ، [۲] ایضاً ص ۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

ردِّ تقلید

قرآن و حدیث میں ایسے بے شمار دلائل موجود ہیں جو تقلید کی صراحت سے نفی کرتے ہیں۔ ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے قارئین کرام کے لیے قرآن کریم۔ حدیث رسول اور آثارِ صحابہ کرام کو پیش کرتے ہیں۔ قرآن کریم اسلام کے تمام بنیادی و اصولی مسائل پہ حاوی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً

قرآن میں مکمل وضاحت، ہدایت اور رحمت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پر عمل کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے:

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (زخرف ۴۳)

آپ وحی پر عمل کریں۔ بلاشبہ آپ سیدھے رستے پر ہیں۔

آپ صراطِ مستقیم پر کیوں ہیں اس لیے کہ آپ وحی پر عمل کرتے اور اس کے مطابق فیصلہ کرنے کے پابند ہیں۔

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ (المائدہ)

آپ وحی کے ساتھ فیصلہ کریں اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔

اس آیت میں اس بات کا حکم ہے کہ پیروی صرف وحی کی ہو سکتی ہے۔ فیصلہ وحی کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ وحی کی موجودگی میں اھواء و خواہشات، دوسرے لفظوں میں آراء و قیاسات کی تقلید نہیں ہو سکتی۔ پھر اس آیت کریمہ کے مخاطب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا ہر قول و فعل تمام مسلمانوں کے لیے اسوہ ہے۔ بنا بریں مسلمانوں کو قیاسات چھوڑ کر کتاب و سنت کو مشعل راہ بنانا چاہیے کیونکہ ان دونوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور ان کے علاوہ فتویٰ دینا درست نہیں۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ: اے رسول آپ کے لیے یہ درست نہیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ بلاعلم فتویٰ دیں۔

گویا اس آیت میں بغیر علم کے فتویٰ دینا جائز نہیں اور جو شخص وحی کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے کسی اور بات پر عمل کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا مجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ. مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (النحل ۱۱۶ - ۱۱۷)

تم اپنی زبانوں سے نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ تاکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو تحقیق وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ یہ قلیل فائدہ ہے اور ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔

اس آیت کریمہ سے چند امور اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے کر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کرو۔

۲۔ دنیادی غرض کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات نہ لگاؤ۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی نہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ پر افترا یا جھوٹ باندھنا بہت بڑا جرم ہے۔

۴۔ جھوٹ باندھنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

۵۔ ایسے شخص کو دنیاوی سامان یا فائدہ تو حاصل ہو جائے گا لیکن اس کا انجام عذاب الیم ہوگا۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ ۖ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ۔ (یونس ۵۹)

آپ کہہ دیجئے یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے انتفاع کے لیے جو کچھ رزق بھیجا تھا، پھر تم اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال کر دیتے ہو۔ یہ اللہ نے حکم دیا تھا یا تم اپنی طرف سے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ (تھانوی)

وہ بات جس کا حکم یا اذن اللہ تعالیٰ نے نہ دیا ہو اور اس کو شریعت کا درجہ دے کر اس پر عمل کیا جائے تو کیا وہ اللہ تعالیٰ پر افترا نہ ہوگا۔ کیوں نہیں ضرور افترا ہوگا اور اسی افترا کا نام تقلید ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی کی تقلید کا حکم نہیں دیا۔ پس اگر تقلید کو واجب سمجھا جائے اور اس کے وجوب پر کوئی دلیل بھی نہ ہو تو وہ افتراء نہیں تو اور کیا ہوگا؟

اہلِ کتاب کی تقلید

اہل کتاب بھی اسی قسم کی تقلید میں مبتلا تھے کہ انہوں نے احکام خداوندی سے اعراض کرکے اپنے علماء کی تقلید کرنا شروع کردی تھی جس کی وجہ سے ان کا تعلق تورات وانجیل سے نہ رہا بلکہ علماء کے خودساختہ فتوؤں پر عمل پیرا ہوگئے۔ جس کی مذمت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سخت الفاظ سے بیان فرمائی ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ (التوبہ ۳۱)

ان لوگوں (اہل کتاب) نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو اور حضرت مسیح کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا۔ حالانکہ ان کو صرف یہی حکم ملا تھا کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ یہ جو شرک کرتے ہیں وہ اس سے پاک ہے۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت عدی بن حاتم کی مشہور حدیث وارد ہوئی ہے جس کو امام ترمذی نے ذکر فرمایا ہے۔ حضرت عدی بن حاتم جو پہلے عیسائی تھے بعد میں اسلام قبول کرلیتے ہیں فرماتے ہیں۔

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا وہ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے تو میں نے کہا اللہ کے رسول! ہم نے ان کی کبھی عبادت نہیں کی اور نہ ہی ہم ان کو رب مانتے تھے۔ تو سرورِ عالم نے فرماتے ہیں۔

اَمَا اِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنْ هُمْ اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ۔ وہ اپنے علماء کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ جب ان کے علماء کسی چیز کو حلال کہہ دیتے تو وہ اسے حلال کرلیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب وہ کسی چیز کو حرام قرار دیتے تو وہ اسے حرام تسلیم کر لیتے (ترمذی ص ۱۳۶/۲)

اس آیت کی اس مذکورہ تفسیر سے ان حضرات کا بھی اتفاق ہے کہ اہل کتاب کا معاملہ ایسے ہی تھا۔ کہ وہ صرف علماء کی باتوں کو واجب العمل سمجھ بیٹھے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف رجوع کرنا ترک کر دیا تھا بلکہ صرف علماء کے حکم پر بلا سوچے سمجھے سر جھکا دیتے۔ ان کی اس روش کو اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی عبادت سے تعبیر کیا ہے۔ تقلید بھی اسی کا نام ہے کہ امام کی بات کو بلا چون و چرا قبول کر لیا جائے اور اس پر کسی قسم کی دلیل طلب نہ کی جائے۔ امام دلیل سے یا اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال یا حرام کہہ دے تو اس کو فوراً قبول کر لیا جائے۔ واما المقلد فمستنده قول مجتهده، کہ مقلد کو صرف مجتہد کا قول کافی ہوتا ہے۔ بعض لوگ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم ایسی تقلید کے بالکل قائل نہیں کہ امام کو حلال و حرام کا اختیار دے دیا جائے یا ان کو شارع کی حیثیت دے دی جائے۔

لیکن یہ مغالطہ محض دھوکہ ہے اس لیے کہ جب تقلید کی تعریف ہی ایسے ہے کہ مقلد امام کے قول کی تحقیق نہیں کر سکتا۔ پھر امام کا قول حدیث کے مخالف ہو تو مقلد حدیث کو چھوڑ دے لیکن وہ امام کے قول کو نہیں چھوڑ سکتا تو پھر یہ دعویٰ کیسے باقی رہا؟ حقیقت میں مقلدین کی تقلید اور اہل کتاب کی تقلید میں ذرہ بھر فرق نہیں۔ ہمارے دور کے علماء جب فتویٰ دیں گے تو بات قولِ امام پر ختم کریں گے تو پھر یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ان کی حالت اہل کتاب کی حالت سے مختلف ہو گی۔ آج تو تعصب پہلے سے بہت زیادہ ہے اس لیے کہ متقدمین فروع کی حد تک تقلید کے قائل تھے لیکن موجودہ دور کے متعصبین فروع میں ایک امام کی تقلید اور عقائد میں دوسرے کی۔ تو آج سے سینکڑوں برس پہلے کی حالت کو امام رازی نے اپنے الفاظ میں یوں ذکر فرمایا ہے:

ترجمہ: میں نے فقہا کی ایک جماعت کا مشاہدہ کیا اور ان کے بعض مسائل جو کتاب و سنت کے منافی تھے۔ میں نے ان کے رد میں آیات تلاوت کیں لیکن انہوں نے نہ آیات کو قبول کیا نہ ان کی طرف توجہ کی۔ بلکہ میری طرف حیرانی سے دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ جب ہمارے سلف نے ان آیات پر عمل نہیں کیا تو ہم ظاہری مطالب کو کیسے قبول کر سکتے ہیں۔ امام رازی اس واقعہ پر ان الفاظ میں تبصرہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولو تأملت حق التأمل وجدت هذا الداء ساريًا فی عروق الاکثرین من اھل الدنیا[1]۔ اگر کوئی مقلدین کے بارے میں صحیح تحقیق کرے تو وہ دیکھے گا یہ مرض (کتاب وسنت پر عمل نہ کرنا اور امام کے قول کو لازم پکڑنا) اکثر اہلِ دنیا کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔

یہ امام رازی کے الفاظ تھے جن کا علم وفضل، تقویٰ وورع اہلِ اسلام میں مسلّمہ ہے اور ان کو مقلدین کی فہرست میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ بحر العلوم حضرت امام شوکانی اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

فان طاعة المتمذھب لمن یقتدی بقوله ویستن بسنته من علماء ھذہ الامة مع مخالفته لما جاءت به النصوص وقامت به حجج الله وبراھینه ونطقت به کتبه وانبیاءه۔ ھو کاتخاذ الیھود والنصاری للاحبار والرھبان اربابا من دون الله للقطع بانھم لم یعبدوھم بل اطاعوھم وحرموا ما حرموا وحللوا ما حللوا وھذا ھو صنیع المقلدین من ھذہ الامة وھو اشبه به من شبه البیضة بالبیضة والتمرة بالتمرة والماء بالماء فیا عباد الله ویا اتباع محمد بن عبد الله ما بالکم ترکتم الکتاب والسنة جانبا وعمدتم الی رجال ھم مثلکم فی تعبد الله لھم بھما وطلبه منھم للعمل بما دلا علیه وافاده۔ فعلتم بما جاءوا به من الآراء التی لم تعمد بعماد الحق ولم تعضد بعضد الدین ونصوص الکتاب والسنة[2]

یہ آیت ہر عقل وبصیرت والے انسان کو تقلید سے باز رکھتی ہے اور آئمہ کے اقوال کو کتاب وسنت کے مقابلہ میں ترجیح دینے سے روکتی ہے۔ جو لوگ نصوص و دلائل کی مخالفت کر کے علماء وآئمہ کی آراء کی تعمیل کرتے ہیں۔ ان کا طرزِ عمل یہود و نصاریٰ سے ملتا جلتا ہے۔ انہوں نے اپنے علماء کو اور اماموں کو رب بنا لیا تھا۔ یہ بات پختہ ہے کہ یہود ونصاریٰ اپنے آئمہ اور علماء کی عبادت نہیں کرتے تھے بخلاف

---

[1] تفسیر کبیر بحوالہ حاشیہ جامع البیان صـ۷ ، [2] تفسیر فتح القدیر صـ۳۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں وہ ان کی اطاعت کرتے تھے۔ جس چیز کو وہ حلال کہتے حلال سمجھتے اور جس کو حرام کہتے ان کو حرام قرار دیتے تھے۔ موجودہ مقلدین کا طرز عمل بھی بالکل اسی طرح کا ہے۔ جیسے انڈہ دوسرے انڈے کے اور کھجور دوسری کھجور کے مشابہ ہوتی ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ لوگوں نے کتاب وسنت کو چھوڑ کر اپنے جیسے رجال کی عبادت شروع کر دی۔ ان کے افکار و آراء کی پیروی کرنے لگے۔ خواہ کتاب وسنت سے ان کے آراء وافکار کی تائید نہ بھی ہوتی ہو۔ حالانکہ کتاب وسنت کی نصوص ببانگ دہل ان کی تردید کرتی ہے

وما انا الا من غزیۃ ان غوت

غویت ان ترشد غزیۃ ارشد

امام العصر حافظ محمد بن ابراہیم جونا گڑھی فرماتے ہیں:

اقبلوا علی الاراء المختلفۃ والاقوال المؤتفکۃ وقلدوا الرجال فی دین اللہ واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔

انہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑ کر بزرگوں کی مختلف آرا اور ان کے از خود ایجاد کردہ اقوال کی تابعداری شروع کر دی۔ انہوں نے شرعی مسائل میں اپنے آئمہ کی تقلید شروع کر دی اور اپنے علماء اور فقہا کو خدا کے علاوہ رب بنا لیا۔

مسلمانوں کو اس آیت میں اس مذموم طریقے پر چلنے سے روکا گیا لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کے دنیا سے الگ ہونے کے تھوڑے زمانے بعد اسی روش کو اختیار کر لیا۔ وہی بزرگوں کی رائیں، فقہا کے اقوال، اماموں کی تقلید انہوں نے بھی شروع کر دی۔ ابن ابی حاتم میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر جب کچھ زمانہ گزر گیا اور ان کے دل سخت ہو گئے تو انہوں نے اپنی طرف سے اپنی رائے اور قیاس سے مسائل نکالے اور انہیں بصورت کتاب لکھ لیا۔ جن میں سے اکثر کتاب اللہ کے صریح خلاف تھے۔ پھر اس مجموعے کو دین سمجھنے لگے اور ان کتابوں پر عمل درآمد کرنے لگے بلکہ اوروں سے بھی انہی کے منوانے کے درپے ہو گئے۔ یہاں تک کہ اکثریت اسی پر ہو گئی معدودے چند اللہ تعالیٰ کے خاص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندے ایسے رہ گئے جو وحی خداوندی سے چمٹے رہے تو ان تحریف کرنے والوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ اپنے مذہب کی تبلیغ اب بالجبر شروع کر دیں جو اسے مانے وہ ہمارا اور جو نہ مانے اس سے اپنا دین منوا دیں اور پھر بھی نہ مانے تو قتل کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

مسلمانو! اللہ عبرت حاصل کرو۔ آج وہی روش ہم میں آگئی۔ کیا ہدایہ، شرح وقایہ، فتاویٰ عالمگیری، کنز، قدوری، درّ مختار اور رد المحتار کے مجموعے خدا کی طرف سے ہیں۔ کیا ان میں رائے قیاس نہیں۔ کیا ان کے اکثر و بیشتر مسائل از خود ایجاد کردہ نہیں۔ کیا ان کتابوں کی طرف اوروں کو نہیں بلایا جاتا؟ کیا تقلید اور فقہ کے منوانے کے لیے پوری کوشش نہیں کی جاتی؟ (طریق محمدی ص۱۱)

یقیناً سبھی کچھ ہو رہا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر گل کھلائے جا رہے ہیں۔ بنی اسرائیل تو شاید مخالفین پر بہتان نہ باندھتے ہوں لیکن موجودہ مقلدین جب دلائل سے عاجز آجاتے ہیں تو اہل حدیث علماء کی طرف ایسے غلط اور خود ساختہ مسائل منسوب کرتے ہیں جن کا علماء اہل حدیث تصور تک نہیں کر سکتے۔ آج کی روش، خدا پناہ، نام نہاد مسائل فقہ کو جس طریقہ سے درست ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ رہبانیت کی تقلید سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

مقلدین کا ایک گماشتہ جو علم سے کورا، فراست سے عاری، تعصب سے لبریز، ہر جگہ اور ہر تقریر میں علمائے اہل حدیث کے نام غلط مسائل منسوب کر کے ان پر کفر کی گن مشین چلائے ہوئے ہے۔ شیخ الاسلام ثناء اللہ مرحوم سے تو اس کو خصوصی عناد ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا عناد اس کو غیر مسلموں سے بھی نہ ہو۔ یہ سبھی بوالعجبیاں علماء کو ارباب بنانے کی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی آدمی صراط مستقیم سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔ تو اس کو وہ سبھی حربے استعمال کرنے پڑتے ہیں جس سے شیطان خوش ہو۔ لعن طعن میں رحمان کی رضا تو نہیں ہو سکتی البتہ شیطان ضرور راضی ہو جاتا ہے۔

اِتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ۔

جو تمہاری طرف اُتارا گیا ہے صرف اس کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو۔

اس آیت کریمہ میں صرف وحی کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے۔ وحی کتاب و سنت کا نام ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں کی موجودگی میں تیسری چیز کی اتباع نہیں ہو سکتی۔ بعض لوگ یہ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ علماء کی اتباع (تقلید) بھی اللہ اور رسول کی اتباع کے تابع ہے، بالفرض اس مفروضے کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے تب بھی تقلید کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

۱۔ اس لیے کہ اگر علماء کی اطاعت کو کتاب و سنت کے تابع کیا جائے تو متبوع تابع سے افضل ہوتا ہے اور افضل کی اطاعت بالاولیٰ (زیادہ مناسب) ہوگی۔

۲۔ اگر کسی مسئلہ میں کسی عالم کا قول کتاب و سنت کے موافق سمجھ کر قبول کیا جائے تو وہ اطاعت عالم کی نہیں بلکہ براہ راست کتاب و سنت کی ہوگی۔

۳۔ عالم کا قول وحی کے مخالف ہو اور اس کی اتباع کی جائے تو اس آیت شریفہ کی وجہ سے یہ کسی طرح درست نہیں۔

۴۔ علماء سے اختلاف کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ جب ان سے اختلاف ہو جائے تو معاملہ کو اصل (کتاب و سنت) کی طرف لوٹانا ضروری ہوگا۔ اس وقت آئمہ کی اتباع یا اطاعت کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ بلکہ وحی کا فیصلہ معتبر ہوگا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے آگے مت بڑھو۔ اور ڈرو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھنے کا مطلب کیا ہے؟ تو یہ واضح ہے کہ اللہ نے زمین پر آکر چہل قدمی تو نہیں کرنی بلکہ مقصد اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اور رسول عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے آگے مت کسی اور کے قول و فعل کو بڑھاؤ۔ یہ حکم واضح ہے اور اس میں کسی فریق کو اختلاف نہیں کہ آیت کا مفہوم یہی ہے کہ قال اللہ و قال الرسول پر کسی قول کو ترجیح نہیں، لیکن افسوس کہ مقلدین اپنے امام کے قول کو قال اللہ و قال الرسول پر ترجیح دینے کے لیے دلیل کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے بلکہ بقول مولانا عثمانی جب امام اور حدیث میں مخالفت واقع ہو تو حدیث کو ترک کر دینا چاہیئے کیونکہ اس سے افتراق و تفریق اور گمراہی لازم آئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بس اسی کا نام تقلید ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر امام کی بات کو قبول کر لیا جائے۔ جس کا اندازہ آپ کو سابقہ اوراق سے ضرور ہو گیا ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ.

ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی علیہ السلام کی آواز سے اونچا نہ کرو اور نہ ہی بات کو بلند کرو جیسا تم آپس میں کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل ضائع ہو جائیں اور تمہیں شعور (علم) تک نہ ہو۔

رسول اکرمؐ سے اپنی آواز کو بلند کرنا اس لیے جرم ہے کہ اس میں گستاخی کا پہلو ہے تو کیا آپ کے قول و فعل کو ترک کر کے ایرے غیرے کے فتویٰ کو واجب العمل سمجھا جائے تو اس سے زیادہ گستاخی نہیں ہوگی؟ یقیناً آپ کی سنت کو ترک کرنے اور امتی کے فعل کو واجب سمجھنے میں زیادہ گستاخی پائی جاتی ہے۔ اس گستاخی کا نتیجہ خود اللہ کریم نے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ اگر تم ایسی گستاخی کے مرتکب ہوئے تو تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں ان کے ضائع ہونے کا علم بھی نہیں ہوگا۔

اس آیت کریمہ سے تقلید کے رد میں جو پہلو نکلتے ہیں، وہ یہ ہیں:

اس آیت کے مخاطب صحابہ کرام تھے جو ایمان کے مضبوط قلعہ میں محصور تھے۔ ان کو آواز بلند کرنے کی اجازت نہیں تو بعد والوں کو جو صحابہ کرام سے ایمان، مقام، فضیلت، مرتبہ، اور علم میں کبھی برابری نہیں کر سکتے۔ یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ آراء الرجال کی تقلید واجب ہے اور حدیث پر عمل سے افتراق اور گمراہی لازم آتی ہے؟ فیا للعجب

لطف کی بات یہ ہے کہ رسول اکرمؐ کی اس قدر گستاخی کرنے سے پھر بھی یہ حضرات باادب اور اہل حدیث جو متبع سنت ہوتے ہوئے کسی کے قول و فعل کو رسول اکرمؐ کے قول و فعل سے بلند نہیں کرتے، یہ گستاخ۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ آؤ گستاخی کی تعریف تو کرو۔ کیا زبانی محبت کے دعووں سے محبت ثابت ہو سکتی ہے تو اس وقت ان کے پاس سوائے لعن طعن کے کوئی حربہ نہیں ہوتا۔ للہ سوچو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بڑھ کر کیا گستاخی ہو سکتی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایک طرف آپ کا فرمان ہو اور اسے گمراہی اور افتراقی کا سبب سمجھ کر عمل نہ کیا جائے اور محض ہوائے نفس سے خود ساختہ مسائل کو واجب الاتباع سمجھ لیا جائے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی ہو گی کہ آپ کے صحیح السند فرمان کی رکیک۔ ساقط الاعتبار بے ہودہ اور پراگندہ تاویلات کی جائیں اور ساتھ ہی صحابہ کرام کو فقیہہ اور غیر فقیہہ کے ترازو میں تولا جائے۔ جس صحابی کی حدیث آپ کی نظر میں امام کے قول کی تائید میں آئے تو اسے فقیہہ ورنہ باقی تمام کو غیر فقیہہ کے پلڑے میں ڈال کر ان کی روایت کردہ احادیث کو محض اس وجہ سے چھوڑ دیا جائے کہ یہ عقل جلی کے خلاف ہیں۔ آراء الرّجال پر عمل کرنے سے جو رسول اکرم کی گستاخی کا پہلو نکلتا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اگر صحابہ کرام آپ کی آواز سے بلند آواز نہیں نکال سکتے تو آج کے مقلدین کو کیا حق ہے کہ آپ کی حدیث کی موجودگی میں آراء الرجال کو قابل عمل سمجھیں۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ۔ (الجاثیہ ۱۸، ۱۹)

پھر کیا ہم نے تجھ کو قائم اُوپر شریعت کے یعنی راہ کشادگی امر دین سے پس پیروی کر اس کی راہ کی اور مت پیروی کر خواہشوں کی ان لوگوں کی جو کہ نہیں جانتے۔ تحقیق وہ ہر گز نہ کفایت کریں گے تجھ سے اللہ سے کچھ اور تحقیق ظالم بعض ان کے دوست ہیں بعض کے اور اللہ دوست ہے پرہیزگاروں کا۔

امام ابن القیم اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے امر کی تقسیم دو حصوں میں کی ہے۔ ایک جو وحی کے ذریعے ہو، دوسرا جو لوگوں کی اھواء اور خواہشات ہوں۔

اوّل کی اتباع واجب ہے جب کہ دوسرے پر عمل کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ وحی قال اللہ و قال الرسول ہے۔ آثار صحابہ اگرچہ وحی میں داخل نہیں ہیں لیکن وحی کے مشاہدے اور صحبت رسول کی وجہ سے اس سے گہرا تعلق ہے۔ اس کے بعد جو ہو گا وہ اِتباعِ اھوا ہو گا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کا نام ہی تقلید ہے۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ۔

اگر کسی مسئلہ میں جھگڑا ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔

اس سے قبل والے حصہ میں اُولی الامر کی اطاعت کو اللہ اور رسول کے تابع لا کر بیان کیا ہے پھر اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اگر علماء سے اختلاف ہو جائے تو اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے کتاب وسنّت کی طرف رجوع کرو۔

صحابہ کرامؓ میں جب کسی معاملہ میں اختلاف واقع ہو جاتا تو وہ کتاب وسنّت کی طرف رجوع کرتے اور جب انہیں کتاب وسنّت کی دلیل مل جاتی تو کسی ایک کو بھی اختلاف نہ رہتا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا معاملہ نیز مدفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وراثت نبوی کا معاملہ بھی اس وقت ختم ہو گیا جب صدیق الامۃ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان فرمائیں۔

فان تنازعتم فی شیءٍ نکرہ ہے جو سیاق شرط میں واقع ہوا ہے، ہر چھوٹا بڑا، ظاہر اور خفی مسئلہ اس میں شامل ہے۔

اجمع الناس ان الردّ الی اللہ سبحانہ ھو الرد الی کتابہ والرد الی الرسول بعد موتہ ھو الرد الی سنتہ۔ (اعلام الموقعین ص ۱۹۷ ج ۱)

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اللہ کی طرف معاملہ کا پھیرنا اصل میں کتاب اللہ کی طرف پھیرنا ہے۔ اسی طرح آپ کی وفات کے بعد احادیث کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اس رجوع کو اتباع کہتے ہیں اگر دونوں کے علاوہ کسی اور کی طرف رجوع کیا جائے تو یہ تقلید ہے جس کی اس آیت کی وجہ سے کسی صورت میں بھی اجازت نہیں۔

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَھْوَاءَھُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوَاہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔

(سورہ قصص رکوع ۵ آیت ۵۰)

پس اگر نہ قبول کریں واسطے تیرے پس جان تو کہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ پیروی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں خواہشوں اپنی کی اور کون شخص ہے بہت گمراہ کہ اس سے کہ پیروی کرتا ہے خواہش اپنی کی بغیر ہدایت کے خدا کی طرف سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو۔

اس آیت میں استجابت کا حکم صرف رسول اکرم کے لیے ہے جو آپ سے مُنہ پھیر کر غیر کی طرف جُھکتا ہے۔ وہ خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور ایسے شخص کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی، کیونکہ ہدایت کا دارو مدار صرف آپ کی صحیح اطاعت و اتباع میں پوشیدہ ہے۔ تقلید کی تعریف میں ہم واضح کر آئے ہیں کہ اتباع اور چیز ہے، تقلید اور۔ یہ دونوں متضاد اور ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ یہاں اتباع ہوگی وہاں تقلید نہیں ہوگی اور جہاں تقلید ہوگی وہاں اطاعت معدوم ہوگی۔ تقلید والوں کو اتباع درست نظر نہیں آتی اسی لیے تو فرماتے ہیں کہ حدیث پر عمل کرنے سے افتراق، تفرقی اور گمراہی لازم آتی ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ط أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ○

آج کے مقلدین حضرات کے طرزِ عمل پر غور فرمائیے۔ جب کوئی مسئلہ قولِ امام کے خلاف آجاتا ہے تو تاویلات کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں لیکن اگر تاویلات بھی ناکافی ثابت ہوں تو پھر اس اصول کو اپنا لیا جاتا ہے۔ یجب علینا تقلید امامنا[1] ہم کسی صورت میں بھی اپنے بڑے (امام) کے قول کو نہیں چھوڑ سکتے خواہ حدیث کی عصمت و عظمت باقی رہے یا نہ رہے، اس کی مثالیں ہم تقلیدی کرشموں میں ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ۔ (الاحزاب رکوع سورۃ ۵ آیت ۳۶)

اور نہیں ہے لائق واسطے کسی مرد مُسلمان کے اور نہ عورت مسلمان کے جس وقت کہ مقرر کرے خدا اور رسول اس کا کوئی کام یہ کہ ہو وے واسطے ان کے اختیار۔

اس آیت میں ہر مومن مرد و عورت کو اس بات سے خبردار کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں یا آپ کے فیصلے کو بدل ڈالتے ہیں۔ پھر لفظ "مومن"

[1] تقریر ترمذی ص۳۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکرہ ہے جس میں ہر شخص شامل ہے جو ایماندار ہو خواہ وہ عالم ہو یا جاہل، مجتہد ہو یا اجتہاد سے عاری، متبع ہو یا مقلد۔ اگر کوئی بھی آپ کے فیصلے کو رد کرتا ہے تو اس کے لیے عذاب الیم کی سخت وعید ہے۔

کتب اصول میں یہ الفاظ وضاحت کے ساتھ ملتے ہیں کہ عامی کے لیے (جو جاہل ہو یا اجتہاد نہ کر سکے) امام کے قول کو چھوڑ کر کتاب و سنّت کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر رجوع کرے گا تو وہ مقلد نہیں رہے گا۔ کیونکہ رجوع کرتے ہیں دلیل کی حاجت ہوگی جو تقلید کے بالکل خلاف ہے۔

اگر دام تقلید پھیلانے والوں سے یہ پوچھا جائے کہ جناب بتایئے تو سہی، قول رسولؐ پر جب قول امام مقدّم ہوگا تو کیا رسول کی مخالفت لازم نہ آئے گی۔

قارئین حضرات اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک حکم کی نافرمانی سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے تو پھر ایسے منتقل اصولوں سے کیا ایمان باقی رہے گا؟

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۳)

اور جس وقت کرتے ہیں بے حیائی کہتے ہیں پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو اور اللہ نے حکم دیا ہم کو ساتھ اس کے کہہ تحقیق اللہ نہیں حکم کرتا ساتھ بے حیائی کے کیا کہتے ہو اوپر اللہ کے جو کچھ نہیں جانتے۔

امام شوکانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس آیت میں مقلدین کے لیے درس پند و موعظت ہے جو خلاف حق مذاہب میں اپنے آباء کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ کفار کی پیروی ہے اہل حق کی پیروی نہیں۔

- مقلدین بھی یہی کہتے ہیں۔ ہم نے اکابر کو ایک مذہب پہ پایا اور ہم ان کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔

مقلد اسی فریب میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس نے اپنے اکابر کو اس روش پر پایا اور اس کا حکم خدا نے ہی دیا تھا۔ اگر مقلد اس دھوکے کا شکار نہ ہوتا تو تقلید پر کبھی قائم نہ رہتا۔ اس غلط فہمی کی اساس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر یہودی یہودیت پر، نصرانی نصرانیت پر اور بدعتی اپنی بدعت پر قائم ہے۔ اس گمراہ کن روش پر گامزن رہنے کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے بڑوں کو نصرانیت، یہودیت اور بدعت پر (عمل کرتے) پایا تھا۔ یہ لوگ بڑوں کے بارے میں اتنا حسنِ ظن رکھتے تھے کہ یہ راہِ حق سے دُور نہیں ہو سکتے تھے لہٰذا ان پر ہی اکتفا کر لیتے۔ ان کی اس روش نے ان کو دلائل حق طلب کرنے سے دُور رکھا۔ اسی کا نام تقلید ہے۔ (یہ بات متفق علیہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت میں ایک رسول ہی بھیجا تھا جس کی اطاعت کا تمام کو حکم دیا اور مخالفت سے منع فرمایا۔ اگر آئمہ کی محض رائے اور قیاس حجت یا واجب الاتباع ہوتی تو اس اُمّت کے رسول بھی اتنے ہوتے جتنے مذاہب ہیں۔

اس سے بڑھ کر حق سے بُعد اور دُوری کیا ہو سکتی ہے کہ سنّتِ صحیحہ کی موجودگی میں آئمہ کی آراء پر عمل کیا جائے اور سنّت کو چھوڑ دیا جائے۔ مقلدین کا یہی طریقۂ کار ہے کہ وہ سُنّت کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ آئمہ کی بات کو قبول کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اندر ایسے علماء موجود ہوتے ہیں جن سے وہ ہر دَور میں کتاب و سنّت کے دلائل معلوم کر سکتے ہیں۔ عقل و شعور، فہم و ادراک کی صلاحیت سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں [۱]

ان آیات کے علاوہ ردِّ تقلید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں لیکن ہم اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ طالبِ حق کے لیے تو ایک ہی دلیل کافی ہوا کرتی ہے لیکن جن کے قلوب پر قفل لگے ہوں ان کے لیے تمام قرآن بھی ہدایت کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔

خاتمۃ المحدثین امام ابن جوزی تقلید میں تلبیس ابلیس بیان فرماتے ہیں۔

ابلیس نے ان مقلدوں پر یہ رچایا کہ دلیلیں کبھی مُشتبہ ہوتی ہیں اور راہِ صواب مخفی ہو جاتی ہے تو تقلید کر لینا سلامت راہ ہے۔ اس راہ تقلید میں بکثرت مخلوق گمراہ ہوتی ہے اور عموماً اس سے لوگوں پر تباہی آئی [۲]

مقلدین کو ہمیشہ دلائل میں اشتباہ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ وہ یہی عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر ہم امام سے ہٹ کر احادیث پر عمل کریں گے تو احادیث میں اختلاف کی وجہ سے آدمی گرداب میں

---

[۲] تلبیس ابلیس مترجم اردو ص۱۰۱، [۱] فتح القدیر ص ۱۹۸/۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھنس جاتا ہے کہ آخر وہ کس حدیث پر عمل کرے لہٰذا اسلاف اور بزرگوں کو ہی قابل اعتماد سمجھتے ہوئے ان کے قول و فعل کو اپنا لیا جائے۔ تو مذکورہ آیت میں اس بات کی نفی ہے کہ جب لوگ کوئی کام کر بیٹھتے ہیں تو پھر بڑوں پر الزام لگا دیتے ہیں کہ ہمارے فلاں نے ایسے کیا، فلاں نے ایسے کیا۔ خود کتاب و سنت کی تحقیق نہیں کرتے کہ کسی ایسے عالم سے مسئلہ دریافت کیا جائے جو کتاب و سنت سے فتویٰ دے۔

اس سے تعجب خیز معاملہ یہ بھی سماعت فرمائیے کہ جب یہ حضرات قرآن کی آیت پڑھتے ہیں تو اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ بزرگوں نے یوں فرمایا۔ بزرگوں نے ایسے عمل کیا۔ گویا ان کے ہاں سبھی کچھ بزرگ ہیں۔ کتاب و سنت کو تقریر سے پہلے محض تبرک کے لیے پڑھتے ہیں اصل مقصد آئمہ کے اقوال کو پیش کرنا ہوتا ہے۔ امام ابن جوزی ان کی اس حالت پر آنسو بہاتے ہوئے فرماتے ہیں:

ابلیس نے اس طرح احمقوں کو قابو میں لا کر محض تقلید کے گرداب میں ڈبو دیا اور جانوروں کی طرح ان کو متبوع (امام) کے پیچھے ہانک لے گیا [1]

ہم نے مقلدین کے جو حالات آیات کے ضمن میں بیان کیے ہیں۔ اس میں ذرا بھر غلو سے کام نہیں لیا بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ تقلید کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جہاں ہم نے متقدمین کے بیان و مشاہدات ذکر کیے ہیں وہاں ہمارا ذاتی مشاہدہ بھی اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ لوگ تعصب کے مرض میں اس قدر مبتلا ہیں کہ عامل بالحدیث کو آج بھی طرح طرح لعن و طعن برداشت کرنا پڑتے ہیں۔

تقلید کا ردّ احادیث سے

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ احادیث نبویہ علیہ السلام اسلام کا ماخذ اور اصل ہیں۔ جو شخص احادیث کا منکر ہے وہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے کیونکہ آئمہ المسلمین کا اجماعی فیصلہ ہے کہ حدیث بھی وحی ہے اور جو وحی کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا لیکن افسوس کہ سنت نبویہ

---

[1] تلبیس ابلیس صفحہ ۱۰۸ (مترجم اردو)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ جو زیادتیاں روا رکھی گئیں اس کی مثال کسی دوسری چیز میں نہیں ملتی۔ ہر کسی نے اپنے مسلک کو درست ثابت کرنے کے لیے نہ صرف حدیث کی تاویلات کیں بلکہ بہت سی احادیث کا رد کر دیا۔ اس امر کی تفصیل مطلوب ہو تو ہماری کتاب "تاریخ انکار حدیث" میں ملاحظہ فرمایئے۔ اختصار کے ساتھ اس بحث کو اس کے محل پر بھی ذکر کریں گے۔ یہاں صرف احادیثِ نبویہ سے اس مذموم بدعت کی تردید مقصود ہے جو انکار حدیث کی پہلی کڑی ہے۔

۱۔ عن انس قال قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا بنی ان قدرت ان تصبح وتمسی ولیس فی قلبک غش لاحد فافعل ثم قال یا بنی وذالک من سنتی ومن احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ (مشکوٰۃ ص ۳۰/۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے بیٹا اگر تو قدرت رکھتا ہے کہ تو صبح کرے یا شام کرے اور تیرے دل میں کینہ نہ ہو تو ایسا ضرور کر لیکن یہ میری سنّت سے حاصل ہوگا۔ اے بیٹا جس نے میری سنّت سے محبّت کی اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنّت میں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ کینہ وحسد سے پاک رہنا اس وقت ممکن ہوگا جب رسول اکرمؐ کی سنّت پر عمل کیا جائے گا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی سنت پر عمل کیا جائے اگر سنّت پر عمل نہیں تو نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو سکتی ہے اور نہ ہی جنّت میں داخل ہو سکتا ہے۔

گر جنّت میں جانے کا ارادہ ہے تمامی کا
یہ بہن لو گلے میں کڑ نہ محمّدؐ کی غلامی کا

اگر مقلدین برا نہ مانیں تو ہم یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ ان حضرات کو حدیث میں اشتباہ اور شک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث پر عمل کرنے سے خود کو معذور سمجھتے ہیں اور اس مشہور اصول کی وجہ سے سنّت نبوی کو ٹھکرا دیتے ہیں کہ جب حدیث قول امام کے مخالف ہو تو پھر حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ (ملخصاً)

۲۔ عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقول لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللّٰہ علیکم فان قوماً شددوا علی انفسھم فشدد اللّٰہ علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیار رھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم (مشکوٰۃ ص ۳۱)

تم اپنے آپ پر تشدد نہ کرو (اگر ایسا کرو گے) تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے گا ایک قوم نے اپنے نفسوں پر سختی کی تو اللہ تعالےٰ نے بھی ان پر سختی کر دی۔ ان میں بعض ابھی تک گرجوں میں باقی ہیں۔ ہم نے ان پر اس قسم (کی چلہ کشی) نہیں فرض کی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ کسی شخص کو یہ قطعاً حق حاصل نہیں کہ وہ کتاب وسنّت سے تجاوز کر کے خود کو تکلفات اور تشدد میں ڈال دے اور ایسے لغو اور بے بنیاد مسائل اختراع و ایجاد کر کے ان کو قابل عمل سمجھے، تقلید نے اُمت کو یہی کچھ دیا کہ ایسے فرضی مسائل کا انبار لگا دیا جن کے وقوع کا قیامت تک بھی امکان نہیں اور جن سے اسلامی معاشرہ گوناگوں مشکلات میں گرفتار ہو گیا۔ صوفیاء کی چلہ کشی، متأخرین فقہا کی دماغ سوزی، اقوال امام کو درست کرنے کے لیے مناظرہ وجدال کی محافل ومجالس رہبانیّت کا کامل ترین نمونہ ہیں جن سے اللہ تعالےٰ اور رسُول اکرمؐ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

۳۔ عن ابن مسعودٍ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول نضر اللّٰہ امرأً سمع مناحدیثاً فبلّغہ کما سمعہ فرب مبلغ احفظلہ من سامعٍ (ابن ماجہ ص ۲۱)

اللہ تعالےٰ اس بندے کو خوش رکھے جو ہم سے کوئی حدیث سُن کر اس کو اسی حالت میں دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو سامع سے بھی زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

اس حدیث شریف میں صرف وحی کی حفاظت کا حکم ہے۔ اہلِ سنّت کے ہاں اس میں اختلاف نہیں کہ وحی قرآن وحدیث کا نام ہے۔ معلوم ہُوا کہ وحی کے علاوہ جو ہے وہ باطل ہے۔ تقلید کا وحی سے تعلق نہیں بلکہ یہ تیسری چیز ہے اسی لیے تو اس لفظ کا قرآن وحدیث میں استعمال انسان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے نہیں ہوا بلکہ حیوانات پر ہوا ہے کیونکہ اس لفظ میں ہی ایسی قباحت موجود ہے جس کا استعمال ذوی العقول (انسان) کے لیے کسی طرح مناسب نہیں ۔

۴ ۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلّم تعلموا الفرائض والقران فانی مقبوض ۔ (ترمذی ص ۲۹ ج ۲)

تم فرائض (وراثت کا علم) اور قرآن سیکھو ۔ میں فوت کیے جانے والا ہوں ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل اسلام وہ ہوگا جو آپ کے واسطہ سے آئے گا اور وہی قابلِ عمل ہوگا جس کی سند آپؐ تک پہنچتی ہو ۔ اس لیے اگر اسلام آپ کے واسطہ کے بغیر بھی حاصل ہو سکتا تھا تو آپ یہ الفاظ ذکر نہ فرماتے کہ میں فوت ہو جانے والا ہوں ۔ تقلید کی نسبت رسُولِ کرم کی طرف نہیں کی جا سکتی اور اس میں کسی ایک کو اختلاف نہیں ۔ مزید تحقیق کے لیے تقلید اور اتباع کا فرق ملاحظہ فرمائیں ۔

۵ ۔ عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلّم العلم ثلاثۃ ایۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ اور فریضۃ عادلۃ وما کان سواء ذٰلک فھو فضل ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۵)

علم کی صرف تین قسمیں ہیں ۔ محکم آیات ، صحیح سنّت اور عادل فریضہ ۔ اس کے ماسوا سب فضول ہے ۔

فریضہ عادل کی بہت سی تفاسیر کی گئی ہیں جن کی تفصیل کا موقع نہیں ، ہاں یہ بات متفقہ ہے کہ فریضہ عادل وہ ہوگا جس کا تعلق کتاب وسنّت سے ہوگا ۔ اس لیے اسے تیسرے درجہ میں رکھا گیا ہے جو کتاب وسنّت سے باہر ہے وہ فضول ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ۔ تقلید فریضہ عادلہ نہیں بن سکتی کیونکہ یہ لفظ حیوانوں یا جاہلوں کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔ عقل مندوں کے لیے یہ درست نہیں ۔

۶ ۔ عن عمرو بن عوف قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان الدین بدأ غریباً و سیعود کما بدأ فطوبیٰ للغربا وھم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنّتی (ترمذی ص ۹۱ ج ۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دین شروع میں غریب پیدا ہوا تھا اور آخر میں ایسا ہی ہو جائے گا۔ پس خوشخبری ہے غرباء کو جو درست کریں گے ان لوگوں کو جنہوں نے میرے بعد میری سنت میں فساد برپا کر دیا ہو گا۔

اس حدیث میں آپ نے ان لوگوں کی صفت بیان کی ہے جو سنت کو مفسدات سے پاک کریں گے۔ واضح رہے کہ سنت میں سب سے زیادہ خرابی تقلید کی وجہ سے پیدا ہوئی یا تو احادیث کا انکار کر دیا گیا یا پھر تاویلات کی گئیں۔ مقلدین کے لیے غور و فکر کا مقام ہے کہ وہ دیکھیں انہوں نے اپنے آئمہ کی تقلید میں سنت سے کس قدر اعراض کیا اور کس قدر مخالفت کی۔

(وللتفصیل مقام آخر)

۷۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتي يدخلون الجنة الا من ابى قالوا و من يابى؟ قال من اطاعني فقد دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى۔ (بخاری ص ۲/۱۰۸۱)

رسول ثقلین فرماتے ہیں میری تمام امت جنت میں داخل ہو جائے گی لیکن وہ نہیں جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا (صحابہ کرام نے پوچھا) وہ ایسا کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔

اس حدیث میں جنت کا سرٹیفیکیٹ صرف اطاعتِ رسول سے ہے۔ اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ تقلید اطاعت نہیں۔ اطاعت کا تعلق صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جب کہ تقلید کا امت میں سے کسی ایک امام کے ساتھ۔

۸۔ عن ابن مسعود قال خط لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم خطاً ثم قال هذا سبيل الله، ثم خط خطوطاً عن يمينه وعن شماله وقال هذه سبل على كل سبيل منها شيطان يدعوا اليه وقرأ وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه۔ (مسند احمد ص ۴۳۵ و ص ۴۶۵ ج ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک (سیدھی) لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا رستہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پھر اس کے دائیں اور بائیں لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ راستے ہیں اور ہر رستے پر شیطان ہے جو لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یہ میرا راستہ ہے صرف اس کی پیروی کرو۔

معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رستے کے علاوہ جو راستے ہیں وہ سب شیطانی ہیں۔

مکمل آیت کے الفاظ یہ ہیں:۔

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اگر تم شیطانی رستوں کی اتباع کرو گے تو تم تفرقہ کے شکار ہو جاؤ گے۔ ہم مقلدین سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ تم نے دین کو چار حصوں میں تقسیم نہیں کیا؟ صراط محمدی سے ہٹ کر حنفی شافعی مالکی اور حنبلی رستے پر گامزن نہیں ہوئے؟ ہاں، ضرور ایسے ہی ہوا ہے اور اتنے رستے مختلف ہوئے کہ حنفیوں نے شوافع پر ابلیس جیسے الفاظ استعمال کیے۔

اسی طرح دوسرے حضرات نے اپنے مخالف سے یہی سلوک کیا۔ یہ بات خالی از حقیقت نہیں کہ تقلیدی وجود سے پہلے تمام امت کا ایک ہی رستہ تھا لیکن تقلیدی جھگڑا اور آندھیوں نے اس شفاف رستہ پر غبار ڈال دیئے اور صحیح رستے کا چہرہ دھندلا گیا۔ امت کو اختلاف کی بادِ صرصر نے تہہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ جس سے کئی رستے معرضِ وجود میں آئے۔ اختلافات کی خلیج وسیع ہوتی چلی گئی جس سے امت کو کئی دفعہ شدید صدمے برداشت کرنے پڑے۔

ہے فقط توحید و سنت امن و راحت کا طریق
فتنہ و جنگ و جدل تقلید سے پیدا نہ کر

۹۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰ ج ۱)

کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی جملہ خواہشات کو میری رسالت کے تابع نہ کرے۔

اس حدیث میں تمام خیالات و اقوال کو چھوڑ کر صرف رسول اکرم کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے جو شخص ایسے نہیں کرتا اس کو مومن بننے کا کوئی حق نہیں ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہوئے مصطفےٰ کی گفتار

مت دیکھ کسی کا قول و کردار

۱۰۔ عن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقلدوا العالم دینکم۔ (طبرانی فی الاوسط) دین میں کسی عالم کی تقلید نہ کرنا۔

یہ حدیث کس قدر واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقلید کا نام لے کر اس سے منع کیا ہے۔ ہو سکتا ہے بڑے بڑے فتنوں کی طرح آپ کو اس کا بھی خدشہ ہو کہ اہل کتاب کی طرح کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان میری سُنّت کو چھوڑ کر کسی عالم کی تقلید میں گرفتار ہو جائیں کیونکہ اہل کتاب میں یہ وبا اس قدر جڑ پکڑ چکی تھی کہ انہوں نے کتاب اللہ کی پرواہ تک نہ کی اور آراء الرجال پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے اس خدشے کی بنا پر اُمّت کو تقلید سے منع فرمادیا

ردِّ تقلید میں احادیث تو اور بھی بہت سی پیش کی جا سکتی ہیں لیکن ہم طالبِ حق کو دعوت فکر دیتے ہوئے ان الفاظ پر اکتفا کرتے ہیں۔

؎ کہوں کیا میں تجھ سے کہ کیا چاہتا ہوں

جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہوں

تقلید کی تردید آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے :

صحابہ کی جماعت وہ مقدّس جماعت ہے جن کے ایمان کی گواہی اللہ کریم نے قرآن کریم میں ان الفاظ سے دی۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ (حجرات ۷)

لیکن اللہ تعالیٰ نے محبت ڈالی تمہارے دل میں ایمان کی اور اچھا دکھایا اسکو تمہارے دلوں میں اور بُرا لگایا تم کو کفر اور گناہ اور بے حکمی، وہ لوگ ہیں نیک چال پر۔

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اکرمؐ کا مشاہدہ کیا۔ آپ کی صحبت میں رہ کر علمی استفادہ کیا اور آپ کے ہر قول و فعل پر بغیر کسی عصیان اور نافرمانی کے عمل کیا۔ تمام صحابہ میں کسی ایک صحابی کا نام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں لیا جا سکتا جو آپؐ کی حدیث کا منکر یا تارک ہو۔ تمام کے تمام سُنّت کے شیدائی اور دین کے محافظ تھے۔ ان کے ہاں کتاب وسُنّت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہ تھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مروجہ تقلید کا کہیں نام ونشان نہیں تھا بلکہ یوں سمجھئے کہ لفظ "تقلید" السابقت کے لیے استعمال ہی نہیں ہوتا تھا۔ جب فتوحات کا سلسلہ بڑھا تو مسلمانوں کی تعداد میں بھی بہت اضافہ ہو گیا۔ اسلام عرب کے کوہساروں سے نکل کر عجم کی دلگداز وادیوں میں داخل ہو گیا تو کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جنہوں نے سرورِ کونینؐ کا مشاہدہ نہیں کیا تھا اور وہ اپنے سابقہ مذہب سے مکمل طور پر دامن نہ چھڑا سکے تو انہوں نے عقل اور قیاس کو اس وقت استعمال میں لانا شروع کیا جب ان کے عقائد کو ٹھوکریں لگیں۔ چونکہ یہ ایسے لوگ تھے جو براہ راست آپؐ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے تھے اور صحابہ کرام سے بھی ایسا قرب نہ حاصل کر سکے جس سے وہ صحیح اسلام کو سمجھ سکتے۔

جب ان حالات کا علم صحابہ کرام کو ہوا تو انہوں نے قیاس کی سخت مذمت کی۔ مقصد یہ تھا کہ کہیں لوگ آراء الرجال کو اصل سمجھ کر کتاب وسُنّت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ ہم قارئین کے سامنے اکابر صحابہ کرام کے آثار کو بالاختصار پیش کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ کرام سُنّت نبوی کے ہوتے ہوئے کسی کے فتویٰ وقول کو قبول نہیں فرماتے تھے۔

۱۔ صدیق الامۃ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ

آپ خلافت کا پہلا خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں:

ان اطعت اللہ ورسولہ فاطیعونی وان عصیت اللہ ورسولہ فاقیمونی [۱]

علامہ سیوطی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

جس نے اللہ تعالےٰ اور رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے نافرمانی کی وہ کھلا گمراہ ہے۔ لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور احکام الٰہی کی تعمیل کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے واضح ہدایت کا انتظام کیا ہے [۱]

خلیفۂ اوّل کے ان الفاظ پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت کس قدر عیاں ہے کہ جب کتاب وسُنّت

۱۔ [illegible] ص ۱۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مخالفت میں صدیق اکبر کی اتباع نہیں کی جا سکتی تو کسی اور کو یہ حق کیسے دیا جا سکتا ہے کہ اس کی بات کو بلا سوچے سمجھے قبول کر لیا جائے۔

۲۔ خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

۱۔ حضرت عمرؓ کی زبان سے حق بولتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی موافقت میں ان کی زبانِ مبارک گویا ہوتی تھی۔ آپ پہلے کلام فرماتے وحی بعد میں نازل ہوتی۔ آپ خود فرماتے ہیں: وافقت ربی فی ثلاث۔ آپ علم کے بحرِ بے مثل تھے۔ قیاس کی تردید میں فرماتے ہیں

یا ایھا الناس ان الرأی انما کان من رسول اللہ مصیبًا ان اللہ تعالیٰ کان یریہ وانما ھو منا الظن والتکلف[1]

لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے درست تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کرا دیتا تھا ہماری رائے صرف ظن اور تکلف ہے۔

۲۔ السنۃ ما سنہ اللہ ورسولہ لا تجعلوا خطا الرای سنۃ لامۃ[1]

سُنّت کا تعلق اللہ اور رسول سے ہے۔ غلط رائے اُمّت کے لیے سنّت نہیں بن سکتی۔

۳۔ ایاکم واصحاب الرائے فانھم اعداء السنن اعیتھم الاحادیث أن یحفظوھا فقالوا بالرای فضلوا واضلوا[1]

رائے اور قیاس والوں سے بچو کیونکہ یہ سُنّت کے دشمن ہوتے ہیں اس لیے کہ احادیث یاد کرنے سے عاجز آ جاتے ہیں تو رائے سے فتویٰ دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔

آپ کے ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کتاب و سُنّت کے علاوہ کسی رائے کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔ بسا اوقات آپ کتاب و سُنّت سے اعراض کرنے والوں کو کوڑوں کی سزا بھی دیتے۔ اور مسائل کی تحقیق میں بہت سخت تھے۔ اگر اب بھی کوئی حضرت عمرؓ کے سر تقلید کا الزام تھوپنے کی کوشش کرے تو اسے اچھی طرح دیکھ لینا چاہیئے کہ صحابیٔ رسول پر الزام لگانا

---

[1] اعلام الموقعین ص۵۴ و ۵۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس حد تک درست ہے؟ کیا صرف اپنے غلط مذہب کو ثابت کرنے کی سعی ناحق میں کسی صحابیؓ کو ناجائز ملوث کیا جا سکتا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ہمیشہ مسائل کی تحقیق فرمایا کرتے تھے اور جب حدیث رسولؐ مل جاتی تو فوراً عمل کرتے تھے۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

فقیہہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رائے اور قیاس کے سخت مخالف تھے۔ اس بنا پر آپ سے اس بارے میں بہت سے اقوال مروی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر ہم کرتے ہیں۔

۱۔ عن ابن مسعود قال لا یاتی علیکم عام الا وھو شر من الذی قبلہ اما انی لا اقول امیر خیر من امیر ولا عام اخصب من عام ولکن فقہاءکم یذھبون ثم لا تجدون خلفکم ویجئ قوم یقیسون الامور برأیھم[1]

تم پر جو بھی سال آئے گا وہ پہلے سے بُرا ہوگا، میں یہ نہیں کہتا۔ پہلے سال امیر اچھا ہوگا یا وہ سال اچھی عمدہ فصل والا ہوگا لیکن بات یہ ہے کہ علماء فوت ہو جائیں گے پھر تم ان کا جانشین نہ پا سکو گے۔ پھر (اس کے بعد) ایک قوم آئے گی جو امور (مسائل) پر قیاس زنی کرے گی۔

۲۔ ولکن ذھاب خیارکم وعلماءکم ثم یحدث قوم یقیسون برأیھم فینھدم الاسلام و ینثلم۔ (اعلام الموقعین صفحہ ۲۲۵/۱)

تمہارے بہترین علماء فوت ہو جائیں گے پھر ایک قوم پیدا ہو گی جو معاملات کو قیاس سے طے کرے گی تو اس سے اسلام عیب والا اور منہدم ہو جائے گا۔

۳۔ لا یقلدن رجلاً دینہ ان امن امن وان کفر کفر۔

کوئی شخص اپنے دین میں کسی شخص کی تقلید نہ کرے اگر جس کی تقلید کی جا رہی ہے مسلمان ہو تو مقلد بھی مسلمان اگر وہ اسلام سے خارج ہو جائے تو مقلد بھی خارج۔

حضرت عبداللہ کا فرمان کس قدر واضح ہے کہ کوئی شخص اپنے دین میں کسی کی تقلید نہیں کر سکتا۔

---

[1] اعلام الموقعین صفحہ ۲۴۷/۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مولانا تقی عثمانی اس اثر کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابن مسعود کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ وہ ایمانیات میں کسی کی تقلید کو جائز قرار نہیں دے رہے اور یہ ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ ایمانیات میں تقلید ہمارے نزدیک درست نہیں۔[1]

مولانا کے علم میں تو کسی کو کلام نہیں لیکن ہمارے خیال میں انہوں نے تقلید کی تعریف میں جو توجیہہ پیش کی ہے کہ حضرت عبداللہ ایمانیات میں تقلید کے قائل نہیں تھے لیکن احکام میں اس کو درست سمجھتے تھے۔ یہ سراسر صحابی رسول پر افتراء اور الزام ہے۔ جو صحابی قیاس کے اس قدر مخالف ہو کہ وہ اسے اسلام کے گرانے کا سبب سمجھے، تو یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ آراء الرجال کی تقلید کو دین میں جائز سمجھے۔ پھر آپ نے اپنے مدعا میں حضرت عبداللہؓ کا جو قول پیش کیا ہے وہ تمہارے دعوے کو کسی طرح ثابت نہیں کرتا۔ اس لیے کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ صحابی کی اتباع با دلیل ہوتی ہے جس کا تقلید کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہؓ کے الفاظ یہ ہیں:

من كان مستنا فليستن بمن قد مات فان الحي لا تؤمن عليه الفتنة اولئك اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تكلفا اختارهم الله لصحبة نبيه ولاقامة دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم على اثرهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم[2]

تم نے اگر کسی کی سنت پر عمل کرنا ہے تو اصحاب محمدؐ کی سنت اختیار کرو۔ کیونکہ وہ اس امت کے نیک، علم میں گہرے، تکلف سے کم تعلق رکھنے والے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور دین کے قائم رکھنے کے لیے چنا۔ تم انکے فضل کو پہچانو اور ان کے آثار کی اتباع (تقلید نہیں) کرو اور ان کے اخلاق و سیرت کو اپناؤ کیونکہ وہ صراط مستقیم پر تھے۔

مقصد یہ تھا کہ سنت وہ ہو گی جسے کے ایسے اوصاف کے حامل بیان کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۲۶، [2] مشکوٰۃ ص ۳۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صحبت میں رہے ہوں اور پھر آپ ہی بتائیے کہ سنت کا علم صحابہ کرام کے طریقے کے علاوہ اور بھی کسی طریقہ سے حاصل ہو سکتا ہے تو یقیناً آپ ہمارے ساتھ اس بات پر متفق ہوں گے کہ سنتِ رسول کا علم سوائے صحابہ کرام کے اور کسی طریق سے نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے اس کلام پر کوئی رائے زنی یا حاشیہ آرائی نہیں کی۔ آپ کا مدعا کسی طرح بھی پورا نہ ہوتا اور نہ ہی اتنی بڑی جرأت کرتے کہ آپ صحابیؓ پر اپنے غلط مذہب کو درست ثابت کرنے کے لیے افتراء باندھتے۔

سُنّت اور تقلید میں جو واضح فرق ہے اسے پڑھا لکھا آدمی سمجھ سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ گزر چکے ہیں جس میں انہوں نے سُنّت کی نسبت رسول اللہ کی طرف فرمائی تھی۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے لفظ سُنّت بول کر اس بات کو واضح فرما دیا کہ پیروی سُنّت کی ہے اور سُنّت کا حصول صرف صحابہ کرامؓ کے ذریعے ہو سکتا ہے۔

پھر حضرت عبداللہؓ نے شانِ صحابہ میں جو الفاظ ذکر فرماتے ہیں ان پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے واضح کیا کہ صحابہ کرام میں تکلّف نہ تھا۔ تکلّف کیا ہے؟ وہ قیاس ہی تو ہے اور کیا ہے؟ اور قیاس سے آپ نے سختی سے منع فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

اغد عالماً او متعلماً ولا تغد امعة فیما بین ذلک وقال کنا ندعو الامعة فی الجاهلیة الذی یدعی الی الطعام فیذهب معه بآخر وهو فیکم الیوم المحقب دینه الرجال۔

قال ابو عبید: اصل الامعة هو الرجل الذی لا رای له ولا عزم فهو یتابع کل احد علی رایه ولا یثبت علی شیء [1]

آپ عالم بنو یا متعلم، امعہ (جاہل) نہ بنو۔ ابو عبید لغوی فرماتے ہیں۔ امعہ وہ آدمی ہوتا ہے جس کی ذاتی رائے نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی چیز پہ ثابت رہے بلکہ رائے کی پیروی کرے۔

اب اگر مولانا تقی صاحب جیسے صاحب علم نے صحابیٔ رسول پر تقلید کا الزام دھر لیا تو یہ ان کی مرضی لیکن یہ بات ضرور یاد رہے کہ فقہاء امت کے متعلق اس قسم کے الزام لگانا خطرے سے خالی نہیں۔

---

[1] کتاب العلم ص۲۱۱ ج ۲ و الیقاظ ص۳۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی رہا آپ کا استدلال کہ ان آمن آمن وان کفر کفر سے مراد احکام میں تقلید سے ممانعت نہیں۔ یہ اس اعتبار سے بھی درست نہیں کہ یہ الفاظ تقلید کی تفسیر یا وضاحت کے لیے حضرت عبداللہؓ نے ذکر فرمائے تھے کہ مقلد ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کی اس نے تقلید کرنا ہوتی ہے اس کی بات کو بلا سوچے سمجھے قبول کر لیتا ہے۔ خواہ وہ غلط ہو یا صحیح۔ جیسا کہ اصول فقہ کی مشہور کتاب مسلم الثبوت میں مقلد کے لیے یہ راہ متعین کی گئی ہے۔

واما المقلد فمستندہ قول مجتہدہ کہ مقلد کو صرف امام کا قول کافی ہوتا ہے۔

اب اس تصریح کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولانا نے صحابی رسول پر افتراء کی جسارت کیسے کی۔ اس قسم کے امور پر تفصیل کا تو موقع نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور کہنی پڑتی ہے کہ مقلد علاؔمر کیوں نہ ہو جائے اپنی بساط یا اپنا قدم تقلید سے باہر نہیں نکالتا۔ اگر باہر نکال کر سوچے گا تو وہ مقلد نہیں رہے گا۔ ایسے علماء حضرات کے متعلق ہم بڑے ادب سے یہی کہہ سکتے ہیں۔

حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

حبر الامۃ، مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس سنت پر عمل کرنے میں بہت متشدد تھے۔ جب کوئی حدیث مل جاتی اور آپ کا عمل اس کے برعکس ہوتا آپ ذاتی عمل کو چھوڑ کر فوراً حدیث کو قبول فرما لیتے۔ تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہاں اتنا ضرور ہے کہ آپ راہِ نجات صرف کتاب و سنت کو جانتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

۱۔ من احدث رأیا لیس فی کتاب اللہ ولم تمض بہ سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یدر علی ما ھو منہ اذا لقی اللہ عزوجل [1]۔

جو کوئی دین میں رائے نکالے اور اس کا تعلق کتاب و سنت سے نہ ہو تو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو کس حالت میں ہوگا۔

۲۔ انما ھو کتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن قال بعد ذٰلک فلا

---

[1] اعلام الموقعین ص ۴۸ ج ۱ دارمی ص ۵۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادری الی حسناته یجد ذلك ام فی سیاته ؎

جو شخص کتاب و سنت کے بعد اپنی رائے قائم کرے تو مجھے اس کے متعلق علم نہیں کہ اس کا نیکیوں میں شمار ہوگا یا برائیوں میں۔

صحابہ کرامؓ میں تقلید کا قطعاً رواج نہیں تھا تو حضرت عبداللہ کی نظر میں کتاب و سنت کے بعد جو امر ہے وہ کسی طرح بھی درست نہیں۔ تقلید کی مذمت توان الفاظ لم یدعلی هو سے ہوگئی اگر صحابہ کرام کتاب و سنت سے کسی کے قول کو مقدم سمجھتے ہوتے تو بعد والوں کو قطعاً یہ نہ کہتے کہ رجوع صرف کتاب و سنت کی طرف ہے۔ کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ مقلد کو اس کے امام کا قول کافی ہے۔ بس یہی "کافی ہے" کے الفاظ ابن عباس کی نظر میں محدث اور بدعت ہیں۔

۵۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:

یہ فقہا صحابہ سے تھے ان کی فقاہت کی شہادت رسالت مآب نے اپنی زبان سے دی تھی آپ اتباع سنت میں نمونہ تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

تکون فتن نیکثر فیه المال ویفتح القرآن فیقراه الرجل والمراة والصغیر والکبیر والمنافق والمومن فیقراه الرجل فلا یتبع فیقول واللہ لا اقرانه علانیة فلا یتبع فیتخذ مسجدًا و یبتدع کلامًا لیس من کتاب اللہ ولا من سنة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فایاکم وایاه فانه بدعة وضلالة قاله معاذ ثلاث مرات ؎

فتنے بہت سے ہوں گے۔ قرآن پڑھا جائے گا۔ مرد عورت بوڑھے بچے جوان منافق اور مومن سبھی پڑھیں گے لیکن اس پر عمل نہیں کریں گے۔ مسجدیں بنائی جائیں گی، لیکن وہاں کلام بدعت والا ہوگا۔ جس کا تعلق کتاب و سنت سے نہ ہوگا۔ تم اس سے بچو کیونکہ یہ بدعت اور گمراہی ہے۔ حضرت معاذؓ نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے۔

حضرت معاذؓ کے اس اثر (فرمان) میں چند امور قابلِ غور ہیں:

۱۔ فتنے زیادہ ہوں گے —— جب تقلیدی جمود نے زور پکڑا تو ساتھ ہی فتنے بھی بڑھ گئے۔

؎ ایقاظ ص ۱۳، ؎ اعلام الموقعین ص ۴۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مال زیادہ ہوگا ـــــــ خیر القرون کے بعد حکومتوں کا انصرام مقلدین کے ہاتھ میں رہا جس سے ان کے پاس مال و دولت کے انبار لگ گئے۔

۳۔ قرآن پڑھا جائے گا لیکن اس پر عمل نہیں کیا جائے گا ـــــــ اصُول فقہ کی کتابوں میں ہے مقلد قرآن کے ظاہر پر عمل نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے صرف اس کے امام کا قول معتبر ہوگا۔

۴۔ مساجد بنائی جائیں گی لیکن تبلیغ قرآن و سُنّت کی نہیں ہوگی ـــــــ آج ہزاروں مساجد موجود ہیں جن میں اقوال آئمہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کتاب و سُنّت کا وجود علم کے لیے نہیں بلکہ تبرک کے لیے پڑھا جاتا ہے۔

۵۔ یہ بدعت ہے اس سے بچتے رہنا ـــــــ اس میں شک نہیں کہ تقلید کا وجود خیر القرون میں نہیں تھا بلکہ یہ چوتھی صدی ہجری میں معرضِ وجود میں آیا جس کی تحقیق ہم تاریخ تقلید میں کریں گے۔

۶۔ ان کلمات کو تین مرتبہ اس لیے دھرایا گیا کہ سامع ان امُور سے اچھی طرح متنبہ ہو جائے۔

حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان فرماتے ہیں:

انه قد بلغنی ان رجالا فیکم یتحدثون باحادیث لیست فی کتاب اللہ ولا تؤثرو عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاولئکم جهالکم[1]۔

مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ تم میں بعض آدمی ایسے ہیں جو ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جن کا وجود کتاب و سنت میں نہیں۔ یہ جاہل ہیں۔

حضرت معاویہ کی نظر میں علم کتاب و سُنّت کا نام ہے اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ جہالت ہے اور جو اس کی پیروی کرتا ہے وہ بھی جاہل ہے۔

۱۲۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان من الخیر کله من عرفه الله دینه وکفی بالمرء جهلا ان لا یعرف دینه

---

[1] اعلام الموقعین ص۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام بھلائیاں یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کسی کو دین کی معرفت اور شناخت کرا دے اور
آدمی کو یہ جہالت کافی ہے کہ وہ اپنے دین کو نہ پہچان سکے۔

آپ کے اس ارشاد پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی جو آدمی دین کو پہچانتا ہے وہ مقلد نہیں رہ سکتا کیونکہ مقلد کی تعریف ہی یہ ہے کہ اسے معرفت کی حاجت نہیں ہوتی۔

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

آپ سُنّتِ نبوی کے ایسے محب تھے کہ سُنّت کی اتباع میں باپ کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور بیٹے سے قطع کلامی کر لیتے ہیں حج کے باب میں یہ واقعہ کس قدر مشہور ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا۔ کیا حج تمتع جائز ہے؟ تو آپ نے جواز کا فتوےٰ دیا تو سائل کہنے لگا۔ آپ کا باپ (خلیفہ ثانی) تو اس سے منع کرتا ہے اور آپ اسکے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اس موقع پر جو آپ نے جواب دیا وہ مقلدین کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

امرابی یتبع ام امر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم [1]

اتباع میرے باپ کی ہو گی یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی۔

ذرا غور فرمایئے اگر حضرتِ عمرؓ کا حکم حدیثِ رسول کے مقابلہ میں قبول نہیں کیا جا سکتا تو بعد میں آنے والے آئمہ کی بات کو حدیث کے مقابلے میں کیسے پیش کیا جا سکتا ہے۔ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ ؎ سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے۔

امام کے قول کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرنا چاہیئے۔ وھذا ھو مرادنا۔

حضرت جابر بن زید جو مشہور تابعی ہیں۔ فرماتے ہیں:

مجھے حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا۔ جابر! تو فقہائے بصرہ سے ہے۔ لوگ تجھ سے مسائل پوچھتے ہیں فلا تفتین الا بکتاب ناطق او سنۃ ماضیۃ [2] وقال العلم ثلاث کتاب اللہ الناطق و سنۃ ماضیۃ ولا ادری [3] تو تو کتاب و سنت کے بغیر فتویٰ نہ دینا نیز آپ فرماتے ہیں کہ علم صرف تین ہیں۔ کتاب اللہ، سُنّتِ رسول اور لَا اَدْرِی یعنی جب مفتی کو کتاب و سنت سے دلیل نہ ملے تو وہ یہ کہہ دے کہ

---

[1] ترمذی ج۱ ص۱۳۲ [2] ص۵۲ دارمی ج۱ ص۵۴ [3] اعلام ج۱ ص۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اس سوال کا جواب نہیں آتا۔

ہم نے اکابر صحابہ کے اقوال پر اکتفا کیا ہے۔ اگر آثار صحابہ کو قیاس اور تقلید کے ردّ میں بالاستیعاب جمع کیا جائے تو یہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

تردیدِ تقلید تابعین عظام سے

تابعین کا دَور بالاتفاق خیر القرون کا زمانہ ہے اس دَور میں کتاب و سُنّت پر سختی سے عمل ہوتا تھا۔ تقلید کا کہیں نام و نشان نہ تھا لیکن اس دَور کے اخیر میں چند لوگ ایسے بھی پیدا ہو گئے جنہوں نے اسلام کے اہم ترین مسئلوں میں قیاس اور رائے سے کام لینا شروع کر دیا۔ تقدیر جیسے اصولی اور بنیادی مسئلہ میں چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں اور مختلف گمراہ فرقے جنم لے چکے تھے۔ جس سے اہل اسلام نے سیاسی اور مذہبی نقصان اٹھائے۔ کتاب و سنّت سے ہٹ کر رائے اور قیاس کا رواج پڑنے لگا تو اس اثنا میں محدّثین کی مقدس جماعت نے انتہائی کوشش سے کتاب و سُنّت کی تعلیم اور اس پر عمل کو جاری و ساری رکھا۔ ان میں چند تابعین علماء کے اقوال کو ہم قارئین کی نذر کرنا چاہتے ہیں جس سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ اس دَور میں ان مبارک ہستیوں نے آراء الرّجال اور قیاس کی بھول بھلیوں سے علیحدہ رہ کر کتاب و سُنّت کو مشعلِ راہ بنایا۔ رحمہم اللہ اجمعین

۱۔ حضرت عروہ بن زبیر:

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے نواسے علم حدیث کے مسلمہ امام مفتی مدینہ حضرت عروہؒ بنی اسرائیل کے تورات سے منحرف ہونے کے اسباب بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ لم یزل امر بنی اسرائیل مستقیما حتی ادرك فیھم المولدون ابناء سبایا الامم فاخذوا فیھم بالرأی فاضلوا بنی اسرائیل [1]

بنی اسرائیل کا معاملہ اس وقت تک درست رہا جب تک ان میں مولدون (قیدیوں کی اولاد) پیدا نہ ہوئے تو جنہوں نے (تورات کو چھوڑ کر) قیاس سے کام لیا اور

---

[1] ایقاظ صفحہ ۱۴ و دارمی صفحہ ۴۷ بمعناہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا۔

حضرت عروہ نے واضح کر دیا کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو ترک کر کے قیاس پر عمل پیرا ہوتی ہے تو وہ اس وقت گمراہ ہو جاتی ہے کیونکہ بنی اسرائیل کا معاملہ اس وقت تک درست رہا جب تک ان میں قیاس پر عمل نہیں تھا لیکن جب قیاس پر عمل شروع ہوا تو وہ سیدھے رستے سے بھٹک گئے بالکل یہی معاملہ اہل اسلام کو پیش آیا۔ خیر القرون تک کتاب و سنّت کو اصل سمجھا جاتا رہا لیکن جب ان کے بعد والوں نے اصل کو ترک کر کے قیاس جلی یا استحسان پر عمل کیا تو ان کا تعلق کتاب و سنّت سے کمزور ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ بعض فقہاء نے قیاس پر ہی اعتماد و اعتکاف کر لیا اور یہ پیشگوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی کہ تم یہود کے نقش قدم پر ضرور چلو گے، پوری ہوئی اور وہی قیاس بعد میں تقلید کا درجہ حاصل کر گیا۔ وہی رہبانیت والا نقشہ یہاں کھنچ گیا۔ جس کی مذمت اللہ تعالیٰ نے کتاب کریم میں بدعت کے لفظ کو استعمال کر کے فرمائی تھی۔

۲۔ ایاکم والمقایسة فوالذی نفسی بیدہ لئن اخذتم بالمقایسة لتحلن الحرام ولتحرمن الحلال ولکن ما بلغکم من حفظ عن اصحاب رسول اللہ فاحفظوہ[۱]

تم قیاس سے بچو۔ واللہ اگر تم قیاس پر عمل کرو گے تو حرام کو حلال اور حلال کو حرام ضرور کرو گے۔ ہاں تم کو اصحاب رسول سے حدیث پہنچے تو اس کی (عملاً، صدراً و تبلیغاً) حفاظت کرو۔

حضرت عروہ نے جو فرمایا بعد والوں نے اسے حرف بحرف صحیح کر کے دکھایا۔ جب تقلید پر عمل ہوا تو بہت سی حلال چیزیں حرام اور اسی طرح بہت سی حرام، حلال بن گئیں۔

(تفصیل کے لیے فقہ کی کتب کو دیکھا جا سکتا ہے۔)

۲۔ حضرت مسروق بن اجدع

حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگرد خاص اور فقہ حنفی کے (حنفیوں کے نزدیک) مسلمہ امام حضرت مسروق فرماتے ہیں:

---

[۱] ایقاظ صـ۱۲۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا اقیس شیئًا بشئٍ۔ اخاف ان تزل رجلی [1]۔

میں ایک چیز کو دوسری پر قیاس نہیں کرتا۔ میں قدم کے ڈگمگانے سے ڈرتا ہوں۔

اگر ایسے جلیل القدر امام کو پھسل جانے کا خطرہ لاحق تھا تو مقلدین کو بالاولیٰ خطرہ ہونا چاہیئے۔ حقیقت ہے کہ جب کتاب و سنت سے اعراض کیا جاتا ہے تو اس وقت گمراہی کا خطرہ سر پہ منڈلانے لگتا ہے۔

۳۔ محمد بن سیرینؒ:

یہ مشہور تابعی ہیں جن سے بعض اوقات صحابہ کرامؓ بھی خوابوں کی تعبیر دریافت کیا کرتے تھے سلسلۃ السند میں ان کو سلسلۃ الذہبیہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

کانوا یرون انه علی الطریق مادام علی الاثر [1]

لوگ اس وقت تک سیدھے رستے پر ہوں گے جب تک احادیث پر عمل کریں گے

۴۔ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ:

مشہور قاضی ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منصب قضا پر مقرر کیا تھا وہ فرماتے ہیں:

ان السنۃ سبقت قیاسکم فاتبعوہ ولا تبتدعوا فانکم لن تضلوا ما اخذتم بالاثر [2]

سنت تمہارے قیاس سے پہلے وجود میں آچکی ہے۔ تم سنت کی اتباع کرو اور بدعت کے پیچھے مت بھاگو۔ تم گمراہی سے بچ جاؤ گے اگر تم احادیث پر عمل کرو گے۔

حضرت قاضی کی نظر میں احادیث و آثار کے علاوہ قیاس پر عمل کرنا بدعت کی اتباع کرنا ہے، اسی لیے تو آپ نے فرمایا کہ بدعت (قیاس) کو چھوڑ کر ضرور آثار پر عمل کرو کیونکہ ہدایت کا سرچشمہ صرف آثار (حدیث) ہیں۔

واضح رہے کہ آثار کا لفظ قیاس کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے جو کتاب و سنت دونوں پر مشتمل ہے۔

۵۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ:

تاجدارِ حدیث، امام المحدثین حضرت امام زہریؒ ان مقدس افراد میں سے ایک ہیں جن ہسند

---

[1] ایقاظ ص ۱۴ [2] اعلام الموقعین ص ۲۲۳/۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا دارومدار ہے۔ آپ قیاس کے سخت مخالف تھے۔ ایک دفعہ آپ کی موجودگی میں قیاس کا ذکر نکل چلا تو آپ نے فرمایا۔

ان الیھود والنصاری انما انسلخوا من العلم الذی کان بایدیھم حین استنبقوا الرای واخذوا فیہ۔ ؎

یہود و نصاری نے جب اصل کو ترک کر کے رائے اور قیاس پر عمل کیا تو وہ (تحریف دین) جیسے فتنوں میں واقع ہو گئے۔

۱۶۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا تقویٰ اور علم و ورع میں جو مقام تھا وہ کسی صاحب علم سے مخفی نہیں بلکہ صوفیاء کرام تو اپنا سلسلۂ سند انہی کے ذریعے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

انما ھلک من کان قبلک حین تشعبت السبل وحادوا عن الطریق فترکوا الآثار وقالوا فی الدین برایھم فضلوا واضلوا ؎

پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے مختلف رستوں کو اپنایا۔ آثار اور صراطِ مستقیم سے ہٹ کر رائے سے کام لیا خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی کیا۔

حضرت حسن بصریؒ کی نظر میں گمراہی کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

صراطِ مستقیم کو ترک کر کے مختلف رستوں کو اپنانا کیونکہ رستہ ایک ہے تین یا چار نہیں ہو سکتے اور وہ صراطِ مستقیم ہے۔ اہل تقلید ایک رستے پر نہیں بلکہ چار مختلف رستوں پر گامزن ہیں۔

آثار کو ترک کر دیا جائے اور رائے یا ظن پر بنیاد رکھ لی جائے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ تقلید کا اصل کتاب و سنت سے نہیں بلکہ یہ ایک تیسری چیز ہے جو محض ظن اور خیال سے معرض وجود میں آئی ہے۔

۱۷۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ:

مجتہدین تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کتاب و سنت پر تمسک کے پابند اور قیاس پر عمل کے سخت

؎ اعلام الموقعین ص ۶۵ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالف تھے۔ فرماتے ہیں:

۱۔ ان السنة لم توضع بالمقاییس [1] قیاس کی وجہ سے احادیث کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ انما ھلکتم حین ترکتم الآثار واخذتم المقاییس [2] جب تم احادیث کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

رائے ہی تقلید کا اصل سبب ہے۔ تقلید اس وقت ہوگی جب رائے پر عمل ہوگا، جب رائے پر نہیں بلکہ حدیث پر عمل ہوگا تو وہ تقلید نہیں ہو سکتی کیونکہ حدیث امام کی ذاتی رائے نہیں ہوتی اگر مقلدین تقلید کو اس نکتہ نگاہ سے جائز سمجھتے ہیں کہ امام نے فلاں مسئلہ حدیث سے بیان کیا ہے تو پھر وہ امام کی تقلید نہیں رہے گی بلکہ حدیث کی اتباع ہوگی۔ بہر حال یہ فیصلہ ان حضرات کو کرنا ہے کہ وہ تقلید کے دائرہ میں کس طرح شاد و آباد رہ سکتے ہیں۔ اگر ان کے ہاں صحابہ کی تقلید جائز نہیں تو پھر امام کی ذاتی رائے پر کیسے عمل ہو سکتا ہے جب کہ ذاتی رائے امام شعبیؒ کے نزدیک گمراہی ہے۔

۸ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

خلیفہ راشد جو صداقت و عدالت، علم، فقاہت اور اتباع سنت کے نمونہ تھے، فرماتے ہیں

انہ لا رأی لاحد مع سنۃ سنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [3]

سنت کی موجودگی میں کسی کے قول کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ کس قدر واضح ہے کہ جب سنت موجود ہو تو پھر سنت پر عمل کرنا چاہیئے مقلدین حضرات کو حضرت امام عادل کے اس منصفانہ فیصلہ کو قبول کر لینا چاہیئے اور تقلید کو خیرباد کہہ کے سنت پر عمل کرنا چاہیئے۔

۹ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

علیك بآثار من سلف وان رفضك الناس وایاك وآراء الرجال وان زخرفوا لك القول [4]

تجھے آثار کو لازم پکڑنا چاہیئے اگرچہ لوگ تجھے چھوڑ کیوں نہ دیں۔ لوگوں کی آراء سے

---

[1] اعلام الموقعین ص ۲۲ ج ۱ [2] ایضاً [3] داری ص ۹۵/۱ [4] اعلام ص ۶۲/۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچ خواہ ان میں سونے کی چمک دمک ہو۔

اگر موجودہ متعصبین حضرات بُرا نہ مانیں تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ اہل حدیث سے بُغض و عداوت کے پہاڑ کھڑے کیے جاتے ہیں۔ حدیثِ نبوی کی ذرّہ بھر پرواہ نہیں بلکہ اقوال آئمہ کو بڑے حسین انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اہل حدیث سے عداوت اس قدر ہے کہ ان کو اپنی مساجد میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے۔ عوام کو ان کی بات سُننے سے روکا جاتا ہے تاکہ کلمہ حق ان کے کانوں میں نہ پڑ جائے جس سے وہ تقلید کے پٹے کو گلے سے کہیں اُتار نہ پھینکیں۔

۱۰۔ حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ:

ایاك و مجالسة من یقول ارایت ارایت [۱]

تم ان کی مجلسوں سے بچو جو یہ کہتے ہیں میرا یہ خیال ہے

یہ بات مقلدین پر بعینہٖ منطبق ہوتی ہے۔ ان کے سامنے جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا ہے تو ان کا جواب یہی ہوتا ہے کہ فلاں امام کی یہ رائے ہے، فلاں کا یہ خیال ہے، فلاں امام کا اس پر عمل نہیں، کاش یہ لوگ تابعین کے اقوال کو سامنے رکھتے تو ایسی قباحتوں سے بچ جاتے اور دنیائے اسلام میں ارایت (میرا یہ خیال ہے) کے ذریعے نفرت و افتراق کی جو دبا پھوٹی ہے وہ قطعاً نہ پھوٹتی اور اہل اسلام کو غیر مُسلموں کا یہ طعنہ برداشت نہ کرنا پڑتا کہ اسلام میں سوائے اختلاف کے اور رکھا ہی کیا ہے؟ اگر ہم کتاب و سُنّت پر عمل کرتے اور اسی کو ماویٰ و ملجاو منجا سمجھتے تو ہماری راہ ایک ہوتی اور ہم اتحاد کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتے جب تک مُسلمان کتاب و سنّت کے دامن میں جاگزیں رہے تو دُنیا کی سلطنتیں ان کے سامنے تارِ عنکبوت کی طرح ٹوٹتی رہیں لیکن جب آراء الرجال پر عمل شروع ہُوا تو وہ حکومتیں جو مسلمانوں کے ہاتھوں زیر و زبر ہوئی تھیں، ان پر غالب آگئیں اور لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (اسلام تمام دینوں پر غالب ہوگا) کا نقشہ اُلٹ کر رہ گیا۔ تقلید سے مسلمانوں کی قوت کئی حصّوں میں تقسیم ہو گئی۔ گروہی اختلافات کی وجہ سے اسلام کو ہر قسم کے مصائب اٹھانا پڑے۔ اگر آج بھی کتاب و سُنّت پر کما حقہٗ عمل کیا جائے تو لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ والا معاملہ دوبارہ نظر آئے گا۔

---

[۱] اعلام ص ۶۲/۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَدِّ تقلید آئمہ اربعہ سے

تابعین کے مبارک دَور میں اگرچہ بعض فتنوں نے سر اٹھالیا تھا لیکن یہ دَور ایسا تھا جس کی شہادت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون کے الفاظ سے فرمادی تھی۔ اس لیے اس دَور کے فتنے زیادہ تر مخصوص حلقہ تک رہے لیکن بعد کے دَور میں یہ فتنے سیلاب کی طرح اُمڈ آئے سب سے بڑا فتنہ بدعتی گروہوں کے ظہور کا تھا جن کا مقصد کتاب وسُنّت سے اعراض اور عقل وقیاس پر عمل کرنا تھا۔ ظاہر ہے یہ فتنہ اسلام کی اساسوں کے بالکل برعکس اور خلاف تھا۔ اس دور میں عقل کو اصل اور نقل (کتاب وسُنّت) کو تابع قرار دیا گیا۔ اسی بنا پر صفاتِ باری تعالےٰ کا انکار کیا گیا۔ حالانکہ یہ مسئلہ خیر القرون میں کبھی اختلاف کا باعث نہیں ہوا تھا اور اس قسم کے بہت سے مسئلے جن کا وجود کتاب وسُنّت میں نہیں تھا اختلاف وجدل کا سبب بن گئے۔ عقل وقیاس کی دُنیا اور غیر اسلامی نظریات کو اسلام میں داخل کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن اللہ تعالےٰ نے اسلام کی حفاظت کے لیے ایک مقدس جماعت کا انتخاب فرمایا جنہوں نے قیاس وعقل کے خرافات سے نجات دلا کر اُمّت کا تعلق کتاب وسُنّت سے جوڑ دیا۔ فرحمهم الله اجمعين۔

آئمہ اربعہ اس مقدس جماعت کے سرخیل تھے۔

ا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام الفقہا حضرت ابوحنیفہ فقاہت میں لاثانی، تقوےٰ و ورع میں بے مثال، حدیث پر عمل کرنے والے، ضعیف حدیث کو قیاس پر مقدم سمجھنے والے تھے۔ یہ وہی امام ہیں جن کے بارے میں بہت غلو سے کام لیا گیا ہے۔ ہزاروں مسائل آپ کی طرف منسوب کر دیئے گئے جن سے آپ بری الذمہ ہیں۔ خدا آپ پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی قبر کو منوّر فرمائے۔ آپ ان مقدس ہستیوں میں ایک تھے جنہوں نے قیاس کو عند الحاجت (مجبوری کے وقت) استعمال کیا لیکن حدیث کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آپ عامل بالحدیث تھے۔ کسی استاذ یا امام کی طرف نسبت کو قطعاً پسند نہیں فرماتے تھے۔ تقلیدی جمود کے اس قدر مخالف تھے کہ اپنے فتوے کے خلاف جب کوئی حدیث یا قولِ صحابی مل جاتا تو فوراً اس پر عمل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لیتے۔ آپ نے تقلید کی تردید مختلف پیراؤں اور مختلف الفاظ سے کی ہے۔ تقلید کے رد میں آپ سے بہت سے اقوال مروی ہیں جن میں بعض کا ہم اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ کسی شاگرد نے حضرتِ امام سے پوچھا اگر آپ کا فتوےٰ کتاب اللہ یا سُنّت رسول اللہ کے خلاف ہو تو کیا کرنا چاہیئے تو آپ نے جواباً فرمایا:

اذا قلت قولاً وکتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی لکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخالفہ قال اترکوا قولی لخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیل اذا کان قول الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی لقول الصحابۃ

جب میرا فتوےٰ کتاب اللہ، سُنّت رسول یا قول صحابہ کے خلاف ہو تو میرے فتوے کو چھوڑ دو اور کتاب وسُنّت وقول صحابہ پر عمل کرو۔

۲۔ اذا قلت قولا یخالف کتاب اللہ وخبر رسول فاترکوا قولی۔

جب میرا قول کتاب اللہ اور سنت نبوی کے خلاف ہو تو اس کو چھوڑ دو۔

۳۔ اذا صح الحدیث فھو مذھبی: صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے یعنی جب بھی صحیح حدیث کا علم ہو جائے تو اسے میرا مذہب سمجھ لینا۔

۴۔ اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نختار قولھم واذا جاء من التابعین زاحمناھم

حدیث بسر وچشم قبول، اقوال صحابہ میں ہم پسند کریں گے۔ تابعین کے اقوال میں ہم مناقشہ کریں گے یعنی اگر اقوال صحابہؓ مختلف ہوئے تو اس قول کو اختیار کریں گے جو حدیث سے زیادہ قریب ہو اور تابعین کے اقوال میں تحقیق کریں گے۔

۵۔ ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فعلی الراس والعین وماجاء عن اصحابہ اخترنا وما کان من غیر ذلک فنحن رجال وھم رجال۔

حدیث سر اور آنکھوں پر، اسی طرح اقوالِ صحابہ بھی پسندیدہ ہیں اور جو ان کے بعد والے ہیں وہ محض آدمی ہیں اور ہم بھی آدمی ہیں (یعنی ان کے اقوال کو قبول کرنا ضروری نہیں)

۱؎ المختصر المؤمل ص۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ آخذ بکتاب اللہ فان لم اجد بسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان لم اجد فی کتاب اللہ ولا فی سنة رسول اللہ آخذ بقول اصحابه ثم آخذ بقول من شئتُ منهم وادع قول من شئت منهم ولا اخرج من قولهم الی قول غیرھم اما اذا انتھی الامر الی ابراھیم والشعبی وابن سیرین والحسن (البصری) وعطاء وسعید بن المسیب وعدد رجالا من التابعین فقوم اجتهدوا وانا اجتهد کما اجتهدوا[1]

میں سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کروں گا اور اگر وہاں نہ پا سکوں تو سُنّتِ رسول پر اگر وہاں بھی نہ مل سکے تو اقوالِ صحابہ کو دراہ ہدایت پکڑوں گا۔ اگر صحابہ سے بھی مسئلہ کا وجود معلوم نہ ہو سکے تو پھر مرضی سے جس کے قول پر چاہوں گا عمل کر لوں گا۔ جب معاملہ ابراہیم نخعی۔ امام شعبی۔ ابن سیرین۔ حسن بعطا۔ سعید بن مسیب اور دیگر اکابر تابعین تک پہنچ جائے تو یہ مجتہد تھے اور میں بھی مجتہد ہوں جیسے انہوں نے اجتہاد سے کام لیا میں بھی اجتہاد کر لوں گا۔

یہ اقوال حضرت امام ابوحنیفہ کے ہیں جنہوں نے اپنے فرمودات و اقوال میں واضح فرما دیا کہ اگر تم نے میرے پیچھے چلنا ہے تو ان اصولوں کو مشعل راہ اور نور ہدایت بناؤ جن کو میں نے بتایا ہے آپ کے اقوال سے مندرجہ ذیل تصریحات اخذ کی جا سکتی ہیں۔

۱۔ کتاب اللہ کا مقام سب سے اعلیٰ وارفع ہے اسی لیے اس کو عمل میں بھی مقدم رکھنا چاہیے۔

۲۔ بعد ازاں حدیثِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کی موجودگی میں کسی ایک کے فتوے کی ضرورت نہیں۔

۳۔ جب کتاب و سُنّت کی دلیل کسی مسئلہ میں موجود نہ ہو تو پھر آثار صحابہؓ پر عمل کرنا چاہیئے۔ تابعین اور مجتہدین کے اقوال کو عزم بالجزم سے قبول نہیں کرنا چاہیئے۔

یہ وہ سنہری اصول ہیں جن پر تمام علماء کا اجماع ہے اور یہی اصول تقلید کی بیخ کنی کیلئے کافی ہیں۔ آپ حضرتِ امام کے ان الفاظ پہ غور فرمائیں کہ مجتہدین کے اقوال میں جس کو چاہوں

---

[1] مختصر المؤمل ص۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کروں جس کو چاہوں رد کر دوں" یہ تقلید شخصی کے لیے ایٹم بم کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ تقلید شخصی میں فردِ واحد کو معیارِ تسلیم کیا جاتا ہے جب کہ ایسے الفاظ میں فرد واحد کو معیار تسلیم نہیں کیا گیا۔

ان تمام فرمودات وارشادات سے مقلدین کو سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ تقلیدِ شخصی جیسے فعل کا ارتکاب کر کے امام کی کس قدر مخالفت کر رہے ہیں حالانکہ حضرت امام کے متعلق ان کی رائے یہ ہے۔

فلعنة ربنا اعداد رملٍ　　علی من رد قول ابی حنیفه[1]

ہمارے رب کی ریت کے ذرّوں کے برابر لعنتیں ہوں جو امام ابو حنیفہ کے قول کو رد کر دیں۔

افسوس کہ مقلدین یہ شعر تو پڑھتے ہیں لیکن ان کا اس پر خود عمل نہیں اگر وہ حضرت الامام کے مذکورہ اقوال کو سامنے رکھیں تو تقلید کے ظلمات سے بچ جائیں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود اس کے مصداق بن جائیں۔

۲۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:

امام دار الہجرہ امام مالکؒ جو کلمہ حق کہنے میں بے نظیر تھے۔ آپ سند حدیث میں سلسلۃ الذہب کی لڑی کے یکتا موتی تھے۔ رد بدعت میں باکمال اور عمل بالحدیث میں لاثانی تھے۔ تقلید کے اولین دشمن تھے۔ حضرت امام قعنبی جو بہت بڑے محدث اور فقیہہ تھے۔ امام مالک کے پاس جاتے ہیں اور امام نزع کی حالت میں تھے اور رو رہے تھے۔ حضرت امام کی اس حالت کو دیکھ کر پوچھتے ہیں آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو حضرت امام فرماتے ہیں، میں کیوں نہ روؤں اور مجھ سے زیادہ آنسو بہانے کا حقدار کون ہے؟

واللہ لوددت انی ضربت بکل مسئلۃ افتیت فیھا بالرأی سوطاً و قد کانت لی السعۃ فیما سبقت الیه ولیتنی لم افت بالرأی[2]

واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ مجھے ہر اس فتویٰ میں جو میں نے رائے سے دیا ہے

---

[1] در مختار ص۵، [2] اعلام الموقعین ص ۲ج۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایک کوڑا مارا جاتا۔۔۔۔ کاش کہ میں رائے سے فتویٰ نہ دیتا۔

یہ ہیں وہ امام جن کی وفات کے تقریباً اڑھائی سو سال بعد مذہب جاری کر دیا گیا اور آپ کی طرف ایسے مسائل منسوب کر دیئے گئے جو آپ کی علمی منزلت اور رفعت کے بالکل منافی ہیں۔ متعہ اور اتیانِ دُبر جیسے قبیح مسائل کے جواز کا انتساب کر دیا گیا۔ حالانکہ مؤطا میں آپ کا موقف اس کے بالکل خلاف ہے۔

۲۔ انما انا بشر اخطی واصیب فانظروا فی قولی فکل ما وافق الکتاب والسنۃ فخذوا به وما لا یوافق الکتاب والسنۃ فاترکوہ[۱]

میں بشر ہوں، مجھ سے غلطی اور درستی دونوں کا احتمال ہے۔ میری ہر ایک بات کی تحقیق کیا کرو جو کتاب و سُنّت کے موافق ہو اس پر عمل کر لیا کرو، جو مخالف ہو اسے ردّ کر دیا کرو۔

تقلید کے خلاف کس قدر سخت الفاظ ہیں کہ میری بات کی تحقیق کیا کرو جب کہ تقلید میں تحقیق جائز نہیں۔ پھر میرا قول اس وقت قبول ہو گا جب وہ کتاب و سُنّت کے موافق ہو گا ورنہ وہ ترک کر دیا جائے گا۔ جب ایسے قول پر عمل درست ہے جو کتاب و سُنّت کے موافق ہو تو پھر وہ قول پر عمل نہیں بلکہ کتاب و سُنّت پر عمل ہو گا۔

لیکن قربان جائیے کہ بعض حضرات نے امام کے اس قول سے تقلید کا جواز نکالنے کی سعئ لاحاصل کی ہے وہ یہ کہ امام صاحب نے متبعین کو تحقیق کی اجازت دی ہے نہ کہ قول کو ترک کرنے کی یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ شاید استدلال کرنے والا تقلید کے مفہوم سے غافل ہے یا تقلید نے اسے علمی بینائی سے محروم کر دیا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

میری بات کو کتاب و سُنّت کی کسوٹی پر پرکھو، اگر اس کسوٹی پر میری بات کھری ثابت ہو جائے تو اُسے قبول کرو۔

گویا کہ امام صاحب کے قول کو قبول نہیں کرنا —— بلکہ کتاب و سُنّت کی اتباع کرنا ہے۔ اگر مقلدین کو ذرّہ بھر علمی امانت کا خیال ہوتا تو مذکورہ بات کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ اس لیے کہ تقلید میں

---

[۱] اعلام الموقعین ص ۲۳۶/۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب دلیل اور تحقیق سرے سے موجود نہیں ہوتی

قارئین حضرات! غور فرمائیے کہ حضرت امام صاحب اپنے فتویٰ بالرّای کی مذمت فرمارہے ہیں لیکن یہ حضرات امام کے قول کو غلط رنگ دے کر غلط مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ معاذنا اللہ من ذٰلک

۳۔ قال لابن الھرمز لا تمسك علی شئی فیما سمعت منّی من ھذا الرأی[1]

ابن ھرمز! میری رائے پر عمل نہ کرنا۔

۴۔ ما من احد الّا و ماخوذ من کلامه و مردود علیه الّا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام کے کلام کو ردّ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت امام صاحب کی نگاہ میں اگر کسی کی بات کو بغیر سوچے سمجھے قبول کیا جا سکتا ہے تو وہ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان میں خطا و غلطی کا وہم تک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ آپ کی عصمت کا ذمہ خود اللہ تعالےٰ نے لیا ہے۔ اور کسی کے متعلق کوئی حق الیقین دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ فلاں غلطی سے مبرا و محفوظ ہے۔ حضرت امام فرماتے ہیں۔

ان نظن الّا ظناً و ما نحن بمستیقنین۔ ہم جو کہتے ہیں ظن سے کہتے ہیں اس پر یقین نہیں ہوتا۔

دین کی بنیاد ظن پر نہیں بلکہ یقین پر ہے اور نہ ہی ہم ظن کی اتباع کرنے کے مکلّف ہیں اور نہ ہی ہمیں اسکا حکم دیا گیا ہے۔

ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ ظن حق سے کچھ کفایت نہیں کرے گا۔

یقین و اعتماد صرف کتاب اللہ اور سنّت رسول پر ہو سکتا ہے اس کے مابعد جو کچھ ہے وہ ظن ہے جس کی تعریف علم و یقین سے بالکل مختلف ہے۔

۳۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

امام محمد بن ادریس شافعی تفسیر میں حجّت، حدیث میں کامل، لغت میں دلیل، علوم کے سمندر،

---

[1] اعلام الموقعین ص ۶۳، [2] عقد الجید ص ۱۲۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام میں مجتہد، فن مناظرہ کے امام، منکرین حدیث کے بارے میں متشدد، قیاس کے دشمن، کامل الحجۃ، واضح المنہج، صافی المسلک و محبِ رسول، امام الہدی اور قائد الاتقیاء تھے، فرماتے ہیں۔

۱۔ اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔ و اذا رایتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط[1]

صحیح حدیث میرا مذہب ہے جب میرے کلام کو حدیث کے خلاف پاؤ تو اس کو دیوار کے ساتھ ماردو اور حدیث پر عمل کرو۔

۲۔ قال الشافعی: اجمع المسلمون علیٰ ان من استبانت له سنة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لم یحل له ان یدعھا بقول احد[2]

تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جب سُنّت کا علم ہو جائے تو کسی ایک کی بات نہیں مانی جائے گی۔

امام شافعیؒ نے اس اجماع کا دعوےٰ اس دور میں فرمایا جب کہ علم کے دریا بہہ رہے تھے۔ محدثین رات دن احادیث کے جمع اور ان کی تحقیق و تمحیص میں صرف کر رہے تھے۔ اسلامی علوم کا جتنا کام اس دور میں ہوا نہ پہلے ہوا تھا نہ بعد میں اور شاید نہ کبھی ہوگا اور آئے دن صحیح احادیث کے بارے میں معلومات ہو رہی تھیں تو اس دور میں حضرت امام فرماتے ہیں کہ جب سُنّت کا علم ہو جائے تو اس کو راہِ عمل بناؤ۔ کاش کہ مقلدین حضرات امام کے اس فرمان پر عمل کرتے اور اُمّت کو اُلجھنوں اور آویزشوں سے بچا لیتے۔

۳۔ امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

فقد صح عن الشافعی انه نھی عن تقلیدہ وعن تقلید غیرہ[3]

امام شافعی سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی اور غیر کی تقلید سے منع کیا تھا۔

خدا معلوم تقلید پر اجماع کا دعویٰ کرنے والوں کو امام صاحب کا یہ قول نظر کیوں نہ آیا۔ اگر آیا ہے تو اپنے مفاد کے خلاف سمجھتے ہوئے اس پر کان نہیں دھرا۔ اگر اسے قبول کر لیتے تو آج دنیا میں

---

[1] عقد الجید ص۱۲۲ ، [2] المختصر للمؤمل ص۳۵ ، [3] عقد الجید ص۱۲۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید کا کہیں نام ونشان نہ ہوتا۔

۴۔ اذا وجدتم فی کتابی خلاف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فقولوا بسنۃ ودعوا ماقلت [1]

جب بھی تم میری کتاب میں رسول اللہ کی مخالفت پاؤ تو اسے چھوڑ کر سُنّت پر عمل کرو۔

مقلّدین کی آئمہ سے عقیدت کا تو تب پتہ چلے گا جب وہ خلاف سُنّت مسائل کو چھوڑ کر سُنّتِ نبویہ پر عمل کریں گے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو پھر تو مقلد ہوئے اگر ایسا نہیں کریں گے تو پھر ان کو مقلدین کی صف میں کھڑا ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

تقلید کا یہ مفہوم نہیں کہ من بھاتی کو منظور کر لیا اور دوسری باتوں کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔ کوئی مقلّد امام صاحب کے اس قول پر عمل کر کے خود کو مقلد ٹھہرا سکتا ہے یا پھر امام کی مخالفت کر کے خود کو غیر مقلّد کہلوانے کو پسند کرتا ہے؟

آج تک کسی مقلّد نے ان اقوال پر عمل نہیں کیا اگر عمل کرتے تو یہ متّبعین سُنّت ہوتے اور تقلید کا پٹہ ان کے گلے سے کبھی کا اُتر چکا ہوتا۔ ہم تو حیران ہیں کہ ایک شخص امام کی مخالفت بھی کرتا ہے اور خود کو پھر اس امام کا مقلّد بھی ٹھہراتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ تقلید بھی ہو اور امام کی نافرمانی بھی۔ بہرحال یہ مقلدین نے فیصلہ کرنا ہے کہ وہ خود کو کس زمرہ میں رکھنا چاہتے ہیں؟

۵۔ کل ماقلت وکان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خلاف قولی مما یصح فحدیث النبی صلّی اللہ علیہ وسلم اولیٰ بالقبول ولا تقلدونی [1]

اگر حدیث کے خلاف میرا قول آجائے تو میرے قول کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرو کیونکہ حدیث پر عمل کرنا بہت ہی بہتر ہے اور نہ ہی میری تقلید کرو۔

۶۔ کل مسئلۃ تکلمت خلافہ فانا راجع فی حیاتی وبعد مماتی [1]

میرا جو فتویٰ حدیث کے خلاف ہو اگر مجھے میری زندگی میں علم ہو جائے تو میں اس سے رجوع کرنے والا ہوں اگر (کسی کو) میری موت کے بعد پتہ چل جائے تب بھی اس سے رجوع کرنے والا ہوں۔

---

[1] المختصر المؤمل ص ۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ من تبع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وافقته ومن خالف

فتركها خالفته[1]

جو سنت کی پیروی کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوں اور جو اس کے خلاف ہو، میں اس کا مخالف ہوں۔

۸۔ امام شافعیؒ کا اعلانِ حق :

قال لاحمد بن حنبل اعلموني بالحديث الصحيح اصير اليه

آپ احمد بن حنبلؒ کو فرماتے ہیں اگر تمہیں حدیث صحیحہ کا علم ہو جائے تو مجھے بھی بتا دینا تاکہ میں اس پر عمل کروں۔

۹۔ وقال ایضا : اذا صح الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولوا حتی اذھب الیہ۔

جب صحیح حدیث ہو تو مجھے معلوم کرا دینا تاکہ میں اس پر عمل کر سکوں۔

۱۰۔ حضرت امام سے کسی نے دریافت کیا کہ فلاں حدیث کے بارے کیا رائے ہے یعنی اس پر عمل کرنا چاہیئے یا کہ نہیں تو آپ فرمانے لگے "کیا میں بیوقوف یا دیوانہ ہوں یا عیسائی اور مشرکوں سے محبت رکھتا ہوں کہ حدیث کے مقابلہ میں کوئی الگ رائے قائم کروں۔ سن لو، حدیث پر میرا ایمان ہے۔ میں اس پر عمل کرتا ہوں۔ اور ہر مسلمان کی یہی شان ہے کہ وہ حدیث پر عمل کرے۔"

حضرت الامام کے اس کلام سے معلوم ہو گیا کہ جو اشخاص حدیث کی موجودگی میں رائے پر عمل کرتے ہیں وہ دیوانے اور پاگل ہیں اور دوسرے لفظوں میں وہ اسلام سے محبت نہیں رکھتے۔

۱۱۔ واشھد واعلی انی راجع عن قولی الی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان کنت قد بلیت فی قبری[2]

لوگو تم اس بات پر گواہ رہو کہ میں اپنے قول کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع کرنے والا ہوں اگرچہ میں قبر میں بوسیدہ بھی کیوں نہ ہو جاؤں۔

---

[1] المختصر ص ۳۶ [2] المختصر ص ۳۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام صاحب کے اس قول پر ذرا غور فرمائیے کہ امام صاحب کتنے جلی اور واضح الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ میرا اصل مذہب حدیث پر عمل کرنا ہے اگر میں نے کوئی فتویٰ ایسے حدیث کے خلاف دے دیا ہو تو تمہیں اس کا علم میری موت کے بعد ہو تب بھی اس حدیث کو میرا مذہب سمجھنا۔

مقلدین جرأت و جسارت سے کام لے کر امام صاحب کے اس قول کی روشنی میں اپنی کتب کا جائزہ لیں اور ان میں جو خلاف حدیث مواد ہے اس کو باہر نکال پھینکیں تاکہ امام صاحب کی رُوح کو بھی راحت نصیب ہو اور وہ بھی متبعین (اہل حدیث) کی صف میں شامل ہو سکیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

امام اہل سنت، قاطع بدعت، محی الاسلام، الامام الثقۃ الثبت الحافظ احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں:

۱۔ لا تقلدونی ولا تقلدوا فلاناً وخذوا من حیث اخذوا [۱]

تم نہ میری تقلید کرو اور نہ کسی اور عالم کی تم علم کو وہاں سے سیکھو جہاں سے انہوں (علماء) نے سیکھا۔

۲۔ لا تقلد دینک احداً من ھؤلاءِ ما جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فخذ بہ ثم التابعین

دین میں کسی ایک کی تقلید نہ کر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ سے ہے اس پر عمل کر تابعین کے بارے میں تجھے اختیار ہے۔

۳۔ لا تقلدونی ولا تقلدن مالکاً ولا غیرہ وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ [۲]

۴۔ لا تقلدونی ولا تقلدن مالکاً ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ [۳]

تم نہ میری، نہ مالک، اوزاعی، امام نخعی اور نہ کسی ایک کی تقلید کرنا بلکہ کتاب و

---

[۱] المختصر ص ۳۸، [۲] عقد الجید ص ۱۲۳، [۳] ایضاً ص ۱۲۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُنّت پر عمل کرنا

ہم نے ان آئمہ کرام کے اقوال پیش کیے ہیں جن کے نام پر آج مذہب جاری ہیں۔ یہ آئمہ ان مذہبی نسبتوں سے یقیناً بری ہیں اس لیے یہ نسبتیں چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئیں اور دسویں گیارہویں صدی میں ان کو عروج حاصل ہوا۔ ان آئمہ کرام نے تو کتاب و سُنّت پر عمل کرنے کی وصایت فرما کر اپنا حق ادا کر دیا۔ قیامت کے دن جہاں دیگر معاملات کا حساب ہوگا یقیناً تقلید کے بارے میں بھی ضرور پوچھا جائے گا لیکن امام اس وقت اپنا عذر مقبول پیش کریں گے کہ اے اللہ! ہم نے تو ان کو تقلید سے ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد بار مختلف الفاظ میں منع کیا تھا اور ہم نے ان کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی وصیتیں کی تھی۔ ہماری زندگی میں جب ہمیں تیرے حبیب کی حدیث کا علم ہو جاتا، ہم اس پر فوراً عمل کر لیتے اور ذاتی فتوؤں کو حرف غلط کی طرح ذہنوں سے باہر نکال پھینکتے۔ اے اللہ! بعد والوں نے ہمارے ناموں سے جو سلوک روا رکھا اس میں ہمارا قصور کیا؟ اور ان کا عذر اس آیت سے مختلف نہ ہوگا۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ اے اللہ! ہماری تقلید کرنے والے خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ جب تک ہم زندہ رہے ہم تو ان کو کتاب و سُنّت کی دعوت دیتے رہے لیکن جب تو نے ہمیں اپنے پاس بلا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ ہمیں کیا علم کہ انہوں نے ہمارے بعد کیا کچھ کیا؟ تو مقلدین عدالت میں کھڑے یہ پکار رہے ہوں گے۔

یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا۔

کاش کہ میں سُنّتِ رسول ؐ پر عمل کرتا ہوتا!!

تقلید اور آئمہ عظام

آئمہ اربعہ جن کے مذاہب تمام مقلدین کے نزدیک حق ہیں، اُن کے ردِّ تقلید میں اقوال پیش کرنے کے بعد مزید آئمہ عظام، مجتہدین اور محدثین کرام کے اقوال پیش کرنے کی ضرورت تو نہ تھی لیکن ہم سینکڑوں میں چند بزرگان دین کے اقوال محض اس خاطر پیش کر رہے ہیں تاکہ قارئین حضرات اس بات سے باخبر ہوں کہ جو تقلید کے اجماع کا دعوٰے کیا جا رہا ہے وہ کس قدر حقیقت اور صداقت پر مبنی ہے اور اس دعوٰی کی بھی حقیقت معلوم ہو جائے کہ اگر تقلید جائز نہ ہوتی تو بڑے بڑے آئمہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقلد کیوں ہوتے ۔ وباللہ التوفیق ۔

۱۔ **امام زفر رحمۃ اللہ علیہ** : موصوف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید اور آپ کے فیض یافتہ تھے وہ بالکل اپنے استاذ گرامی کے مسلک کے مطابق فرماتے ہیں۔

انما ناخذ بالرای اذا لم نجد الاثر فاذا جاء الاثر ترکنا الرای وعملنا بالاثر[۱]

ہم رائے پر اس وقت عمل کرتے ہیں جب ہمیں حدیث نہیں ملتی جب وہ مل جائے تو ہم رائے کو چھوڑ کر اثر (حدیث) پر عمل کرتے ہیں ۔

امام موصوف کی امامت میں کسی حنفی کو شک نہیں ہو سکتا بلکہ وہ حنفی مذہب کے بانیوں میں ایک تھے جن کی وجہ سے حنفی مسلک پھیلا ۔ وہ کس قدر واضح کر رہے ہیں کہ قیاس اور رائے پر اس وقت عمل کرنا چاہیئے ۔ جب حدیث نہ ملے اور اگر مل جائے تو اسی کو اوڑھنا اور بچھونا بنانا چاہیئے۔

۲۔ **امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ** : امام طحاویؒ کا احناف میں جو مقام ہے وہ کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں ۔ یہ حنفی مذہب میں متعصب اور متشدد تھے ۔ اس کے باوجود وہ تقلید کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ سے فرماتے ہیں ۔

اوکل ما قال به ابوحنیفه ۔ اقول به وهل یقلد الا عصبی اوغبی[۲]

ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں ابوحنیفہؒ کے تمام اقوال کو قبول کر لوں ، تقلید تو متعصب اور بیوقوف کا کام ہے ۔

۳۔ **امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ** : حضرت امام ابویوسفؒ کا مقام فقہ حنفی میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بعد سب سے بڑھ کر ہے ۔ آپ کی وجہ سے حنفی مذہب سرکار کی گود کی زینت بنا ۔ کتب فقہ میں آپ کے ان گنت فتوے موجود ہیں جن کو حنفی حضرات واجب العمل گردانتے ہیں ۔ انہی فتوؤں میں آپ کا ایک یہ فتوے بھی ملاحظہ فرمائیے ۔

انه لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا مالم یعلم من این قلنا[۳]

یہ کسی کو جائز نہیں کہ وہ بغیر دلیل کے ہمارے قول پر فتوے دے ۔

امام موصوف کا مقصد یہ تھا کہ صرف ہمارے قول کو فتوی کی بنیاد نہ بنا لیا جائے بلکہ دیکھا جائے کہ

---

[۱] ایقاظ ص۵۲ [۲] لسان المیزان ص ۲۸۰/۱ [۳] ایقاظ ص۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے جو فتویٰ دیا ہے اس کا اصل کہاں ہے ؟ اگر وہ کتاب و سنت کے موافق ہو تو اس پر فتویٰ دے دیا جائے ۔ اگر مجوزین حضرات کے مفہوم کو لے لیا جائے تو ظاہری عبارت کے موافق بھی نہیں کہ میرے قول پر بغیر معلوم کیے کہ یہ کس کتاب میں ہے فتویٰ دینا جائز نہیں تو تب بھی یہ حضرات اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے نظر نہیں آتے وہ اس لیے کہ کتب فقہ کی تدوین جو آپ سے سینکڑوں برس بعد میں ہوئی اور ان میں آپ کے فتوے بغیر سند کے لکھ دیئے گئے ہیں۔ جب تک ان فتوؤں کی سند موجود نہ ہو اس وقت تک کسی کو جائز نہیں کہ وہ یہ کہہ کر فتوے دے دے کہ یہ امام ابو یوسف کا قول ہے ۔

کتب فقہ میں آئمہ کرام کے جس قدر ارشادات یا فتوے موجود ہیں وہ سب بے سند اور بغیر دلیل کے ہیں امام موصوف کے مذکورہ قول کی بنا پر کسی مفتی کو یہ روا اور جائز نہیں کہ وہ حضرت امام کے نام کسی مسئلہ کو منسوب کرے اگر وہ ایسا بغیر دلیل کے کرے گا تو وہ مفتری ہوگا اور افتراء اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول و منظور نہیں کیونکہ یہ جھوٹ ہوتا ہے اور کاذب کی بات پر اعتبار نہیں ہوا کرتا ۔

پھر امام صاحب کے اس قول میں لطف کی بات یہ ہے کہ انہوں نے مسائل یا فتوے میں تحقیق کو لازم قرار دیا ہے تو جب کسی مسئلہ میں تحقیق کی جائے گی تو وہ تقلید نہیں رہے گی کیونکہ تحقیق اور تقلید آپس میں متضاد اور مخالف ہیں ۔

ہم علامہ عابد سندھی حنفی فرماتے ہیں :

وجوب تقلید مجتہد لاحجۃ علیہ لامن جہۃ الشریعۃ ولا من جہۃ العقل [1]

کسی ایک مجتہد کی تقلید نہ شریعت میں واجب ہے اور نہ ہی عقل اس کو تسلیم کرتی ہے ۔

یہ وہ حنفی بزرگ ہیں جو علوم و فنون کے ماہر تھے ۔ انہوں نے کس قدر واضح الفاظ میں فرما دیا کہ تقلید کا نہ شرعی ثبوت ہے اور نہ عقلی ۔ یہ حقیقت ہے کہ تقلید کا شرع سے تو اس لیے تعلق نہیں کہ اس میں ادنیٰ درجہ کی جہالت ہوتی ہے اور دین جہالت کو ختم کرنے کے لیے آیا ہے ۔ عقل تقلید کے جائز ہونے کو اس لیے تسلیم نہیں کرتی کہ اس میں بلا وجہ کسی کو امام بنا لینا ہوتا ہے

---

[1] طریق محمدی صد ۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل روشن دماغی کا نام ہے جو علم چاہتی ہے اور تقلید میں تاریکی ہوتی ہے جو علم کی روشنی کے بالکل مخالف اور اُلٹ ہے۔ اس اعتبار سے علامہ سندھی کا فیصلہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے:

الٰہی دے اثر ایسا میری بیتابی دل میں
چلے آئیں کلیجہ تھام کر وہ میری محفل میں

۵ مُلّا علی قاری شارح مشکوٰۃ و فقہ اکبر فرماتے ہیں۔

ومن العلوم ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ ما کلف احداً ان یکون حنفیاً او مالکیاً او شافعیاً او حنبلیاً بل کلفھم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جھلاء[1]

یہ بات حق ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی بننے کا مکلف نہیں بنایا۔ بلکہ تمام پر کتاب وسنّت پر عمل کرنا واجب ہے اگر (جاہل) براہ راست استفادہ کی اہلیت نہیں رکھتے تو علماء کی تقلید کریں۔

۶ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت مجدد الف ثانی کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں، ہر صغیر کا بچہ بچہ آپ کا مجدد ہونا تسلیم کرتا ہے۔ آپ نے اس جمود و تقلید کے دور میں آنکھ کھولی جب کتاب و سُنّت کے پس پُشت ڈال کر ایک نئے تقلیدی مذہب کا آغاز کیا جا رہا تھا۔ آپ نے اس تقلیدی مذہب سے ٹکر لی اور اسے پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ آپ اتباعِ سنت میں باکمال تھے اور ہر فعل میں سُنّت کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے تھے۔ سنّت نبوی پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے ہیں:

اے فرزند! روزِ قیامت کام آنے والی چیز اتباع رسُول ہے۔ صوفیاء کے حال وجد، علوم معارف رموز اور اشارات اگر اس متابعت اور اتباع کے موافق ہوں تو بہت بہتر، ورنہ سراسر خرابی اور عتاب ربانی کا سرمایہ ہیں[2]

مزید فرماتے ہیں:

اگر احیاناً از پیر امرے خلاف شریعت ظاہر شود، مرید دراں امر تقلید پیر نکند[3]

---

[1] عین العلم منقول از معیار الحق ص۱۳۳ [2] علماء ہند کا شاندار ماضی ص۱۱۵/۱ [3] مکتوبات ج۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر مرید کو کسی وقت بھی پیر کا فتوےٰ خلافِ شریعت معلوم ہو جائے تو پھر اس معاملہ میں وہ پیر (امام) کی تقلید نہ کرے۔

۷۔ حضرت شاہ ولی اللہ المحدث الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ:

امام الہند جن کے ذریعے اللہ جل شانہٗ نے سرزمین ہند میں کتاب و سنت کی شمع کو روشن کیا۔ آپ نے تقلید جمود اور تعصب کے خلاف طویل قلمی و تصنیفی جہاد کیا جس کی مثال امام ابن تیمیہ اور ابن القیم کے بعد کسی اور سے نہیں ملتی۔ آپ نے تقلید کے جواز و عدم جواز پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے:

لم نؤمن لفقیہٍ ایّاً کان انہ اوحی اللہ الیہ وفرض علینا طاعۃ وانہ معصوم فان اقتدینا بواحدٍ منھم فذالک لعلمنا بانہ عالم بکتاب اللہ و سنۃ رسولہ فلا یخلو قولہ اما ان یکون من صریح الکتاب والسنۃ او مستنبطاً عنھما بنحو من الاستنباط وعرف بالقرائن ان الحکم فی صورۃ ما منوط بعلۃ کذا واطمئن قلبہ بتلک المعرفۃ فقاس غیر المنصوص فکانہ یقول ظننت ان رسول اللہ علیہ اللہ علیہ وسلم قال کلما وجدت ھذہ العلۃ فالحکم ثمۃ ھذا والمقیس مندرج فی ھذا العموم فھذا ایضا معزی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولکن فی طریقہ ظنون ولولا ذلک لما قلد مومن مجتھد قال بلغنا حدیث من الرسول المعصوم الذی فرض اللہ علینا طاعۃ بسند صالح یدل علی خلاف مذھبہ وترکنا حدیثہ واتبعنا ذلک التخمین فمن اظلم منا وما عذرنا یوم یقوم الناس لرب العالمین[1]

ہم کسی ایک فقیہہ پر ایمان نہیں لاتے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی طرف وحی کی ہو اور اس کی اطاعت کو ہم پر فرض کیا ہو اور یہ کہ وہ غلطی سے پاک ہو۔ اگر ہم کسی فقیہہ کی اطاعت اس وجہ سے کریں کہ وہ کتاب و سنت سے ہے تو یہ اطاعت اس بات سے خالی نہ ہوگی۔ کہ فقیہہ کا فتویٰ کتاب و سنت سے ہے

[1] عقد الجید ص۱۷ مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا پھر اس نے ان دونوں سے استنباط کیا ہے یا اس نے حکم کو قرائن سے معلوم کیا ہے کہ اس کو فلاں حکم فلاں صورت میں فلاں وجہ سے ہے اور اس کے دل میں یہ بات پختہ ہو گی تو اس نے ایک غیر منصوص صورت کو اس منصوص پر قیاس کیا ہو اور اس کا ظن غالب یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمادیا کہ جہاں کہیں یہ علت پائی جائے وہاں ایسے ہی حکم ہوگا اور قیاس اس عموم میں داخل ہے تو گویا یہ مسئلہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو گیا ، ہاں اس طریقہ میں صرف ظن ہے یقین نہیں جیساکہ واضح اور صاف مسئلہ میں یقین ہوتا ہے۔ غرض یہی بات ہے جس کی وجہ سے جائز ہوا کہ جاہل عالم کے قول پر عمل کرے اور اگر یہ بات نہ ہو تو کبھی کوئی مومن کبھی کسی مجتہد کی تقلید نہ کرے۔ اگر ہم کو اس فقیہہ کے مذہب کے خلاف کسی معتبر سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مل جائے اور ہم اس حدیث کو چھوڑ کر فقیہہ کے گمان پر عمل کرلیں تو ہم سے بڑا ظالم کون ہوگا اور قیامت کے دن رب العالمین کے سامنے ہمارا عذر کیا ہوگا؟

شاہ صاحب کے اس کلام سے مندرجہ ذیل باتوں کا استخراج ہوتا ہے :

۱۔ فقیہہ پر وحی نہیں ہوتی جس سے وہ غلطی نہ کر سکے اس لیے کہ فقیہہ بہر حال فقیہہ ہے نبی نہیں بن سکتا۔

۲۔ فقیہہ کا استنباط صرف تخمین، تخریص اور ظن ہوتا ہے اور یہ دین میں حجت یا دلیل نہیں۔

۳۔ جب مجتہد کے فتوے کے خلاف صحیح حدیث مل جائے تو حدیث پر عمل واجب ہوگا اور مفتی کا قول چھوڑنا پڑے گا۔

۴۔ اگر حدیث کے مقابلہ میں مجتہد مفتی یا امام کے قول کو واجب العمل سمجھیں گے تو ہم سے بڑا مجرم اور ظالم کوئی نہیں ہوگا۔

۵۔ اور یہ جرم بھی ایسا کہ قیامت کے دن ہمارے پاس اس کا کوئی عذر نہیں ہوگا

۔امام الاحناف ابن الھمام فرماتے ہیں :

فلا دلیل علی وجوب اتباع المجتہد المعین بالزامہ نفسہ ذلک قولاً وشرعاً [1]

---

[1] فتح القدیر ص ۳۴۷ ج ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید شخصی کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔

۹۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی فرماتے ہیں:

خواجہ دہلوی اپنی مجلس میں قرآن و حدیث کی تعلیمات پر گفتگو فرمایا کرتے تھے اور اکثر افسوس سے فرماتے کہ لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اضطراب اور پریشانی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور پھر فرماتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل پر عمل کرنا ہمارے لیے ضروری ہے ایک مسلمان کے لیے ایمان کی بنیاد صرف دو چیزوں پر ہے۔ ایک یہ کہ جو خدا اور رسول نے فرمایا ہے۔ اس کی اتباع کرے اور دوسری یہ کہ جس چیز سے منع کیا ہے اس کو ترک کر دے [۱]

کسی دوسری جگہ فرماتے ہیں؛

مشرب پیر حجت نیست دلیل از کتاب و سنت می باید۔

کتاب و سنت کی موجودگی میں امام کا قول حجت نہیں ہے [۲]

۱۰۔ علامہ ابن الحاج حنفی فرماتے ہیں:

لم یجب اللہ ورسولہ علی احد ان یتمذھب رجلا من الائمۃ فیقلدہ فی کل مایاتی ویذر غیرہ [۳]

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ؐ نے کسی ایک شخص کی تقلید کو واجب نہیں کیا کہ وہ تمام کو چھوڑ کر صرف ایک امام کی بات کو قبول کرے۔

علامہ ابن الحاج مشہور حنفی عالم تھے۔ آپ تمام مروجہ علوم و فنون کے ماہر تھے باوجودیکہ آپ حنفی تھے اور حنفیت کو ہی درست جانتے اور سمجھتے تھے لیکن حقیقت کا اظہار کن بلند پایہ الفاظ سے فرما گئے کہ تقلید کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔

اگر تقلید کے جواز میں کوئی شرعی دلیل ہوتی تو ابن الحاج جیسے علامہ ضرور اسکو بیان فرماتے معلوم ہوا کہ اکابرین احناف کو بھی کوئی ایسی دلیل نہیں مل سکی جس کو وہ بطور حجت اور دلیل کے پیش کرتے۔ خدا جانے بعد والوں نے تقلید کو اتنا سر پہ کیوں اٹھا رکھا ہے کہ ان کو ذریعۂ نجات ہی تقلید میں نظر آیا ہے۔ حالانکہ اگر تقلید ایسی ضروری چیز ہوتی تو اس کے جواز میں ایک

---

[۱] فقہائے ہند ص ۲۹۷/۱ ، [۲] اخبار الاخبار بحوالہ تحریک آزادی فکر ص ۱۰۱ ، [۳] تقریر شرح تحریر بحوالہ طریق محمدی ص ۹۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نصوص ضرور مل جاتیں حالانکہ کوئی ایسی نص موجود نہیں جو تقلید کو واجب کرتی ہو اور جو تقلید نہیں کرتے انہیں مجرم ٹھہراتی ہو۔

۱۱۔ حافظ الفقہ حبیب اللہ حنفی تقلید کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

فکان اجماعا علی ان التزام مذھب معین غیر لازم[۱]

تقلید شخصی کے لازم نہ ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے۔

موصوف اجل حنفی عالم تھے جو بہت سی درسی کتب کے محشی بھی تھے۔ انہوں نے اپنی تحقیقِ کاملہ سے اس بات کو واضح کیا کہ تقلیدِ شخصی کے غیر لازم اور ناجائز ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے۔

۱۲۔ شہیدِ اسلام حضرت اسمٰعیل دہلوی ثم بالاکوٹی فرماتے ہیں۔

۱۔ ثم لیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخصی معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصریحۃ علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامہ ففیہ شائبۃ من الشرک[۲]

مجھے علم نہیں کہ تقلید شخصی کیسے جائز ہو گئی جب کہ احادیث کی طرف رجوع کی طاقت بھی موجود ہے اور صحیح صریح احادیث امام کے قول کے مخالف ہوں تو پھر اگر امام کی تقلید کو چھوڑا نہیں جاتا تو اس میں شرک کا شائبہ ضرور پایا جاتا ہے۔

۲۔ تقلید محض بہ نسبت انبیاء علیہم السلام ہمہ کس را تقلید آمد بالجملہ تقلید نبی فخر ما است و تاج ما[۳]

(تقلید (اطاعت) صرف انبیاء کرام کی جائز ہے خصوصاً ہمارے نبی جو ہمارے لیے سرمایہ فخر اور تاج ہیں۔ ان کی اطاعت اور اتباع ہی ہم پر واجب

حضرت شاہ شہیدؒ نے بہت واضح الفاظ میں فرما دیا کہ اگر احادیث صحیحہ کی موجودگی میں تقلید

---

[۱] مفتاح الحصول منقول از طریق محمدی صـ۹۳ مطبوعہ کراچی [۲] قرۃ العینین [۳] ایضاح الحق الصریح صـ۳۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائے گی تو اس میں شرک کی تشبیہ اور مماثلت پائی جائے گی۔ یہ فیصلہ اب مقلدین پر ہے کہ وہ حضرت شاہ شہیدؒ کو بھی احناف کی صف میں شمار کرتے ہیں کہ وہ اس قول کی صداقت پر کہاں تک ایمان رکھتے ہیں۔

بیہقی زماں مولانا ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

۱۔ فمن یتعصب بواحد معین غیر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ویری ان قولہ ھو الصواب الذی یجب اتباعہ دون الائمۃ المتاخرین فھو ضال جاھل [1]

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی ایک کے متعلق عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کی ہر بات درست اور واجب الاتباع ہے وہ گمراہ اور جاہل ہے۔

۲۔ اگر مجتہد کا فتویٰ قرآن و حدیث کے خلاف ہو اور یہ معلوم بھی ہو جائے تو قرآن و حدیث پر چلنا اور اجتہادی فتوے کو ترک کر دینا ہم پر لازم ہے۔[2]

امام الصوفیاء حضرت نظام الدین اولیاء:

آپ عامل بالحدیث تھے اور قیاس کے سخت دشمن تھے۔ کسی ایک مجلس میں فقہائے احناف سے مسئلہ سماع میں مناظرے کا دن پڑ گیا۔ یہ شیخ جو سماع کے قائل تھے۔ اپنے مدعا میں ایک حدیث عـہ پیش فرماتے ہیں۔ فقہاؒ نے کہا تم مقلد ہو تمہیں حدیث سے کیا مطلب۔ اگر فقہ حنفی کی رو سے کوئی روایت یا دلیل ہے تو پیش کرو۔ یہ سن کر شیخ نے فرمایا۔ وہ ملک کیونکر آباد رہے گا جس ملک میں لوگوں کی رائے کو حدیث نبوی پر ترجیح دی جاتی ہو۔ اصل عبارت یوں ہے:

قاضی رکن الدین شیخ گفت: اے درویش در بابت سرود و سماع چہ حجت

عـہ ہماری اس پر بحث نہیں کہ سماع جائز ہے کیونکہ شیخ نے جو حدیث پیش کی وہ مرفوع کیا بلکہ موقوف بھی نہیں اور نہ ہی ہم سماع کے قائل ہیں۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ شیخ میں عمل بالحدیث کا جذبہ کہاں تک کارفرما تھا۔
محمد یحییٰ گوندلوی

---

[1] تفسیر مظہری۔ طریق محمدی ص ۱۵۹ [2] مظہری مترجم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داری۔ شیخ باحدیث نبوی السماع مباح لاھلہ و متمسک بہ گشت۔ قاضی گفت۔ ترا بحدیث چہ کار۔ تو مردے مقلدے روایت از ابوحنیفہ بیار۔ تا قبول افتد۔ شیخ گفت: سبحان اللہ! من حدیث صحیح مصطفوی نقل می کنم و تو ازیں روایت ابوحنیفہ مے خواہی شاید کہ ترا رعونت حکومت بریں مے دارد زود ازیں عہدہ مے شوی۔ بادشاہ چوں حدیث پیغمبر شنید۔ متفکر شدہ ہیچ نگفت ہمارے اس شہر میں فقہی روایات پر عمل کرنا حدیث سے مقدم اور اولیٰ سمجھا جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں وہ لوگ کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ جب آنحضرت کی صحیح حدیث بیان کی گئی تو برہم ہوئے اور منع کیا اور کہا کہ اس حدیث سے امام شافعی استدلال کرتے ہیں اور وہ ہمارے علماء (احناف) کے دشمن ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں یا نہیں۔ حاکم کے سامنے فقہا مغرورانہ بحث کرتے ہیں اور صحیح حدیث کو نہیں مانتے۔ میں نے ایسا کوئی عالم نہ دیکھا نہ سنا، جس کے سامنے آنحضرتؐ کی حدیثیں بیان کی جائیں اور وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے اور نہیں سنتے۔ یہ کیسا زمانہ ہے، یہ شہر جس میں ایسی مغرورانہ بحث یہ کیسے آباد رہ سکتا ہے۔ عجب نہیں کہ اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئے۔ بادشاہ امراء اور عوام قاضی شہر اور علماء شہر سے یہ سن کر کہ اس شہر میں حدیث پر عمل نہیں ہوتا۔ کس طرح آنحضرت کی حدیثوں پر راسخ اعتقاد رکھ سکتے ہیں۔ میں خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ شہر کے علماء کی اس بداعتقادی کی وجہ سے شہر میں وبا اور قحط نہ نازل ہو جائے۔ ؎

یہ وہ بزرگ ہیں جن کا عرس ہر سال بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے، برصغیر کے معتقدین حضرات ہزار صعوبتوں کے باوجود اپنی حاضری کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ کاش کہ وہ شیخ کے ان خیالات کی پاسداری کرتے جو شیخ نے عمل بالحدیث کے ضمن میں ظاہر

لہ مقالات ندوی ص۸ جلد ۲، ؎ فقہاء ہند ص۲۷۸ جلد ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ شیخ کے مزار کی زیارت کرنے والے سب مقلدین ہی ہوتے ہیں اور عقیدت کا اظہار اس شدومد سے کرتے ہیں جس سے شاید اکابرین کی مدح سرائی میں بھی متعجب ہوں۔ اگر شیخ سے صحیح عقیدت کرنا ہے تو آپ کے فرمودات پر عمل کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ حضرات محض زبانی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ جب عمل کی باری آتی ہے تو شیخ کیا حضرت امام ابوحنیفہؒ کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اگر یہ حضرات جن سے رشتۂ عقیدت جوڑتے ہیں ان کے فرامین کو کما حقہٗ عملی جامہ پہنائیں تو تقلید خود بخود ختم ہوجاتی ہے۔ کیونکہ تمام آئمہ نے کتاب وسنت پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے

۱۵۔ شیخ الصوفیاء محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

اذا صح الحدیث وعارضہ قول صاحب او امام فلا سبیل الی العدول عن الحدیث ویترک قول ذلک الامام والصاحب للخبر ثم قال ولا یجوز ترک آیۃ او خبر بقول صاحب او امام ومن یفعل ذلک فقد ضل ضلالا وخرج عن دین اللہ۔ ۱؎

جب صحیح حدیث ہو اور امام کا قول اس کے مخالف ہو تو اس کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جس نے کسی آیت یا حدیث کو امام کے قول کی وجہ سے ترک کیا وہ گمراہ ہوا اور اسلام سے برگشتہ ہوگیا۔

شیخ موصوف کی نظر میں کتاب وسنت کو چھوڑ کر اقوال آئمہ پر عمل کرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔

۱۶۔ شارح مشکوٰۃ خیر المحدثین علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں:

فی ھذا الحدیث توبیخ وتقریع ینشاء من غضب عظیم علی من ترک السنۃ وما عمل بالحدیث استغناء عنھا بالکتب فکیف بمن رجح الرای علی الحدیث واذا سمع حدیثا من الاحادیث الصحیحۃ قال لا علی ان اعمل بھا فان لی مذھبا اتبعہ انتھی۔ ۲؎

۱؎ فتوحات مکیۃ بحوالہ معیار الحق ص۸۴ ، ۲؎ مرقاۃ المفاتیح ص۱/۱۵۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(انکارِ حدیث والی حدیث پر تبصرہ کرتے ہُوئے) فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں ایسے شخص کو سخت ڈانٹ ہے جو سنّت کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا۔ تو اس شخص کا کیا حال ہے جو حدیث پر رائے اور قیاس کو ترجیح دیتا ہو یعنی جب صحیح حدیث کو اپنے مسلک کے خلاف سُنتا ہے تو کہتا ہے۔ مجھے اس سے کیا کام۔ میں تو اپنے مذہب کا پابند ہوں۔

ایسے حنفی علماء و عوام کی کمی نہیں جو صرف حدیث کو ٹھکرا کر وجب علینا تقلید امامنا (ہم پر ہمارے امام کی تقلید واجب ہے) جیسے مسموم اصول پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو محدّث طیبی کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے اور حقیقتِ حال سے پردہ اٹھ جانے کے بعد تقلید کو ترک کرکے کتاب و سنّت کا متبع بننا چاہیئے۔

۷۔ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی

آپ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

دریں جا باید دانست چنانچہ عبادت غیر خدا شرک و کفر است۔ اطاعت غیر او تعالےٰ نیز بالاستقلال کفر است و معنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ او را در مبلغ احکام نادانستہ ربقۂ تقلید او در گردن اندازد۔ و او را لازم شمارد و باوجود ظہورِ مخالفت او با حکم او تعالےٰ دست۔ از اتباع برندارد و این ہم نوع است از اتخاذ انداد کہ در آیتِ کریمہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم نکوہش آن فرمودہ اند۔ [1]

جس طرح غیر اللہ کی عبادت مطلقاً شرک ہے اسی طرح غیر اللہ کی اطاعت بالاستقلال کفر ہے۔ اطاعت بالاستقلال کے یہ معنی ہیں کہ تبلیغ احکام میں تقلید کے پٹہ کو گردن میں ڈال لیا جائے اور اللہ تعالےٰ کی مخالفت کے باوجود تقلید کو قابلِ عمل سمجھا جائے اور یہ قسم اہلِ کتاب کی اپنے علماء اور حضرت عیسیٰ کو

---

[1] تفسیر عزیزی ص۱۲۸ مطبوعہ دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب بنانے سے ملتی ہے۔

۱۸۔ تاج المحدثین امام الوقت مجتہد العصر الحافظ الاجل الثقۃ الثبت ابن حزم ظاہری ؒ:
آپ نے تقلید کے رد میں بہت سی تصانیف میں خامہ فرسائی کی ہے۔ جن کے ذکر کا یہاں محل نہیں، البتہ ہم ان کے خیالات کا بالاختصار ذکر کرتے ہیں:

التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا برھان لقولہ تعالٰی: اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ وقولہ تعالٰی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا وَ قَالَ تَعَالٰی مادحاً لمن لم یقلد وبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب وقال تعالٰی فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فلم یبح اللہ الرد عند التنازع الی احد دون القرآن والسنۃ وحرم بذالک الرد عند التنازع الی قول قائل لانہ غیر القرآن والسنۃ وقد صح اجماع الصحابۃ کلھم اولھم عن اخرھم واجماع اتباع التابعین اولھم عن اخرھم علی الامتناع والمنع من ان یقصد احد الی قول انسان منھم او ممن قبلھم فیاخذہ کلہ۔

تقلید حرام ہے اور کسی کو جائز نہیں کہ وہ کسی کا قول بغیر دلیل کے سوائے رسول اللہ کے اختیار کرے۔ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں تم صرف اسی کی پیروی کرو جو تمہاری طرف نازل ہوا ہے۔ خدا کو چھوڑ کر اولیاء (رفقاء) کے پیچھے مت بھاگو اور اللہ کا یہ فرمان جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم نازل شدہ کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں ہم اس کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا اللہ تعالٰی نے تقلید نہ کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے کہ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دو جو اچھی بات کی اتباع کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہدایت پر ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہی عقلمند ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس کو دور کرنے کے لئے کتاب وسنّت کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ تعالےٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

واضح رہے کہ اللہ تعالےٰ نے اختلاف کے وقت کتاب وسُنّت کے علاوہ کسی اور کی طرف رجوع کا حکم نہیں دیا۔ تمام صحابہ اور تابعین کا اجماع ہو چکا ہے کہ وہ کسی ایک کی طرف اختلاف کے وقت رجوع کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور یہ صحیح اجماع ہے کہ انہوں نے سلف میں سے کسی ایک کے قول کی طرف (کتاب وسنّت کی موجودگی میں) رجوع کو منع فرمایا ہے۔ چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:

فان هٰؤلاء الفقهاء كلهم قد نهوا عن تقليدهم وتقليد غيرهم فقد خالفهم من قلدهم وايضاً فما الذى جاء رجلا من هٰؤلاء ارمن غيرهم اولى بان يقلد من عمر بن الخطاب اوعلى بن ابى طالب اوابن مسعود اوابن عمر اوابن عباس اوعائشة ام المومنين رضى الله تعالى عنهم فلو ساغ التقليد لكان كل واحد من هؤلاء احق بان يتبع من غيره [1]

تمام فقہا نے اپنی اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے اور تقلید کرنے والوں نے ان کی مخالفت کی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اکابر صحابہ کو چھوڑ کر فقہا کی تقلید کی جاتی ہے۔ اگر تقلید جائز ہوتی تو حضرت عمرؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم زیادہ حقدار تھے کہ ان کی تقلید کی جاتی۔

امام ابن حزم کے اس مدلّل کلام سے تقلید کے غلط ہونے میں کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہ جاتا کیونکہ انہوں نے قرآن کریم کی آیات اور آئمہ کے اقوال سے واضح کر دیا ہے کہ تقلید کا جواز نہ قرآن سے ہے، نہ آئمہ کے اقوال سے۔ پھر آخر میں اس نکتہ کی طرف توجہ مبذول کرائی کہ اگر تقلید جائز ہوتی تو صحابہ کرام کی کرنی چاہیئے تھی کیونکہ وہ علم، فضل، صحبت، تقویٰ اور

---

[1] عقد الجید صفحہ ۶۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورع میں ان فقہا سے ہزار درجہ بلند تھے۔ جب ان کی تقلید جائز نہیں تو پھر ان فقہا کی تقلید کیسے جائز ہوگئی جب کہ مقلدین کے ہاں یہ مسلّمہ اصول ہے کہ صحابی کی تقلید جائز نہیں۔

۱۹۔ مجدد الوقت امام ابن تیمیہ:

امام ابن تیمیہ تفسیر میں کامل، حدیث میں متبحر، بدعت اور اہل بدعت کے لیے سیفِ بے نیام تھے۔ جن کے علم اور ورع کی شہادتیں آپ کے موافقین اور مخالفین دونوں نے ہی دی ہیں[1] امام موصوف کی تمام عمر تقلید اور جمود کے خلاف جہاد میں گزری۔ آپ فرماتے ہیں:

واذا نزلت بالمسلم نازلة فانه يستفتي من اعتقد انه يفتيه بشرع الله ورسوله من اى مذهب كان ولا يجب على احد من المسلمين تقليد شخص بعينه من العلماء فى كل ما يقول ولا يجب على احد من المسلمين التزام مذهب شخص معين غير الرسول صلى الله عليه وسلم فى كل ما يوجبه ويخبر به بل كل احد من الناس يوخذ من قوله ويترك الا رسول الله صلى الله عليه وسلم [2]

جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اس عالم سے جو قرآن و حدیث کے مطابق فتویٰ دے پوچھنا چاہیئے اور اس میں کسی ایک شخص کو متعین نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مسلمانوں پر واجب نہیں کہ وہ کسی ایک شخص کی ہر بات میں تقلید کرے اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی شخص کے مذہب کو اپنے اوپر لازم کر لیا جائے اور اس کے ہر قول و عمل کو واجب سمجھ لیا جائے دنیا میں تمام کے اقوال کو رد کیا جا سکتا ہے اگر کسی کو یہ شرف حاصل ہے تو وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ان کے قول و عمل کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

۲۰۔ امام الموحدین الحافظ ابن القیم الجوزیہ:

امام ابن القیم کے تبحر علمی میں کسی صاحب علم کو شک نہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے یکتائے روزگار عالم تھے۔ سنت کی اتباع میں نمونہ سمجھے جاتے تھے۔ اسی بنا پر آپ کی جملہ تصانیف سنتِ نبویہ

---

[1] امام ابن تیمیہ از برق جیلانی [2] فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۳۸۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حمایت اور تقلید کے خلاف بھری ہوئی ہیں۔ آپ نے تقریر و تحریر میں تقلید اور جمود کی دھجیاں اڑا دیں۔ تقلید کے خلاف اور سنّت کی مدافعت میں جہاد عظیم کیا اور آپ نے اسے اپنی زندگی کا مستقل پہلو بنایا۔ تقلید کے خدوخال اور اس کی قباحتوں کا اس انداز سے نقشہ کھینچا کہ حق طلب اس کے مضرات اور نقصانات سے واقف ہو کر کتاب و سنّت کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔ آپ کی مشہور عالم کتاب اعلام الموقعین جو چار حصوں پر مشتمل ہے وہ مسئلہ تقلید پر جامع حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں آپ نے جامدین اور متعصّبین کے جملہ شکوک و شبہات کا ازالہ اور دفعیہ کیا ہے اور بار بار اس کتاب میں مقلدین کو دعوت مبارزت دی ہے کہ میدان میں آکر تقلید کے جواز میں ایک ہی قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرو لیکن آج تک کسی میں یہ جرأت پیدا نہ ہو سکی کہ حضرت الامام کی اس مبارزت کے چیلنج کا کا جواب دے سکے۔

آپ تقلید پر بحث کرتے لکھتے ہیں:

تقلید کے جواز میں کوئی شرعی دلیل موجود نہیں، دلیل اور تقلید باہم متضاد ہیں جب دلیل معلوم ہو جائے تو تقلید ختم ہو جاتی ہے کیونکہ تقلید صرف تخمین اور ظن کا نام ہے۔ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔

آپ نے عبداللہ بن معتمر کے اس قول کو متعدد جگہ مختلف پیرایوں میں ذکر کیا ہے:

لافرق بین بھیمۃ تنقاد وانسان یقلد مقلد اور بہیمہ میں کوئی فرق نہیں

اسی طرح ایک جگہ تقلید کے مفاسد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والمصنفون فی السنۃ جمعوا بین فساد التقلید وابطالہ و بیان زلۃ العالم لیبینوا بذلک فساد التقلید وان العالم قد یزل ولا بد اذ لیس بمعصوم فلا یجوز قبول کل ما یقولہ و ینزل قولہ منزلۃ قول المعصوم فھذا الذی ذمہ کل عالم علی وجہ الارض وحرموہ و ذموا اھلہ و ھو اصل بلاء المقلدین وفتنتھم فانھم یقلدون العالم فیما زل فیہ وفیما لم یزل فیہ ولیس لھم تمیز بین ذلک فیاخذون الدین بالخطاء ولابد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحلون ما حرم اللّٰہ ویحرمون ما احل اللّٰہ ویشرعون مالم یشرع [1]

تمام علماء کا تقلید کے باطل ہونے میں اجماع ہے وہ اس لیے کہ مقلد اپنے امام کو معصوم کے درجہ و منزلہ پر سمجھ کر اس کی ہر بات کو قبول کرتا ہے خواہ وہ اس میں حق سے دور ہی کیوں نہ ہو۔ اہل تقلید کی سب سے بڑی آزمائش یہی ہے کہ وہ اپنے امام کی ہر بات کی بغیر تمیز کیے کہ یہ حق ہے یا باطل تقلید کرتے ہیں، دین کو وہ خطاء اور غلطی سے حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ کو حرام اور حرام کو حلال بنا لیتے ہیں اور اس شریعت پر عمل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نہیں اتاری حضرت امام نے مقلدین کے متعلق جو لکھا وہ بالکل بجا اور حق ہے۔ ہم اپنے دور کے مقلدین کا جب مشاہدہ کرتے ہیں تو اس دور کے مقلدین سے ان کو بہت متعصب پاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر دور زمانہ کے ساتھ تعصب اور جمود میں اضافہ ہوتا چلا گیا جس کی وجہ سے مفاسد بھی بڑھتے گئے۔ جن کا ذکر ہم تقلیدی کرشموں میں کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

۲۱۔ حافظ المغرب ابن عبد البر رح

حافظ ابن عبد البر عظیم محدث تھے آپ مالکی ہونے کے باوجود تقلید کے سخت مخالف اور تحقیق کے دلدادہ تھے۔ آپ نے اپنی لاثانی تصنیف بیان جامع العلم میں بہت سے مقامات پر تقلید کے عدم جواز اور مفاسد پر بحثیں کی ہیں، رد تقلید میں بہت سے دلائل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں؛

ھذا کلہ نفی للتقلید وابطال لہ عن فھمہ وھدی لرشدہ

ان تمام دلائل میں تقلید کی نفی اور اس کا ابطال ہے۔ اس شخص کے لیے جو عقلمند اور ہدایت کا طلب گار ہو۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں

وفیہ دلیل علی تحریم الافتاء بالتقلید فانہ افتاء بغیر تثبت

اس حدیث (من افتی بغیر علم) میں تقلید سے فتویٰ دینا حرام ہے کیونکہ

---

[1] اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۳۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ فتویٰ بغیر دلیل کے ہے۔

تیسری جگہ فرماتے ہیں:

"علم ادراک اور معلوم کا نام ہے اور مقلد عالم نہیں ہوتا کیونکہ اس میں علم نہیں"

اور اس کی تائید میں یہ شعر پیش کیا ہے۔

عرف العالمون فضلك بالعلم وقال الجهال بالتقليد [1]

۲۴۔ مجدد الوقت الشیخ الامام صالح بن محمد العمری رح:

امام موصوف نے مسئلہ تقلید پر ایقاظ ھمم اولی الابصار جیسی معرکۃ الآراء کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ آپ نے تقلید کے جملہ پہلوؤں پر قلم اٹھایا ہے اور تقلید کے بڑے بڑے مفاسد نقصانات کو عوام و خواص کے سامنے رکھ دیا ہے۔ کتاب کا انداز علمی اور مؤثر ہے۔ آپ اس کتاب میں فرماتے ہیں:

ان المعروف عند الصحابة والتابعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وعند سائر علماء المسلمين ان حكم الحاكم المجتهد اذا خالف نص كتاب الله او سنة رسوله صلى الله عليه وسلم وجب نقضه ومنع نفوذه ولا يعارض نص الكتاب والسنة بالاحتمالات العقلية والخيالات النفسانية والعصبية النفسانية بان يقال لعل هذا المجتهد قد اطلع على هذا النص وتركه لعلة ظهرت له او انه اطلع على دليل اخر ونحو هذا مما لهج به فرق الفقهاء والمتعصبين واطبق عليه جهلة المقلدين [2]

تمام صحابہ کرام و تابعین عظام و آئمہ اعلام کا فیصلہ ہے کہ جب مجتہد حاکم (امام) کا فیصلہ کتاب و سنت کے خلاف ہو تو نہ وہ واجب العمل ہو سکتا ہے اور نہ ہی نافذ عقلی احتمالات، نفسانی خواہشات، دلی خیالات: تعصبی جمودات کا مقابلہ کتاب و سنت سے نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی کہے کہ یہ مجتہد اس دلیل پر ضرور مطلع ہوگا یا اس کے سامنے کوئی اور دلیل ہو گی جیسا کہ آج کے متعصب فقہا اور جاہل مقلدین کہتے ہیں۔

---

[1] بیان جامع العلم [2] الیقاظ ص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت الامام کے اس قول سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے کہ مجتہد میں فی نفسہٖ کوئی اہمیت نہیں کہ اس کی بات کو قبول کر لیا جائے اور قرآن و فرمانِ مُصطفےٰ کو ردّ کر دیا جائے۔ محض عقلی احتمالات، نفسانی خیالات اور تعصب کی بنا پر کلام الٰہی اور فرمانِ رسول کو رد کر دینا بہت بڑی بات ہے۔ مقلدین کی کتب پر نگاہ رکھنے والوں کو اس بات میں ذرّہ برابر بھی شک نہیں ہو سکتا کہ ان کتب میں ایسی عبارتیں موجود ہیں کہ جب امام کا قول یا عمل قرآن وحدیث کے مخالف ہو تو امام کے قول کو چھوڑ کر کتاب وسنّت کے ظاہر پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ بظاہر یہ بات بہت سخت ہے لیکن مقلدین کے ہاں یہ روئی بلکہ اسفنج سے بھی نرم حیثیت رکھتی ہے کیونکہ وہ امام کے قول کو تو اپنا لیتے ہیں لیکن قرآن وحدیث میں توجیہات و تاویلات سے کام لے لیتے ہیں۔ شیخ صالح کے الفاظ کو دیکھا جائے تو یہ الفاظ آج بھی اپنی معنوی خوبصورتی کو اپنائے ہوئے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ امام کو کوئی اور دلیل مل گئی ہو۔ اسی قسم کے الفاظ مولانا محمود الحسن اور دیگر اکابر مقلدین کی کتب میں لکھے ہوئے مل جاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں احادیث صحیحہ و آیات محکمات سے جو سلوک روا رکھا جاتا ہے اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی اور اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ عوام کے ذہنوں میں بڑے زور و شور سے اس مسموم نظریہ کو داخل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احادیث میں تو اختلاف ہے لہٰذا امام نے احادیث کو زیادہ سمجھا ہے۔ امام کے بغیر کسی مسئلہ پر عمل کرنا درست نہیں۔ خواہ وہ کتاب وسنّت کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔

بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ انہوں نے احکام میں تو تاویلات سے کام لینا ہی تھا اب عقائد کو بھی احکام کی طرح مفلوج کرنے کی مکمل کوششیں کی جا رہی ہیں۔ نت نئے عقائد کی اشاعت پر لاکھوں روپے کا سرمایہ ضائع کیا جا رہا ہے اور بدعات و شرک کو عین اسلام سمجھا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ احباب نے جب تقلید پر اعتکاف کر لیا، کتاب وسنّت کی ان کو ضرورت نہ رہی تو جہاں احکام صحیحہ نے متروک ہونا تھا وہاں انہوں نے عقائد سے بھی خلاصی چاہ لی۔ یہ بات حقیقت ہے کہ جب قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے رابطہ کٹ جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو پھر نت نئے مسائل اور عقائد کو اپنانا ہی پڑتا ہے۔ کاش کہ ہمارے متعصّبین حضرات کتاب وسنّت کے مقام کو سامنے رکھتے اور اس قسم کی لغزشوں سے محفوظ رہتے۔ اُمت کا شیرازہ بکھرتا نہ آئے دن کی مذہبی منافرتیں پیدا ہوتیں۔

۴۳- امام ابو شامہ دمشقی

یہ جلیل القدر امام اتباع سنّت کے اس قدر دلدادہ تھے کہ قرآن وحدیث کی موجودگی میں کسی امام کی بات سُننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ آپ نے تقلید کے ردّ میں ایک پُر مغز اور جامع کتاب المختصر المومل تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں آئمہ شافعیہ کا تذکرہ انتہائی افسوس وملال کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے احادیث رسول کو چھوڑ کر اپنے امام کو اصل بنالیا ہے۔ حالانکہ امام شافعی نے اس سے منع فرمایا تھا کہ تم نے احادیث کے ہوتے ہوئے میری بات پر عمل نہیں کرنا لیکن انہوں نے اس مسئلہ میں امام کی مخالفت کر کے احادیث کو ترک کر دیا اور امام کے قول پر ایسا تمسک کیا کہ گویا وہ نبی مُرسل تھے۔ آپ اسی کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں

ان التقلید لغیر الرسول حرام[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی اور کی تقلید حرام ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ افترض علینا طاعۃ رسولہ نقدو صلنا حدیثہ فلم نردہ بقول احد[2]

اللہ تعالےٰ نے ہم پر صرف رسول کی اطاعت فرض کی ہے۔ ہم حدیث کو کسی ایک کے قول سے ردّ نہیں کرسکتے۔

کتنے جلی الفاظ میں حضرت ابوشامہ نے واضح کر دیا کہ اطاعت رسول کی فرض ہے۔ اطاعت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیں جو حدیث مل جائے تو اس پر عمل کرنا چاہیئے اور کسی امام کے قول کی وجہ سے کہ فلاں امام کا قول یا فعل حدیث کے خلاف ہے۔ حدیث کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہی اصل بات تقلید کے خلاف ہے کیونکہ مقلد کے نزدیک امام کا قول حجت ہوتا ہے

---

[1] المختصر المومل ص۲۶ ، [2] فتاویٰ نذیریہ ص۱۶۴ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ امام ابو شامہ کے نزدیک قول حجت نہیں بلکہ حدیث حجت ہے۔ قول کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرنا فرض ہے اور اطاعت کا بھی یہی مفہوم ہے۔

شیخ الکل، استاذ العرب والعجم، مسند وقت، حجت کامل، نمونہ سلف حضرت امام

۴۴۔ سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الکل شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے۔ آپ کی وجہ سے برصغیر کا چپہ چپہ قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں سے گونج اٹھا۔ ایسا کوئی علاقہ یا ملک نہیں جہاں آپ کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ موجود نہ ہوں۔ جو شب و روز کتاب و سنّت کو ماویٰ و ملجا بنائے ہوئے ہیں۔ ان کی وجہ سے ایشیا کی تقلیدی دنیا کو زبردست دھچکا لگا۔ تقلید کے پاؤں جو قلعے کی دیواروں سے بھی زیادہ مضبوط ہو چکے تھے۔ اپنی جگہ سے اکھڑ کر رہ گئے۔

ردّ تقلید کے موضوع پر آن واحد میں بیسیوں کتابیں عوام و خواص کے ہاتھوں میں پہنچیں لوگوں نے ان سے کتاب و سنّت کی شمع کو تلاش کر لیا اور کتنے ہی گھرانے تقلیدی جمود کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے، جو اس شمع سے روشن ہو گئے۔ ان کتابوں میں سرفہرست کتاب "معیار الحق" تھی۔ جو اسم بامسمیٰ ہونے کی وجہ سے حق کے معیار کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔ یہ کتاب حضرت شیخ الکل کی ذاتی تصنیف ہے۔ اس کتاب کی اشاعت سے جو خالص علمی انداز میں لکھی گئی ہے۔ مقلدین آگ بگولہ ہو گئے۔ اور اس پر طرح طرح کے حملے اور نقد شروع کیے لیکن کوئی بھی اس کی تنقیص نہ کر سکا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

میرے خیال میں جمود کو توڑنے والی اردو زبان کی یہ پہلی کامیاب کوشش تھی اسی لیے تو اس کتاب کو خصوصی نشانہ بنایا گیا ہے، وہ اس لیے کہ شیخ الکل فی الکل نے مقلدین کے چہرے کو شفاف آئینہ کے سامنے کھڑا کر دیا تھا، وہ آئینہ بھی ایسا جو تقلید کے جملہ عیوب کو ظاہر کر دیتا ہے اور طالب حق اس آئینہ سے داغ دھبوں کو دیکھ کر انہیں مٹانے کا علاج سوچتا ہے۔ اور وہ علاج بھی وہاں موجود ہے کہ ان عیوب کا علاج کتاب و سنّت پر عمل کرنے سے ہے۔ آپ نے معیار الحق کے علاوہ فتاویٰ نذیریہ میں بھی اسی طرز عمل کو اپنایا ہوا ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کے دفاع میں تقلید کو ہدف اور نشانہ بنایا ہے۔ آپ ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں۔

تقلید نہ تو کسی آیت کریمہ سے ثابت ہے اور نہ کسی حدیث سے اور نہ کسی امام نے اپنی تقلید کرنے کی اجازت دی ہے

آئمہ کے اقوال کو اگر جمع کیا جائے تو ضخیم کتاب بن جائے گی۔ لیکن ہمارا مقصد ضخامت اور طوالت نہیں بلکہ دلائل حقہ کا ذکر کرنا تھا۔ ہم انہیں آئمہ پر اکتفا کرتے ہوئے آخر میں امام الاحناف

۲۵ محمد بن حسن شیبانی تلمیذ خاص حضرت امام ابو حنیفہؒ جن کے متعلق کتب احناف میں فقہ کے متعلق یہ الفاظ درج ہیں کہ فقہ حنفی ایک روٹی کی طرح ہے جس کو امام محمدؒ نے تمام لوگوں میں تقسیم کیا ہے۔ آپ تقلید کے بارہ میں اپنی رائے کو ایسے الفاظ سے بیان فرماتے ہیں جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: لہ

ولو جاز التقلید کان من مضیٰ من قبل ابی حنیفۃ مثل الحسن البصری وابراھیم النخعی احریٰ ان یقلدوا ٢ہ

اگر ابو حنیفہ کی تقلید جائز ہے تو پہلے جو گذر چکے ہیں ان کی تقلید ہونی چاہیئے تھی۔ جیسا کہ امام حسن بصری، ابراہیم نخعی (استاد امام ابو حنیفہ) زیادہ حقدار تھے کہ ان کی تقلید کی جاتی۔

امام موصوف نے تقلید کے دہانے پر بھاری پتھر کھڑا کر دیا ہے اور تقلید کے تمام راستوں کو دو الفاظ سے بند کر دیا ہے۔ اگر کوئی مقلد ان دروازوں کو کھولنا چاہے تو کامیاب نہیں ہو سکتا۔ خاص طور پر حنفی مقلد تو امام محمدؒ کے اس قول کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں۔ کیونکہ امام محمدؒ ان کے مسلمہ امام ہیں جن کی تقلید تو نہیں کی جاتی البتہ امام ابو حنیفہؒ کے اقوال کو انہی کے ذریعے حاصل کر کے واجب الاتباع سمجھا جاتا ہے۔ جب حنفی امام موصوف پر اعتماد نہیں کریں گے تو ظاہر بات ہے فقہ حنفی پوری کی پوری بداعتمادی کا شکار ہو جائے گی۔ بہر حال یہ ان حضرات نے فیصلہ کرنا ہے کہ وہ امام موصوف کے اس قول کی، جو تقلید کی راہ میں بھاری پتھر ہے، کیا توضیح کرتے ہیں۔ اگر وہ امام موصوف سے اختلاف اس وجہ سے کریں گے کہ انہوں نے

لہ فتاویٰ نذیریہ ص ۱۶۴ ٢ہ مبسوط از علامہ سرخسی ص۲۸ ج ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید کے خلاف فتویٰ دیا ہے تو باقی فقہ حنفی کو کس اتفاق و اتحاد سے قبول کریں گے۔ جب کہ فقہ حنفی میں سرے سے کوئی سند موجود نہیں۔

ہم حنفی دوستوں سے انتہائی خلوص سے عرض کرتے ہیں کہ تقلید کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ان آئمہ کے اقوال کو بھی سامنے رکھیں جو ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں جن میں اکثریت اکابر حنفی علماء کی ہے۔ تو انشاء اللہ مسئلہ صاف ہو جائے گا اور کتاب و سنت کا مقام بھی جو تقلید کی وجہ سے کئی پستیوں کو قبول کر چکا ہے، خود بخود اجاگر ہو جائے گا۔ ملت میں اتحاد، اتفاق اور اخوت کا جذبہ موجزن ہو جائے گا اور لوگ تقلید کے نقصانات اور مفاسد سے بھی نجات حاصل کر لینگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

تاریخِ تقلید

سابقہ اوراق میں آپ نے تقلید کے باطل اور ناجائز ہونے کا بادلائل مشاہدہ کرلیا ہے اب کسی ایسی تفصیل کی ضرورت باقی نہ تھی جس کو مزید ذکر کیا جائے۔ لیکن مجوزین حضرات نے کہیں پاؤں جمانے کے لیے تقلید کے مختلف پہلوؤں کو ہوا دے کر دو غلط استدلال کر کے لوگوں کے ذہنوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ تمام کوششیں خواہ کس حیثیت سے پیش کی جائیں، ناکام ثابت ہوتی ہیں۔ اس میں سب سے بڑی کوشش تقلید کی تاریخ کے متعلق ہے۔ ہم اس موضوع کا جائزہ نہایت بسطِ قلب سے لیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ عہدِ صحابہ و تابعین میں کوئی شخص تقلید کے موجودہ معروف معانی، جو بعد والوں نے اپنی طرف سے وضع کر لیے، واقف نہیں تھا کہ تقلید کے لفظ کا اطلاق انسانوں پر بھی ہو سکتا ہے؟ کیونکہ عموماً اس لفظ کو حیوانوں کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ قرآن و حدیث میں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں انسانوں کے لیے نہیں بلکہ حیوانوں کے لیے ہوا ہے اور عام طور پر قربانی کے جانوروں پر بولا گیا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ مجوزین کے نزدیک مقلدین قربانی کے بکرے ہوں جب وہ چاہیں ان کی قربانی کر دیں۔ خیر القرون میں لوگ اتنے پست نہ تھے کہ وہ اتباع کے معنی خیز لفظ کو چھوڑ کر تقلید کے بے روح لفظ کو اپنے لیے استعمال کرتے۔ اسی بنا پر تو صحابہ میں تقلید کا کہیں نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ تمام صحابہ کتاب و سنّت کو مشعل راہ بناتے تھے۔

وہ لوگ جو کتاب و سنّت سے براہ راست استفادہ کی قوت نہیں رکھتے تھے۔ وہ جس عالم سے چاہتے مسائل دریافت کر لیتے۔ جب کسی مسئلہ میں ایک صحابی عالم سے اطمینان حاصل نہ ہوتا تو کسی اور عالم صحابی کی طرف رجوع کرتے اور جب مسئلہ کے کتاب و سنّت میں ہونے پر یقین ہو جاتا تو پھر اس پر عمل کرتے، بعض اوقات ایسے بھی ہوتا کہ جب کسی سے مسئلہ دریافت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تو وہ دلیل نہ ہونے کی بنا پر جواب سے معذرت چاہ لیتے اور کسی ایسے صحابی کی طرف سائل کی رہنمائی فرماتے جو ان کے نزدیک اس مسئلہ میں اہل ہوتے۔ تو ایسی صورت میں تقلید کہاں پیدا ہو سکتی تھی۔ اسی بنا پر جب ہم تقلید کے دلدادہ اور اس کو کتاب و سنت کے مقابلہ میں واجب سمجھنے والوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم ذرا یہ تو بتاؤ کہ سب سے پہلا مقلد کون ہوا ہے؟ کیا کوئی صحابی مقلد تھا اگر ایسا ہی ہے تو پھر آپ اس صحابی کے نام کا ذکر کیجئے لیکن یہ نام ذکر کرنے سے اس لیے قاصر ہیں کہ انہیں صحابہ کرام میں کوئی ایک شخص بھی مقلد نظر نہیں آتا جس کا یہ نام پیش کر سکیں۔

تابعین کرام کا دور

صحابہ کے مقدس اور مبارک دور کے بعد جب تابعین کرام کا دور شروع ہوتا ہے۔ یہ ایسا بہترین دور تھا کہ اس میں قرآن و حدیث کے مصفیٰ چشمے عالم اسلام کے ذرہ ذرہ کو سیراب کر رہے تھے۔ ہر طرف قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں سمندروں کی لہروں اور موجوں کی طرح فضا میں رونق پیدا کر رہی تھیں۔ کسی خاص شخص کو مطاع اور امام (خلافت والا نہیں) بطور حجت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ ایک ایک شہر میں کئی کئی اہل علم موجود تھے جن سے لوگ عندالحاجت مسائل دریافت کرتے اور وہ کتاب و سنت (قیاس و رائے سے نہیں) سے ان مسائل کا حل پیش فرماتے۔ قیاس اور آراء کے سخت مخالف تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ صحابہ کرام کے تربیت یافتہ تھے۔ جن کی زندگیوں کا اولین مقصد اشاعت اسلام تھا۔ اسی بنا پر انہوں نے قیاس اور آراء کی سخت الفاظ میں مذمت فرمائی ہے۔ جس کا اجمالی تذکرہ آپ سابقہ اوراق میں پڑھ آئے ہیں۔

احادیث رسول کی حفاظت میں یہ لوگ بہت محنت سے کام لیتے تھے۔ صحابہ کے اقوال کو مرفوع احادیث سے الگ کر کے بیان کرتے تھے تاکہ الفاظِ نبوت کے ساتھ کسی امتی کے الفاظ خلط ملط نہ ہو جائیں۔ اب آپ ہی ذرا سوچئے کہ جب حدیث کی حفاظت کا اہتمام اس قدر کیا جائے تو پھر ایسی صورت میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی ایک آدمی کو اپنا امام اور مقتداء سمجھتے ہوں۔ لہٰذا تابعین کا یہ مبارک دَور جس کے معتبر ہونے کی شہادت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نے دی تھی، بغیر کسی کی تقلید کے ایسے ہی گزر گیا جیسا صحابہ کرام کا مبارک دَور تقلید کے بغیر گزرا تھا اور یہ دَور خالص اتباع کا دَور تھا۔

تابعین کے دَور کے بارے میں ہم نے جن خیالات کا اظہار کیا وہ بالکل حقیقت پر مبنی ہیں ہم اس دَور میں کسی ایک شخص (جو اہل بدعت سے نہ ہو) کو کسی کا مقلد نہیں پاتے اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو پھر مقلدین جرأت کرکے کسی معروف تابعی کے نام کا ذکر کریں کہ اس نے فلاں شخص کی تقلید کی ہو۔

؎ ایں خیال است و محال است و جنوں

تبع تابعین کا دَور

یہ وہ دَور ہے جس میں بڑے بڑے فتنے سر اٹھا چکے تھے۔ قیاس و آراء کو حجت سمجھا جا رہا تھا۔ قیاسات کو قابلِ عمل بنانے کے لیے تمہیدیں باندھی جا رہی تھیں لیکن پھر بھی یہ ایسا دور تھا جس میں تقلید کا قطعاً رواج نہیں پڑا تھا۔ بڑے بڑے ائمہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک جیسی مقدس ہستیاں اپنے تلامذہ کو کتاب اللہ اور سنّت رسول پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اور وہ شاگرد بھی ایسے باکمال تھے کہ وہ اپنے استاذ سے ہر اس مسئلہ میں اختلاف کرتے جس کو وہ کتاب اللہ اور حدیثِ رسول کے خلاف سمجھتے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کے تلامذہ پر نظر ڈالیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اپنے استاذ سے نصف سے زائد مسئلوں میں اختلاف کیا ہے۔ امام زفر، امام ابویوسف اور امام محمد سبھی اپنے اُستاذ سے زبردست اختلاف رکھتے تھے اور تحقیق کرنے کے بعد اگر اپنے اُستاد کا فتوے غلط ثابت ہوتا تو اسے ترک کرکے صحیح مسئلہ کی طرف رجوع کرتے۔

امام ابویوسف کا صاع والا قصہ تمام فقہ کی بڑی کتابوں میں مرقوم ہے۔ اہل عراق اور حضرت ابوحنیفہ بلکہ آپ کے تمام شاگرد کوفی صاع کو درست سمجھتے تھے جب کہ امام مالک مدنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاع کو اصل قرار دیتے تھے۔ ایک دفعہ امام ابو یوسفؒ مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے تو حضرت امام مالکؒ سے اسی مسئلہ پر گفتگو ہو گئی۔ فیصلہ امام مالکؒ کے حق میں ہو گیا تو امام ابو یوسفؒ نے اسے فوراً قبول فرمالیا۔ جب آپ مدینہ سے واپس کوفہ کی طرف گئے تو حضرت امام ابو حنیفہ داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔ امام ابو یوسف کو اپنے استاذ محترم کی وفات کا سخت صدمہ ہوا اور آپ فرمانے لگے میں نے صاع کی تحقیق کی ہے جس سے معلوم ہوا ہے کہ کوفی صاع غلط ہے اور مدنی صاع درست ہے۔ اگر آج میرے استاذ موجود ہوتے تو وہ میری اس تحقیق کو ضرور قبول فرماتے۔ امام شعرانی اور دیگر اکابر حنفیہ نے صاحبین کا اپنے استاذ سے ⅔ تک اختلاف نقل کیا ہے۔ اگر یہ بات حقیقت ہے اور یقیناً حقیقت ہے کہ صاحبین کا اختلاف ⅔ سے بڑھ کر ہو گا تو کوئی انصاف پسند اتنے بڑے اختلاف کی موجودگی میں تقلید کو جائز و درست تسلیم کر سکتا ہے۔ جب کہ تقلید اختلاف کی متحمل نہیں۔

ہم اس بات کے کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ تقلید کے جائز نہ ہونے پر ہمارے موقف اور آئمہ کے موقف میں کوئی فرق نہیں کیونکہ ہم جس دور کی بات کر رہے ہیں اس میں تقلید کی دھجیاں بکھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ شاگرد استاذ سے اختلاف کر رہے ہیں اور کتاب و سنت کے صافی چشمہ سے سیراب ہونے کے لیے دور دراز کے سفر بھی کرتے ہیں۔ جب مسئلہ صحیح ثابت ہو جاتا ہے تو اس مسئلہ میں اپنے استاذ کو بھول جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ دور بھی جو تقریباً ۲۲۰ سال تک رہا بغیر تقلید کے گزر گیا اور اس دور کے لوگ عوام و خواص سب متبع تھے مقلد نہیں تھے۔

آئمہ عظام کا دور

اس دور میں اہل حدیث اور اہل الرائے (قیاس کو ماننے والے) دونوں کثرت سے پیدا ہو چکے تھے۔ قیاس آرائیاں اور فرضی مسائل حکومتِ وقت کے بل بوتے پر عروج حاصل کر رہے تھے۔ بڑے بڑے گمراہ فرقے اپنے ہاتھ پاؤں پھیلا چکے تھے اور ان گمراہ فرقوں کو حکومتِ وقت کی مکمل حمایت حاصل تھی لیکن اس کے باوجود لوگوں کی اکثریت کتاب و سنت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عمل پیرا تھی۔ یہی وجہ تھی کہ معتزلہ کا پیدا کیا ہوا مسئلہ خلق قرآن دب کر رہ گیا۔ احادیث نبویہ کو کتابوں میں جمع کرنے کا شوق اس قدر عام تھا کہ محدثین کی بہت بڑی جماعت شب و روز اس کام میں مشغول تھی۔ اس دور میں حدیث رسول پر جتنا کام ہوا اس کی نظیر کہیں بعد میں نہیں ملتی۔ امام شافعی، امام احمد حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام اسحاق بن راہویہ۔ امام المحدثین امام بخاری، امام مسلم، امام ابن ماجہ، ابوداؤد و ترمذی اور امام نسائی وغیرہم نے اپنی زندگیوں کو جمع حدیث اور اس کی ترتیب و تہذیب کے لیے وقف کیا ہوا تھا۔ ہم اس دور میں بھی اس تقلیدی جمود کو مفقود پاتے ہیں جس پر ہمارے موجودہ حضرات مصر ہیں۔ یہ دور تقلید سے اس اعتبار سے بھی خالی تھا کہ کسی ایک نے اپنی نسبت ائمہ اربعہ یعنی مالکی، حنفی، شافعی یا حنبلی کی طرف نہیں کی تھی۔ یہ نسبتیں بعد والوں کی پیدا وایجاد کردہ ہیں۔

اس دور میں بھی کہیں تقلید کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ یہ دور تقریباً ۲۸۰ھ تک کا ہے۔

چوتھی صدی ہجری

اس سے قبل کے ادوار کا تو آپ نے مطالعہ کر لیا کہ ان ادوار میں تقلید شروع نہیں ہوئی تھی لیکن جس صدی کو ہم اب زیر قلم لا رہے ہیں۔ یہ پہلی تینوں صدیوں کی نسبت فتنوں، جھگڑوں، اور قیاس آرائیوں سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ اس صدی میں بڑے بڑے فتنے اُٹھے۔ منطق و فلسفہ پر مشتمل تالیف و تدریس کا کام شروع ہو گیا اور مسلمان اس دور میں تقریباً تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔

ایک محدثین کا گروہ تھا جو کتاب و سُنت کے حصول میں رات دن کوشاں تھا۔ اور اپنی زندگی کا مقصد صرف ان دونوں کے تمسک میں ہی پاتا تھا اور انہی دونوں پہ عامل چلا آ رہا تھا۔ دوسرا بڑا گروہ اصحاب الرائے کا تھا۔ جن کو حکومت میں کافی تمکن حاصل ہو چکا تھا۔ قاضی اور جج انہیں اصحاب کے اشارے پہ مقرر کیے جاتے تھے جس سے حدیث کی بجائے قیاس اور تقلید کو تقویت حاصل ہوتی رہی۔ یہ لوگ اہل حجاز بلکہ اکثر اسلامی علاقوں سے بڑھ کر عراق میں تقویت حاصل کر چکے تھے۔ خیر سے عراق کی زمین شروع سے ایسی تھی جس میں آراء و قیاس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جراثیم خیر القرون میں پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔ جن کے متعلق امام جعفر صادق جیسے بزرگ اہل بیت نے بڑے تاسف وحزن کا اظہار فرمایا تھا اور کئی دفعہ اہل الرائے سے مناظرہ کا میدان بھی گرمایا لیکن اس کے باوجود اہل الرائے کا اثر ونفوذ بڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ چوتھی صدی ہجری میں خلافت کا زیادہ تر انصرام ان کے ہاتھ چلا گیا۔

تیسرا گروہ علم کلام والوں کا تھا جن کے ذریعے وجود باری تعالیٰ، صفات اور دیگر اہم مسائل میں حکومت کی زیر سرپرستی مناظرہ کے رَن پڑنے لگے۔ یہ فتنہ اتنا بڑا تھا کہ شاید عالم اسلام میں اس سے پہلے علمی رنگ میں کوئی اس سے بڑا فتنہ پیدا نہ ہُوا ہو۔ امام ابن تیمیہ اسی فتنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> ہو سکتا ہے کہ مامون کا یہ گناہ معاف نہ ہو جو اس نے فلسفہ اور منطق کی کتابوں کو غیر اسلامی ممالک سے منگوا کر اس کی اشاعت کے لیے کیا۔

مامون کا دور اگرچہ اس سے ذرا پہلے کا تھا لیکن اس فصل کی آبیاری اسی نے کی جو اب پھل پر پہنچ چکی تھی جس نے اسلام میں بدعات کے دروازے کھول دیئے کہیں قیاس اور رائے کے جھگڑے تھے اور کہیں علمِ کلام کا زور شور سنائی دے رہا تھا حکومت میں انہی اصحاب کو عمل دخل تھا۔ محدثین کو نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ ان کو بے وقوف اور جاہل ہونے کا الزام بھی دیا جا رہا تھا[1] لوگ دینی معاملات میں سُست ہوتے جا رہے تھے۔ حکومت بھی اہل الرائے اور اہل بدعت کی سرپرستی میں گرمجوشی دکھا رہی تھی۔ معتزلہ اور دیگر گروہ قیاس وعقل کے بل بوتے پر بحث وجدل میں مشغول تھے۔ جس سے کچھ لوگ تو کتاب وسنّت پر متمسک تھے۔ باقی لوگ اپنے اپنے گروہوں کے آئمہ کی طرف جھکے جاتے اور ان مباحث میں حصّہ لینے والے اپنے اپنے مذہب کو بچانے کے لیے اپنے مذہب کے امام کی عصمت کو بچانا فرض سمجھتے تھے۔ پس اسی طرز عمل نے تقلید کی داغ بیل ڈالی جو بعد میں اسلامی قوت کو پارہ پارہ کرنے کا موجب بنی۔ امام ابن القیم تقلید کی تاریخ پر اپنے الفاظ میں تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

---

[1] آثار امام شافعی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان هذا التقليد لم يكن في عصر التابعين ولا تابعي التابعين فليكذبنا المقلدون برجل واحد سلك سبيلهم الوخيمة في القرون الفضيلة على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم وانما حدثت هذه البدعة في القرن الرابع المذموم على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم فالمقلدون لمتبوعهم في جميع ما قالوه يبيحون به الفروج والدماء والاموال ويحرمونها ولا يدرون اذلك صواب ام خطأ۔ ؎

تقلید کا وجود تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بالکل نہیں تھا۔ ہم اگر اس دعویٰ میں غلط ہیں تو کوئی مقلد ہمارے اس دعویٰ کو غلط ثابت کرے اور ہمیں بتلائے کہ کوئی شخص بھی (مذکورہ ادوار میں) مقلدین کے اس راستے پر چلا ہو جس پر موجودہ مقلدین چل رہے ہیں۔ یہ بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی جس کی مذمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہو چکی تھی۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں نے صرف اقوال آئمہ سے شرمگاہوں کو حلال کیا۔ خونوں کو بہایا۔ مالِ ناحق کے تصرف کو جائز کیا۔ بعض حلال چیزوں کو حرام میں بدل ڈالا اور (بعض) حرام کو حلال میں (اور پھر لطف کی بات یہ ہے) کہ وہ جس کی تقلید کرتے ہیں ان کے درست اور غلطی پر ہونے کا انہیں علم تک نہیں ہوتا۔ (کیونکہ امام معصوم نہیں غلطی اور درستی دونوں کا احتمال ہے)

امام موصوف نے زور آور الفاظ سے تقلید کی تاریخ کو بیان کیا کہ اس کا وجود پہلی تین قرنوں میں نہیں ملتا بلکہ اس کا وجود اس صدی سے شروع ہوا جو فتنے اور زلازل والی صدی تھی۔ اس کا وجود اس صدی میں ہوتا کیوں نا جب کہ اسلام میں تقلید بذات خود بہت بڑا فتنہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے احادیث صحیحہ کا انکار ہو گیا۔ اسلام کو آئمہ کے اقوال پر محمول کر لیا حالانکہ وہ آئمہ اس بدعت سے بالکل بری تھے۔ انہوں نے تو اس سے منع کیا تھا۔

مقلدین کو چیلنج: پھر امام نے کھلے بندوں مجوزین کو چیلنج کیا ہے کہ تم ایک شخص ہی ایسا پیش کرو

؎ اعلام الموقعین ص۱۴۵ ج۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو پہلی تین قرنوں میں کسی کا مقلد ہو، لیکن تاہنوز امامؒ صاحب کے اس دعویٰ کو توڑا نہیں جاسکا اور نہ ہی کسی نے امام ابن القیم کے اس چیلنج کو قبول کیا ہے۔ دعویٰ کو سینکڑوں برس گزر گئے لیکن آج تک کسی ایک مقلد کا نام نہیں پیش کیا جا سکا اور نہ ہی انشاء اللہ آئندہ کوئی پیش کیا جاسکے گا۔

امام ابن حزم ظاہری م ۴۵۶ھ تقلید کی ابتداء پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

وانما ظھر القیاس فی القرن الرابع فعظ مع ظھور التقلید وانما ظھور القیاس فی التابعین علی سبیل الرای والاختیاط والظن لا علی ایجاب حکم بہ ولا انہ حق مقطوع۔ ؎۱

قیاس اور تقلید کا ظہور چوتھی صدی ہجری میں ہوا۔ تابعین کے دور میں قیاس احتیاط کی بنا پر تھی نہ کہ اس لیے کہ اسے واجب العمل سمجھا جاتا تھا۔ اسے یقین کا درجہ حاصل نہیں تھا بلکہ وہ صرف ظن (خیال) کی حد تک تھی۔

امام ابن حزم کے الفاظ میں قیاس پر عمل اور تقلید چوتھی قرن کی پیداوار ہیں اور پھر قیاس اور تقلید دونوں لازم ملزوم ہیں یعنی جب قیاس آیا تو تقلید بھی ساتھ آئی۔ جیسے محض قیاس سے احادیث کا انکار ہوا اسی طرح تقلید سے بھی احادیث کا انکار ہونا لازمی امر تھا۔

مجدد الوقت حضرت امام الشیخ صالح العمری تاریخ تقلید سے پردہ ان الفاظ میں اٹھاتے ہیں:

انما احدثت بعد مائتی سنۃ من الھجرۃ و بعد فنا القرون التی اثنی علیھم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ؎۲

تقلید کی بدعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو سال بعد نکلی جب کہ خیر القرون کا زمانہ گزر گیا تھا جن کے بہتر ہونے کی تعریف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔

حضرت امام نے یہاں یہ بتایا ہے کہ تقلید ان ادوار کے بعد کی پیداوار یا ایجاد ہے جو

؎۱ احکام ابن حزم منقول از نبراس ص ۳۹/۲ ، ؎۲ ایقاظ ص ۷۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر القرون تھے۔ خیر القرون کا دور جو تقریباً ۲۸۰ھ تک کا ہے۔ تقلید کا وجود اس کے بعد کا ہے جو یقیناً چوتھی صدی ہجری سے جا کر ملتا ہے۔

بیہقی زمان علامہ ثناء اللہ پانی پتی تاریخ تقلید کو ان الفاظ سے ذکر فرماتے ہیں:

فان اهل السنة والجماعة قد افترق بعد القرون الثلاثة او الاربعة على اربعة مذاهب [1]

اہل سنت میں چار مذہب تین یا چار صدیوں کے گزر جانے کے بعد پیدا ہوئے

علامہ پانی پتی کی نظر میں تمام امت ایک پلیٹ فارم پر جمع تھی لیکن جب چوتھی صدی میں تقلید اور مذاہب اربعہ کی طرح ڈالی گئی تو امت ایک مرکز سے کٹ کر مختلف چار حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس مذہبی اور گروہی تقسیم سے سینکڑوں سال پہلے ہدایت اور نجات کے اصولوں کا تعین فرما دیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه تم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رستہ کی اتباع کرو اور وہ صرف ایک ہی رستہ ہے جو جنت کو جاتا ہے۔ اگر تم اس ایک رستے پر اکتفا نہ کرو گے تو تم مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم۔ تم جب تک رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے رستے پر قائم رہو گے، گمراہ نہیں ہو گے لیکن جب تم اس رستے سے جدا رستہ تلاش کرو گے تو تم گروہ بندی کا شکار ہو جاؤ گے۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی مشہور حنفی عالم ہیں۔ ان کی بعض کتابیں حنفی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ وہ تقلید اور تفرقہ کی تاریخ کو چوتھی صدی بلکہ بعد والی صدی کی ایجاد قرار دے رہے ہیں۔

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات اُن کی
انہیں کی محفل سنوار رہا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

آپ نے تقلید کی قباحتوں کو جن الفاظ میں ذکر فرمایا۔ ان کا اجمالی نقشہ آپ ملاحظہ کر آئے ہیں۔

---

[1] تفسیر مظہری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نہایت دلائل اور تحقیق سے تقلید کی ابتداء پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

اعلموا ان اهل المائة الرابعة لم يكونوا مجتمعين على التقليد الخالص على مذهب واحد بعينه [1] چوتھی صدی والے کسی خاص شخص کی تقلید پر جمع نہ تھے۔

مولانا صارم کی غلط تحقیق

مذکورہ آئمہ کی عبارات سے کسی صاحب فہم و فراست سے یہ مخفی نہیں ہو سکتا کہ تقلید کا وجود چوتھی صدی کی پیداوار ہے۔ ہم نے احتیاط سے ان آئمہ کے اقوال کو پیش کیا ہے جن کے محقق ہونے میں کسی مخالف سے مخالف کو بھی انکار نہیں۔ ان آئمہ نے تقلید کی تاریخ کو ہمارے سامنے کھلی کتاب کی طرح رکھ دیا کہ تقلید ایسی بدعت ہے جو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار صدیوں بعد پیدا ہوئی۔ لیکن ہمارے دور کے ایک محقق جن کی علمی رفعت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ جامعہ ازہر کے فارغ اور بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں، اہل علم ان سے خوب واقف ہیں اور ان کا اسم گرامی مولانا عبدالصمد صارم ہے۔ آپ تاریخ تقلید کے متعلق تحقیق کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ نے ۱۱۵ھ، امام مالک نے ۱۱۶ھ سے فتویٰ دینا شروع کیا اسی وقت سے ان کے مقلد اور متبع حسب دستور زمانہ پیدا ہو گئے۔ امام مالک ۱۱۷ھ اور امام ابوحنیفہ ۱۲۰ھ میں اپنے استاد کے جانشین ہوئے۔ اس وقت ان کے مقلدین اور متبعین میں اور اضافہ ہو گیا۔ صاحب ارشاد الساری نے لکھا ہے۔ حضرت طارق بن شہاب بجلی صحابی نے ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔ اس قول پر یہ کہنے کی جرأت کی جاتی ہے کہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کی تقلید عہد صحابہ میں شروع ہو چکی تھی [2]۔

مولانا صارم نے جو لکھا وہ بلا تحقیق اور بغیر تمحیص کے لکھا۔ اس کی غالب وجہ یہی ہے کہ موصوف مقلد ہیں اور مقلد کو تحقیق و دلیل سے واسطہ نہیں ہوتا۔ اگر موصوف کو تاریخ کی حقیقت اور

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ ج ۱ ص ۱۵۲ ، [2] تاریخ فقہ از صارم ص ۲۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق کی لاج کی پرواہ ہوتی تو صرف تقلید کے ثابت کرنے میں اتنی بڑی غلطی سے کام نہ لیتے کہ امام ابو حنیفہ کی تقلید صحابہ کے دور میں بھی کی جاتی تھی۔ انہوں نے اس تحقیق کو صرف اس لیے پیش فرمایا کہ وہ اوروں کو خوش نہیں تو کم ازکم خود کو تو تقلید پر مطمئن کر ہی لیں گے۔ لیکن انہیں کیا علم کہ میری اس تحقیق بے بنیاد کی وجہ سے میری کتاب میں نقص پیدا ہو جائے گا جو تمام کاوش کو اکارت کر دے گا۔ ہم اس تحقیق کی بنا (جو حقیقت میں تحقیق نہیں) ان دو وجہوں سے دیکھتے ہیں۔

اوّل تقلیدی اور جمودی کوشش، مذہبی تعصب اور حقیقت سے اغماض۔

دوم یا پھر تاریخ رجال سے عدم واقفیت اور دورِ صحابہ سے نادانی۔

آیئے اب ہم مولانا کی تحقیق کو صحیح تحقیق کے ترازو میں رکھ کر ان کا صحیح تجزیہ کرتے ہیں۔

اوّل: مولانا کے کلام میں تعارض ہے وہ یہ کہ حضرت امام کی تقلید ۱۱۵ھ میں شروع ہو چکی تھی جب کہ آپ کے استاذ ابھی بقید حیات تھے اور استاذ کی موجودگی میں حضرت ابوحنیفہ کی تقلید کی گئی جب کہ آپ کے استاذ کی کسی ایک شخص نے تقلید نہیں کی۔ کیونکہ بیک وقت استاذ اور شاگرد دونوں کی اکٹھے تقلید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوم: چند سطور کے بعد فرماتے ہیں۔ آپ مسند پر ۱۲۰ھ کو جلوہ افروز ہوئے تو بتایئے آپ کی اس بات کی تصدیق کون بھلا مانس کرے گا کہ امام ابھی مسند فتوے پر فائز نہیں ہوئے تو تقلید پہلے شروع ہو گئی۔ کیا تقلید ذات کی ہوتی ہے یا اقوال کی؟ یہ بات مولانا صارم صاحب کی نہیں بلکہ مقلدین سے اس سے بھی بڑے بڑے مضحکہ خیز انکشافات ہو جایا کرتے ہیں۔

دورِ صحابہ کا تعین:

آیئے اب ہم آپ کے سامنے دورِ صحابہ کا تعین پیش کرتے ہیں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آخری صحابی کس سن میں فوت ہوئے اور وہ کون تھے؟ اور اس کے ضمن میں حضرت طارق بجلی کی وفات کا بھی تحقیقی تجزیہ ہو جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دورِ صحابہ کے تعین میں بالکل معمولی اختلاف ہے جس کو حقیقت میں اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالطفیل کی وفات کو ۱۰۰ھ میں لکھا ہے اور بعض نے ۱۱۰ھ کو لکھا ہے جو ایسے الفاظ سے ہے۔ جو اکثر طور پر ثقہ کے مقابلے میں مقبول نہیں ہوتے۔ صحابہ کے دور کی تعیین و تخصیص خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔

۱۔ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ صلوٰۃ العشاء فی اخر حیاتہ فلما سلم قام فقال ارایتم لیلتکم ھذہ فان علی راس مائۃ سنۃ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض احد[1]

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی اور کھڑے ہو کر فرمانے لگے، مجھے اس رات دکھایا گیا ہے کہ آج جو بھی اس دنیا میں موجود ہے۔ ان میں سو سال تک کوئی زندہ نہیں رہے گا۔

۲۔ اسی طرح حضرت جابر فرماتے ہیں:

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یموت بشھر تسألون عن ساعۃ و انما علمھا عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ فاتی علیھا مائۃ سنۃ[2]

۳۔ عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم[2]

میں نے رسول اللہ سے سنا آپ قسم اٹھا کر فرما رہے تھے تم قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو، اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ آج موجودہ کوئی نفس نہیں کہ اس پر سو سال گزر جائے (یعنی وہ پھر بھی زندہ رہے)

زمین پر کوئی ایسا نفس آج کے دن موجود نہیں کہ وہ سو سال تک زندہ رہے

ان احادیث سے دورِ صحابہ کا تعین زیادہ سے زیادہ ۱۱۰ھ تک ہو سکتا ہے۔ یعنی آپ کی

---

[1] ابوداؤد [2] مسلم ص ۳۱۰/۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات سے لے کر سو سال کا عرصہ ۱۰۰ھ کو پورا ہو جاتا ہے۔ ہم کیسے گوارا کر سکتے ہیں کہ صحیح مسلم اور ابوداؤد وغیرہ کی صحیح احادیث موجود ہوں جو ہیں ۱۰۰ھ کے متعلق خبر دیتی ہوں اور آپ ان تمام احادیث سے اغماض کسی شارح کی بے ثبوت اور بے بنیاد بات کی وجہ سے کر دیں۔ یا یہ احادیث صحیحہ کسی ایک قول سے غلط ثابت ہوں اور شخصی آراء کو قبول کر لیا جائے۔

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کا سن وفات:

آیئے اب مولانا نے جس صحابی کا ذکر فرمایا ہے ان کی وفات کے متعلق بھی سنتے جایئے:

طارق بن شہاب بن عبد شمس بن ھلال البجلی الاحمسی رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی عنہ مرسلا وعن الخلفاء الاربعۃ وبلال وحذیفۃ وغیرھم من الصحابۃ روی عنہ اسماعیل بن ابی خالد وقیس بن مسلم قال ابوداؤد رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یسمع منہ شیئا وقال خلیفۃ وغیرہ مات سنۃ اثنتین و ثمانین۔ وحکی ابن ابی خیثمہ عن ابن معین انہ مات ۱۲۳ وھو وھم [۱]

طارق بن شہاب نے رسول اللہ کو دیکھا ہے لیکن آپ سے سماع نہیں یعنی کوئی حدیث نہیں سنی ۸۲ھ کو فوت ہوئے ہیں۔ ابو خیثمہ نے ابن معین سے ۱۲۳ کا سن جو ذکر کیا ہے وہ وہم (نقل کرنے والے کی بھول) ہے۔

صاحب مشکوٰۃ آپ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مات سنۃ اثنتین وثمانین سنہ [۲]

آپ ۸۲ھ کو فوت ہوئے ہیں۔

صاحب فتح المجید نے بھی حضرت طارق کے ترجمہ میں آپ کی وفات ۸۲ھ کو لکھا ہے۔ آپ حضرت شہاب کا ترجمہ کسی اسماء الرجال کی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں آپ کو ۸۲ھ وفات کا سال ہی نظر آئے گا۔

مذکورہ احادیث اور رجال کی کتب پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ سن وفات میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر وفات میں اتنا طویل اختلاف ہوتا جتنا کہ مولانا نے بیان کیا ہے

---

[۱] تہذیب التہذیب ص ۵ [۲] (مشکوٰۃ) الکمال فی اسماء الرجال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہاں ۸۲ھ اور کہاں ۱۲۳ھ یعنی سنین اختلاف میں ۴۱ سال کا اختلاف تو محدثین ضرور بیان کرتے اگر مولانا یہی انصاف کی عینک سے حضرت عجلی کے ترجمہ کو پڑھتے تو ان سے اتنی بڑی غلطی سرزد نہ ہوتی اور وہ اپنی تحقیق کو ۸۲ھ کی بجائے ۱۲۳ھ کے معیار پر قطعاً نہ پرکھتے۔

مزے کی بات سُنیئے حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ، کوفہ میں رہے۔ زندگی پوری کوفہ میں گزری لیکن امام ابوحنیفہ ان سے ملاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ کیا یہ ممکن ہے جو صحابی ۴۳ سال حضرت ابوحنیفہ کی زندگی میں کوفہ میں رہا ہو۔ ایک ہی شہر ہو اور پھر ملاقات نہ ہو سکے۔ جو آپ نے سنِ وفات ذکر کیا ہے اگر اسے درست تسلیم کر لیا جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر بے نصیب کون ہو سکتا ہے کہ ایک صحابی اسی شہر میں آپ کی موجودگی میں ۴۳ سال بسر کر دے لیکن آپ اس کی ملاقات کے لیے ایک دن حاضر نہ ہوں۔

مولانا انصاف فرمائیے۔ اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے ذکر کیا تو پھر حنفیت کی بنیادیں ہل جائیں گی کہ وہ مذہب کیا ہے جس کے بانی نے اپنے شہر میں رہتے ہوئے ایک صحابی سے ملاقات نہیں کی۔

تقلید اسی کا نام ہے کہ اس میں تمام سوچ مفلوج ہو جایا کرتی ہے اور آدمی اَن ہونی باتوں پر اتر آتا ہے۔ اگر سمع خراشی نہ ہو اور طبیعت اس کی متحمل ہو تو پھر غالب کا ایک شعر سنتے جائیے جو انہوں نے کسی ایسے موقع پر ہی کہا ہوگا۔

؎ بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

کیا تقلید بدعت ہے؟

اس سے پہلے کہ ہم تقلید کے بدعت ہونے پر دلائل یا ثبوت پیش کریں، بدعت کی تعریف اور اس کے مفہوم کو سمجھ لینا چاہیئے تاکہ اس سے کماحقہٗ آگاہی ہو جائے۔

تعریف بدعت: احداث مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جس کا وجود رسول اللہ کے زمانہ میں نہ پایا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی نے بدعت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے :

البدعة ماخالف کتاباً او سنة او اجماعاً او اثراً عن بعض اصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ۔

جو کتاب اللہ، سنّت رسول، اجماع امّت یا صحابہ کے آثار کے خلاف ہو وہ بدعت ہے۔

بدعت کی تعریف میں ہم نے دو رائے پیش کی ہیں۔ پہلی تعریف میں قدرے ابہام ہے جب کہ دوسری میں تفصیل ہے۔ امام شافعی نے بدعت کی تعریف میں کتاب و سنّت کے ساتھ اجماع اور آثار صحابہ کو بھی شامل کیا ہے۔ بعض نے اس سے زیادہ قیود بھی لگائی ہیں لیکن وہ کسی صورت میں درست نہیں۔ عرفاً بدعت ایسے امور کو کہا جاتا ہے جس کی دلیل کتاب و سنّت اور صحابہ کرام سے نہ ہو اور اسے دین سمجھ کر یا ثواب سمجھ کر کیا جائے۔

بدعت رائج کیوں ہوتی ہے؟ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا یا صحابہ نے اس کام کو ہاتھ نہیں لگایا تو بعد والے اسے معمول بہ کیوں بناتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے دین میں اختراع سے کام لیا جاتا ہے۔

۱۔ بدعت جاری کرنے والے کے سامنے کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ یعنی ایسا معاملہ ہوتا ہے جس کے کرنے میں وہ مصلحت سمجھتا ہے۔

۲۔ بعض دفعہ ذاتی اغراض اور مقاصد سامنے ہوتے ہیں۔

۳۔ بدعت جاری کرنے والے کو اس میں دیگر احکام سے نسبت یا مشابہت نظر آتی ہے۔

۴۔ بسا اوقات وہ دین سمجھ لیتا ہے جو حقیقت میں دین نہیں ہوا کرتی۔

۵۔ اپنے نظریہ و عقیدہ کی حمایت مقصود ہوتی ہے۔

۶۔ بعض اوقات حکومت کی ہاں میں ہاں ملانا پڑتی ہے جس سے بدعت کی مخالفت نہیں ہو سکتی۔ تو بعد والے اس کو دین سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ میلاد النبی کی محافل و جلوس اور تقاریب ہیں۔

۷۔ کسی عالم سے سوال کیا جاتا ہے جو عدم واقفیت کی بنا پر اصل مسئلہ کو سمجھ نہیں سکتا تو اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق غلط فتویٰ صادر کر دیتا ہے جو عوام میں مقبول ہو جاتا ہے اور اس پر عمل شروع ہو جاتا ہے۔

۸۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر بدعت کا رواج جس بنا پر کیا جاتا ہے وہ مذہبی تعصب اور مخالف سے عناد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تقلید بھی اسی کی مرہون منت ہے۔

بدعت کا حکم: بدعت کو خواہ کتنے درجوں میں تقسیم کر لو وہ بہر حال بدعت ہے خاتم المرسلین بدعت کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار (نسائی)

ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔

بدعت سے بچاؤ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے ثابت ہو گیا ہے کہ تمام بدعتیں گمراہی ہیں تو پھر اس سے اجتناب اور بچاؤ کے احکام بھی ہونے چاہئیں۔ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچنا بہت بڑا کام ہے تو اس سے اجتناب اور بچاؤ کے احکام بھی اس مبارک زبان سے صادر ہوئے ہیں جس زبان سے اس کو گمراہی کہا گیا ہے۔ آپ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے یہ حدیث لوگوں تک پہنچائی۔

۱۔ انہ من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی)

تم میں جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا تم نے میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا ہے اور اس پر سختی سے عمل کرنا ہے۔ ہر نئے کام سے بچو، ہر نیا کام (دین میں) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

۲۔ عن عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (متفق علیہ)

جس نے دین میں کوئی نیا کام جاری کیا وہ مردود ہے۔ (یعنی وہ قطعاً قابل عمل نہیں)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ہر دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وقوع ہونے والے اختلاف کا ذکر فرمادیا تھا اور ساتھ ہی اس اختلاف سے بچنے کا حل بھی ذکر فرمادیا تھا کہ تم میری سنّت اور خلفاء راشدین جو صحیح معنوں میں ہدایت یافتہ ہیں ان کی سنّت پر سختی سے عمل کرنا۔

اب قابلِ غور مقام یہ ہے کہ کیا تقلید کی وجہ سے امت میں اختلاف نہ پڑے اور اس سے اسلام کو کتنے بڑے حوادثات برداشت کرنا پڑے۔ کیا تقلید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھی یا صحابہ کے دَور میں کوئی کسی کا مقلد تھا اس کی حقیقت سے آپ تاریخ تقلید کے بیان میں روشناس ہو چکے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے ہم اس کام کو فوراً بدعت قرار دیتے ہیں جو صحابہ کرام کے دَور تک نہ ہُوا ہو تو یہ تقلید جو چوتھی صدی میں پیدا ہوئی کیسے بدعت نہیں ہو سکتی۔ یقیناً بدعت ہے اکابر علماء نے اس کے بدعت ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ جن کا اجمالاً ہم تذکرہ کرتے ہیں۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں۔

انما حدثت هذه البدعة فی القرن الرابع [1]

تقلید کی بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی۔

امام صالح عمری نے اس بدعت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

هو ایضاً فی نفسه محدثة [2] تقلید بنفسہٖ بدعت ہے۔

امام الموحدین فی الہند شاہ اسماعیل شہید نے تقلید کو بدعاتِ حقیقیہ میں شمار کیا ہے آپ فرماتے ہیں:

وجوبِ تقلید شخصی معین از ائمہ مجتہدین از قبیل بدعاتِ حقیقیہ است [3] تقلید شخصی ائمہ مجتہدین کی حقیقی بدعت ہے۔

ہم نے ان تینوں بزرگوں کے اقوال محض تائید کیلئے پیش کیے ہیں ورنہ یہ بات تو تاریخ تقلید سے ثابت ہو چکی ہے کہ اس کی ابتداء رسول مقبول ﷺ کے سینکڑوں برس بعد ہوئی اور جس کو حکومت کے ذریعے پھلنے پھولنے کا موقع خوب ہاتھ آیا۔ جس سے وہ اسلام کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی حالانکہ اسکے بدعت ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیئے تھا کیونکہ یہ ایسا امر ہے جس کا وجود نہ رسول اللہ کے دور میں اور نہ ہی صحابہ اور تابعین کے دور میں تھا تاریخ تقلید کی اتنی زبردست شہادتیں خود اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ تقلید بدعت ہے

---

[1] اعلام الموقعین صفحہ ۱۴۵ ج ۲، [2] ایقاظ صفحہ ۴۷، [3] ایضاح الحق الصریح صفحہ ۳۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

تقلیدِ شخصی

معاملہ بایںجا رسید کہ تقلید شخصی کو ہمارے اس دور میں جو رواج ہے ۔ شاید اتنا اس سے پہلے کہیں نہ ہو ۔ آئے دن اس پر مناقشے اور مناظرے کے میدان گرم ہوتے نظر آتے ہیں ۔ ہم اس ضمن میں اپنی علمی بساط کے مطابق گفتگو کریں گے ۔

اس سے قبل کہ ہم اس موضوع کو نوکِ قلم پر لائیں اس بات کو ذہن میں لانا بہت ضروری ہے کہ جب مطلق تقلید کی نفی میں ہم نے کتاب اللہ ، احادیثِ رسول ، آثار صحابہ اور اقوالِ آئمہ پیش کر دیئے ہیں اور اتنے مضبوط اور قوی دلائل سے جن کا توڑ ہنوز مقلدین پیش نہیں کر سکے تو تقلید شخصی کے لیے ان کے پاس سب سے بڑی دلیل اجماع امت کی ہے ۔ وہ بھی حقیقت کے سراسر خلاف ۔ اس اجماع کی حقیقت عنقریب آپ کے سامنے آجائے گی ۔ انشاء اللہ ۔

تقلید شخصی کے سلسلہ میں ہم طرفین کے دلائل پیش کرتے ہیں تاکہ درست فیصلہ کی صحیح صورت انصاف پسند حضرات کے سامنے آجائے ۔

تقلید شخصی کے وجوبی دلائل

مقلدین حضرات اس سلسلہ میں عموماً تین یا چار دلائل پیش کرتے ہیں جو حقیقت میں تقلید کے جواز میں نہیں بلکہ رد میں ہیں جیسا کہ آپ اس سے قبل ان دلائل کو ملاحظہ فرما آئے ہیں جو یہ تقلید مطلق کے جواز میں پیش کرتے تھے جس طرح بحمد اللہ وہ سبھی دلائل تقلید کے رد میں ثابت ہوئے اس طرح یہ دلائل بھی تقلید کے باطل ہونے کا فیصلہ دیں گے ۔ و باللہ التوفیق

۱۔ عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک القضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ قال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فان لم تجد فی کتاب اللہ ولا فی السنۃ قال اجتھد برایی ولا آلو فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدرہ فقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما یرضی رسولہ ۔

آپ نے حضرت معاذ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجتے وقت فرمایا۔ اے معاذ تم فیصلہ کس طرح کرو گے تو معاذ فرمانے لگے۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب سے۔ آپ نے مزید فرمایا اگر اللہ تعالےٰ کی کتاب سے مسئلہ حل نہ ہو تو معاذ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! آپ کی سنت سے۔ اگر دونوں میں سے مسئلے کا حل نہ ملے تو پھر کیا کرو گے۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں اجتہاد سے کام لوں گا اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کروں گا۔ آپ نے یہ بات سن کر حضرت معاذ کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا الحمد للہ جس نے رسول خدا کے ایلچی کو ایسی توفیق بخشی ہے جس سے اللہ کا رسول راضی ہو۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مقلدین فرماتے ہیں۔ آپ نے تمام یمن والوں پر حضرت معاذ کی تقلید کو واجب کیا تھا۔ تقلید واجب کی یہ بات محل نظر اور قابل گرفت ہے۔

۱۔ وہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی ایک کی تقلید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

۲۔ اور پھر ہم سابقہ اوراق میں تفصیل سے بحث کر آئے ہیں کہ صحابی کی تقلید نہیں ہوتی بلکہ کتاب وسنت سے دلائل کی وجہ سے اتباع ہوتی ہے۔

۳۔ کیا یمن میں کوئی اور عالم موجود تھا جس کی طرف مسئلہ کی تحقیق کے لیے رجوع کیا جاسکتا۔ اور یہ حقیقت پر مبنی ہے کہ حضرت معاذ اکیلے ہی وہاں عالم تھے۔

۴۔ حضرت معاذ کے علم کی شہادت خود رسول اللہ نے فرمائی ہے آپ اوامر ونواہی سے اچھی طرح واقف تھے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر اعتماد تھا۔

۵۔ اس حدیث میں کہاں ہے کہ وہ لوگ حضرت معاذ کی تقلید قیامت تک کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ آپ وہاں حاکم کی حیثیت سے گئے تھے۔ اسی بنا پر تو آپ نے فرمایا تم فیصلہ کیسے کرو گے۔ جب کہ قضا کا اطلاق عام طور پر دُنیاوی فیصلوں پر ہوتا ہے۔ احکام میں فتویٰ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

۷۔ اگر اس حدیث کو تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے لیکن اس کے ضُعف میں جو خدشہ ہے وہ کسی اہل علم سے مخفی نہیں کیونکہ یہ حدیث جن طرق (سندوں) سے مروی ہے وہ ضعیف ہیں۔

اتنی توجیہات و احتمالات سے اگر آپ کو اب بھی تقلید نظر آتی ہے تو ہم پھر اس کا کیا علاج کر سکتے ہیں۔ جب کہ آپ کی کتابوں میں مرقوم ہے ، اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

پھر حضرت معاذؓ نے جو اصول پیش کیے ان پر غور کرو۔ کیا اگر وہ کتاب اللہ سے فیصلہ کرتے ہیں یا سنّتِ رسول سے تو وہ تقلید ہوگی۔ ہرگز اس کو تقلید نہیں کہا جا سکتا۔ وہ تو براہ راست کتاب و سنّت کی اتباع ہوگی۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ قیاس سے فیصلہ کریں گے۔ تو آپ ان اقوال کا کیا حل سوچیں گے جن میں حضرت معاذؓ نے قیاس کی شدید مذمّت کی ہے۔ جیسا کہ آپ کا ایک قول پیچھے گزر چکا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آپ قیاس کی مذمت بھی فرمائیں اور خود اس پر عمل کریں۔ تو گویا حضرت معاذؓ کے اقوال میں تضاد پیدا ہو گیا تو آپ کے اُصول کے مطابق تناقض کے وقت احوط اور محتاط اُمر کو قبول کیا جاتا ہے تو یہاں محتاط امر یہی ہے جس سے انہوں نے ڈرایا ہے اور اس کی مذمّت کی ہے۔ گویا کہ آپ کا استدلال اصول فقہ کی وجہ سے باطل ہو گیا اور ہمارا مدّعا ثابت ہُوا کہ اس حدیث سے کسی طرح بھی تقلید شخصی کا جواز نہیں نکالا جا سکتا۔

حضرت ابوموسیٰ کا فرمان :

لا تسألونی مادام ھذا الحبر فیکم جب تک تم میں حضرت عبداللہ بن مسعود موجود ہیں، تم مجھ سے سوال نہ کرو۔

اس اثر سے اہل تقلید نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تم حضرت عبداللہ کی طرف رجوع کرو اور ان سے مسائل کا حل کروایا کرو۔

اس استدلال کا بطلان ہم دو طرح سے عرض کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول یہ واقعہ کوفہ کا ہے اور حضرت ابوموسیٰ کوفہ کے حاکم تھے۔ آپ انتظامی مصروفیات کی وجہ سے عام مسائل کے حل کے لیے حضرت ابن مسعود کی طرف رجوع کا حکم دیتے۔ پھر حضرت ابن مسعود طویل صحبتِ رسول کی بنا پر حضرت ابوموسیٰ سے دینی امور کے زیادہ عالم تھے کیونکہ اس کی شہادت خود رسولِ مقبول سے وارد ہے۔ پھر استدلال بھی عجیب ہے کہ اصل الفاظ کو بھول کر اپنی جانب سے غلط مفہوم نکالنے کی کوشش کی ہے[1]۔ اگر اصل الفاظ پہ ذرا غور کرتے یا دیانت داری سے کام لیتے تو ایسا استدلال کرنے کی کبھی جسارت نہ ہوتی وہ اس لیے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تک ابن مسعود یہاں موجود ہیں اس وقت تک تم ان سے مسائل دینیہ کا حل معلوم کیا کرو۔ گویا جب وہ کوفہ سے چلے جائیں یا وفات پا جائیں تو اس وقت تم نے ان کی تقلید نہیں کرنی۔ اگر آپ نے اس اثر سے استدلال کرنا ہے تو تمام الفاظ کو سامنے رکھیے۔ یہ نہیں کہ اپنے مطلب کی بات کو قبول کر لو۔ اور باقی کی طرف دھیان ہی نہ دو۔ خدارا انصاف سے سوچیے کیا موجودہ تقلید کی یہی صورت ہے کہ تقلید اس کی کی جائے جو موجود ہو۔ اگر موجود نہ ہو تو اس کی تقلید نہیں؟ کیا تمہاری تقلید بھی اسی قسم کی ہے؟ کیا تم موجودہ علماء کی تقلید کرتے ہو۔ جب تم خود ابوموسیٰ کے اس فرمان پر عمل نہیں کرتے تو پھر اس سے دلیل پکڑنا کیسا؟

آئمہ اربعہ کو کتنا عرصہ ہوا وہ دنیا فانی سے ابدی جہاں کو سدھار گئے اور تم ابھی تک ان کی تقلید میں پھنسے ہوئے ہو۔ اگر تم نے اس اثر کو دلیل بنانا ہی ہے تو آج ہی جرأت کر کے حضرت ابوحنیفہ کی تقلید کے ناجائز ہونے کا اعلان کر کے ابن مسعود کی تقلید کا اعلان کرو یا پھر اس اثر کے مطابق ابوحنیفہ کی تقلید کو ترک کر کے کسی زندہ کی تقلید کرو۔

دوم حضرت ابوموسیٰ کے اس فرمان میں کہاں ہے کہ تم ابن مسعود کی تقلید کرو۔ یہاں تو صرف یہ ہے کہ تم ان سے پوچھا کرو کیونکہ وہ اس وقت کوفہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ بڑے عالم کی طرف رجوع کرنا کیا تقلید ہے۔ اگر صرف مسئلہ طلب کرنے کا نام تقلید ہے تو موجودہ مقلدین حنفی تو نہ ہوئے بلکہ وہ جس سے مسئلہ معلوم کریں گے، مقلد اسی کے ہوں گے۔

اہل مدینہ کا قول، عن عكرمه ان اهل المدينة سالوا ابن عباس عن امراة

---

[1] اصل میں یہ حدیث وراثت کے بارے میں آئی ہے کہ لوگوں نے حضرت ابوموسیٰ سے وراثت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اس کا جو جواب دیا ابن مسعود نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ یہ جواب غلط ہے تو تب آپ نے فرمایا تم ابن مسعود سے سوال کیا کرو۔ (مشکوٰۃ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طافت ثم حاضت قال لھم تنفر قالوا لا ناخذ بقولك وندع قول زید

اہل مدینہ نے ابن عباس سے دریافت کیا کہ ایک عورت طواف کے بعد حیض والی ہو جاتی ہے تو وہ کیا کرے تو ابن عباس نے فرمایا کہ وہ طواف وداع کے بغیر جا سکتی ہے۔ اہل مدینہ کہنے لگے ہم زید کے قول کو ترک کر کے ابن عباس کے قول پر عمل نہیں کریں گے۔

اس اثر سے استدلال کرتے ہوئے مقلدین کہتے ہیں۔ اگر اہل مدینہ کے نزدیک تقلید شخصی واجب نہ ہوتی تو وہ یہ کہنے کی جرأت نہ کرتے کہ ہم زید کے قول کو نہیں چھوڑ سکتے لیکن یہ استدلال کئی لحاظ سے لغو اور باطل ہے۔

۱۔ یہ تو آپ کو تسلیم ہے کہ اہل مدینہ نے ابن عباس سے مسئلہ ضرور پوچھا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ابن عباس کے جواب پر مطمئن نہ ہوئے ہوں کیونکہ حضرت ابن عباس نے اس مسئلے کا حل مرفوع حدیث سے بیان نہیں کیا۔ اگر وہ اسی مسئلہ کو مرفوع روایت سے بیان کرتے تو اہل مدینہ ضرور قبول کرتے۔ اگرچہ یہ مسئلہ ابن عباس کے قول کے مطابق تھا لیکن انہوں نے حضرت زید کے ذاتی قول کو سن کر مرفوع حدیث کے لیے ابن عباس کی طرف رجوع کیا کہ ہو سکتا ہے۔ کہ ابن عباس سے حدیث مل جائے۔ اب انہوں نے مرفوع روایت بیان نہیں کی بلکہ اپنی رائے سے فتوٰے دیا تو اہل مدینہ نے حضرت زید کے قول کو ترجیح دی۔

۲۔ اہل مدینہ کے نزدیک حضرت زید ابن عباس سے زیادہ عالم تھے۔ وہ اس لیے کہ حضرت زید صحبت رسول میں پڑ لنے تھے اور کاتب وحی بھی رہ چکے تھے۔ پھر جامع قرآن بھی تھے اور بعض علوم میں مضبوط اور پختہ کار تھے جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت زید کو ابن عباس پر ترجیح دی۔

۳۔ نیز تقلید شخصی کن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے۔ انہوں نے کب کہا ہے کہ ہم پر حضرت زید کی تقلید واجب ہے لہذا ہم صرف زید کے قول پر ہی عمل کریں گے۔ اس مسئلے میں تو انہوں نے ابن عباس پر زید کو اس لیے ترجیح دی تھی کہ انہوں نے بھی اپنا خیال ظاہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا نہ یہ کہ انہوں نے کہا کہ حضرت زید ہی ہمارے لیے حجت ہیں۔ اگر ابن عباس کوئی حدیث پیش کرتے تو اہل مدینہ اسے فوراً قبول کر لیتے۔ اگر انہوں نے حدیث کو قبول نہیں کرنا تھا تو انہوں نے ابن عباس سے حضرت زید کی موجودگی میں مسئلہ کیوں دریافت کیا؟

۴۔ جب امام مالکؒ اہل مدینہ کا اجماع نقل کرتے ہیں تو اس وقت آپ کہہ دیتے ہیں کہ صرف اہل مدینہ کا ذاتی عمل کافی نہیں اور نہ ہی یہ شرعی حجت ہے۔ اگر اس وقت اہل مدینہ کے عمل حجت نہیں ہو سکتے تھے تو مسئلہ تقلید کے بارے میں کیوں حجت ہیں؟ کیا یہ کمال تناقض نہیں کہ ایک بات کسی موقع پر حجت ہو جب کہ وہی بات کسی دوسرے موقع پر شرعی حجت سے خارج سمجھی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مقلدین اکثر طور پر تناقض کا شکار رہتے ہیں۔

۵۔ اگر امام مالک کے مسئلہ (جو عمل مدینہ کے بارے میں ہے) پر کلام کی جا سکتی ہے تو پھر اہل مدینہ کے اس قول پر کیوں کلام نہیں ہو سکتی۔

۶۔ پھر فقہ کے مشہور اصول کے مطابق کسی ایک شہر خواہ مدینہ ہو یا مکہ کا اجماع تمام مسلمانوں کے لیے حجت نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اجماع اهل المدينة على انفراده ليس بحجة عند الجمهور لانهم بعض الامة [1]

صرف اہلِ مدینہ کا اجماع حجت نہیں اس لیے کہ وہ مکمل امّت نہیں بلکہ اس کا ایک جزو اور حصّہ ہیں۔

۷۔ جب اہل مدینہ کا اجماع تمام امت کے لیے حجت نہیں تو ظاہر ہے کہ یہاں تمام مدینے والوں نے حضرت ابن عباس سے سوال نہیں کیا ہو گا بلکہ ان میں سے بھی بعض نے کیا ہو گا تو پھر ان بعض کا قول کیسے حجت ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے لیے اہل مدینہ کے تمام اجماعات اور اقوال حجت ہیں تو آج ہی ان مسائل کو فقہ حنفیہ سے باہر نکال پھینکیے جو اہل مدینہ کے

---

[1] حصول المامول ص ۶۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب کے خلاف ہیں۔

المختصر کتاب و سنّت سے ایک بھی دلیل ایسی نہیں جس سے تقلیدِ شخصی کا ثبوت ملتا ہو، تقلید کا ثبوت ہو بھی کیسے۔ اللہ کے دین میں ایک اُمتی کو معیار قرار دے دینا درآنحالیکہ وہ معصوم نہ ہو اور پھر اس کے ہر قول و فعل کو بلا غور و فکر قبول کر لینا، کتاب و سنّت سے اس کی قطعاً اجازت نہیں ملتی کیونکہ کتاب اللہ اور احادیثِ رسول منجانب اللہ ہیں، نصوص اور دلائل پر مبنی ہیں۔ اسی لیے تو قرآن حکیم میں کہیں نہیں کہ جھگڑا فیصلہ کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بغیر بھی کسی کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہو۔

اھلحدیث کی دعوت بھی یہی ہے کہ کتاب اللہ اور سنّت رسول کی موجودگی میں کسی اور کو حاکم نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ کسی اور کے حاکم بنانے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تنقیص لازم آئے گی اور گستاخی کا وہ پہلو سامنے آجائے گا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

تقلیدِ شخصی کا ایک اور پہلو

مجوزین حضرات جب کسی مسئلہ میں کتاب اللہ، احادیث رسول اور سلف صالحین سے اس کے جواز میں دلائل پیش کرنے سے عاجز آجاتے ہیں تو پھر خیالی دُنیا کی سیاحت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ تقلید کے سلسلہ میں بھی وہ انہیں حالات سے دوچار ہوتے نظر آتے ہیں فرماتے ہیں۔

اگر تقلیدِ شخصی کو عمل میں نہ لایا جائے تو ذہنوں میں آوارگی پیدا ہو جاتی ہے۔
جس کی وجہ سے انسان دین میں خود مختار بن جاتا ہے۔

چنانچہ اسی خوابی دنیا میں پہنچ کر ایک صاحب فرماتے ہیں:

اگر یہ کثرت کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو اسلام کی شکل ہی بدل جائے گی اور گھر گھر مذہب اور مجتہد پیدا ہو جائیں گے، فقہ پر نا اہلوں اور غیر متدین لوگوں کو دست درازی کا موقع مل جائے گا۔[1]

---

[1] تاریخ الفقہ ص۹۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی عالمِ خواب میں جب ایک صاحب پہنچے تو یہ انکشاف فرمادیا۔

اللہ تعالٰی رحمتیں نازل فرمائے ہمارے بعد کے فقہا پر جو اپنے اپنے زمانے کے نبض شناس تھے اور جنہیں اللہ تعالٰی نے زمانے کے بدلتے ہوئے حالات پر نگاہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے بعد میں ایک زبردست انتظامی مصلحت کے تحت تقلید شخصی کو اختیار فرمالیا۔

چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:

وہ زبردست مصلحت کیا تھی خواہش پرستی اور زبردست گمراہی جو بسا اوقات انسان کو کفر تک پہنچادیتی ہے[1]

ان دونوں بزرگوں کو تارکینِ تقلید اور متبعینِ رسول میں خواہش پرستی اور گمراہی نظر آئی اور وہ گمراہی بھی ایسی جو کفر سے کم نہ ہو اور اس گمراہی سے محفوظ کیسے رہا جاسکتا ہے وہ ان کی نظر میں صرف تقلیدی حصار اور قلعہ ہے جس میں پناہ لینے سے گمراہی اور کفر لازم نہیں آتا خواہ کتاب اللہ سے مذاق اور احادیثِ رسول سے اعراض کیوں نہ ہو جائے۔

لیکن انہوں نے جو نتیجہ اخذ کیا وہ یقیناً غلط اور افسوس سے خالی نہیں۔

اوّلاً یہ حضرات جن کی تقلید کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کیا وہ کسی کے مقلد تھے۔ جب وہ کسی کے مقلد نہ تھے تو پھر یہ نزدان پر بھی پڑتی ہے کہ وہ غیر مقلد اور متبع ہو کر گمراہ ہوئے تھے۔ اگر وہ متبع ہو کر گمراہی اور خواہش پرستی سے محفوظ تھے تو کیا قرآن مجید یا احادیثِ رسول میں کوئی تبدیلی واقع ہو گئی ہے جس پر عمل کرنے سے گمراہی اور خواہش پرستی لازم آتی ہے۔ اگر وہ آئمہ متبعین رہ کر ایمان کے مضبوط اور خواہش سے دور بھاگنے والے تھے تو آج بھی تقلیدی پھندے سے آزاد ہو کر اسی طرح ایمان مضبوط اور پائیدار ہو سکتا ہے۔

ثانیاً پھر یہ بات اس اعتبار سے بھی غلط اور لغو ہے کہ تمام مذاہب کے مقابلہ میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو علم کے حصول کو واجب قرار دیتا ہے تو یہ کیسے تسلیم اور باور کیا جاسکتا ہے کہ اس مذہب کے علوم پر تالا جڑ دیا جائے۔ مجتہد کون ہوتا ہے جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول

---

[1] تقلید کی شرعی حیثیت ص۱۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کما حقہ، عالم ہو لیکن ان کی نظر میں اجتہاد کو جاری رکھنا اسلام کو ختم کرنے کے مترادف ہے باقی رہا معاملہ خواہش پرستی کا تو شاید ان حضرات کے نزدیک اسلام میں تحقیق کرنا خواہش پرستی ہے حالانکہ ایسی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص علوم اسلامیہ میں گہری نظر رکھتا ہو، اور پھر وہ حالات کے مطابق پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کرے تو خواہش پرستی کا الزام لگا کر اسے کفر کی سرحدوں تک پہنچا دیا جائے۔ اگر اسلامی علوم میں تحقیق کا نام خواہش پرستی ہے تو موجودہ احناف اس مسئلہ کی کیا توضیح پیش کریں گے کہ اسلام جمود کا نہیں بلکہ اجتہاد کا داعی ہے۔ جب بات اپنے مقصد پر پوری اترتی نظر آتی ہے تو یہی حضرات جواب اجتہاد کے اتنے مخالف ہیں کہ مجتہد کو حصارِ اسلام سے باہر نکالنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں تو حضرت معاذ والی حدیث بیان کرتے ہوئے اجتہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔ عجب بات ہے ایک طرف تو یہ تقلید جامد کی رٹ لگاتے ہیں اور پھر کتب حنفیہ میں ہزاروں بے بنیاد اور بے سند مسائل کو عقل اور نقل سے ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔

ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ جو شخص تقلید کے پھندے کو گلے سے اتار کر کتاب و سنت پر عمل کیلئے کمربستہ ہوتا ہے تو وہ ان کے نزدیک خواہش پرست اور کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے اگر کوئی شخص تقلید سے آزاد ہو کر انہی مسائل کو سمجھے جن کو آئمہ نے سمجھا ہے تو وہ ہر طرح کا مجرم اگر انہی مسائل میں کبھی ان کو تحقیق کا موقع مل جائے تو نہ صرف تقلید سے بغاوت کریں گے بلکہ یہ پکے مسلمان ٹھہریں گے۔ پھر اس وقت ان میں نہ خواہش پرستی پیدا ہو گی اور نہ ہی یہ گمراہی کے نزدیک پھٹکیں گے۔ ان کے اس اصول کے مطابق اگر انہوں نے اپنے آئمہ کے فتاویٰ کو درست کرنے کے لیے اسلامی علوم میں تحقیق کرنا ہی تھی تو یہ خود کو پہلے ان الزامات کا منکر ٹھہراتے جو یہ دیگر حضرات پر لگاتے ہوئے نہیں تھکتے۔ جب ایک ہی بات کو اپنے آپ پر عائد نہیں کر سکتے تو پھر متبعین (اہلحدیث) کو گمراہی کا الزام دینا تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ یہ اصول ہی غلط ہے اس لیے کسی طریقے سے بھی کسی ایک پر منطبق نہیں ہو سکتا۔ یہ محض خبثِ باطن کا نتیجہ ہے جس کا مقصد اسلام پر جمود طاری کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیا ایک شخص کو معیار قائم کرنے سے گمراہی کا زیادہ امکان ہے یا پھر کتاب و سنت پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنے سے؟

رابعاً اگر خیر القرون اور ما بعد والے مسلمان تقلید سے ناواقف رہ کر گمراہ اور باغی نہیں ہو سکتے تو کیا وجہ ہے کہ موجودہ حضرات پر لغو اور باطل قسم کے فتوے چسپاں کیے جائیں جو حقیقی طور پر اسلاف کی وراثت کے امین ہیں۔ اگر سابقین تقلید کے بغیر ہدایت پر تھے تو اہلحدیث بھی تقلید کے قائل نہ ہو کر ہدایت یافتہ ہو سکتے ہیں۔

ایک اور خام خیالی

احناف کے ایک بہت بڑے بزرگ تقلید شخصی کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بلا دلیل تسلیم کرنا تقلید ہے اور شیطان نے حکم کو بلا دلیل نہ مانا، غیر مقلد ہو کر کافر و مرتد ہو گیا[1]

ابھی ان کی عالم خواب کی حالت آپ نے دیکھ لی کہ تقلید کے جواز میں کس قدر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن معاملہ کہیں سے حل نہیں ہوتا اب ان حضرات نے قرآن کریم کو تختہ مشق بنانے میں بھی کمی نہیں کی۔

متبعین کو شیطان سے تشبیہ دی کیونکہ اس نے دلیل طلب کی تھی۔ لہٰذا جو بھی دلیل طلب کرتا ہے وہ شیطان ہے۔ اگر معاملہ ایسے ہی ہے تو آج کے پڑھے لکھے مقلدین جو معنوی حیثیت سے مقلد نہیں بن سکتے کیونکہ یہ تحقیق میں آئمہ سابقین سے دو چند آگے ہی ہیں، سب سے بڑے شیطان ہیں کیونکہ اقوال آئمہ کی تائید میں انہوں نے شرحات کے انبار لگا دیئے جن میں وہ دلائل جمع کیے جو ان کی فقہ کی کتب میں نہیں ملتے: پھر دوسرے اعتبار سے بھی وہ اسی زمرہ میں آتے ہیں کیونکہ تقلید محض نفسانی خواہش کا نتیجہ ہے جس کی دلیل کوئی نہیں تو جس طرح شیطان نے نفسانی خواہش سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹھکرا دیا۔ افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ۔ اسی طرح یہ متبعین سے نام کٹوا کر مقلدین کی صف میں ہونا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ پھر تقلید کا کمال ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ان کو دلیل

---

[1] العدل ۷، ستمبر ۱۹۲۷ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر نہیں آتا۔ اگر اللہ تعالٰے کا حکم بذاتِ خود دلیل نہیں تو پھر دلیل کیا ہوگی۔ کیا دلیل محض تمہارے قیاس کا نام ہے۔

حالانکہ شیطان نے اللہ تعالٰے کے حکم کو (کہ آدم کے لیے سجدہ کر) اس لیے رد نہیں کیا تھا کہ وہ دلیل نہیں بلکہ دلیل پر خواہش اور غرور کو مقدم سمجھا تھا اسی لیے تو وہ کہتا ہے کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں۔ اور آدم مٹی سے۔ بعینہٖ یہ اصحاب ہیں۔ ان کے سامنے ان کے مذہب کے خلاف آیات پیش کر کے دیکھ لو تو یہی جواب آئے گا کہ میرے امام کا فلاں قول ہے ہم پر تقلید واجب ہے۔ تو انصاف کیجئے کیا شیطان کی حمایت تقلید کرنے سے نہیں تو اور کس سے ہے؟

اے چشمِ اشکبار ذرا دیکھنے تو دے
ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو

تقلید شخصی علماء احناف کی نظر میں

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث موجود ہو اور وہ معارضہ سے سالم ہو یعنی حدیث صحیح ہو (جیسا کہ بخاری ومسلم کی احادیث ہیں) اور اس کا کوئی ناسخ بھی معلوم نہ ہو تو امام ابو حنیفہ کا فتوی اس سے بر خلاف ہو اور ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کا عمل ہو تو پھر اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اور تقلیدی جمود کو اس حدیث سے مانع نہیں ہونا چاہیے ورنہ مخلوق میں بعض کا بعض کو رب بنانا لازم آئے گا۔[1]

مولانا حکیم محمد اشرف علی تھانوی تقلید شخصی کے ناجائز ہونے کا اعلان فرماتے ہیں:

اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص تقلید پر اس قدر جامد ہو جاتے ہیں کہ اگر قولِ مجتہد کے برخلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑ جاتی ہے تو اس کے دل

---

[1] تفسیر مظہری ص ۶۴ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انشراح وانبساط نہیں رہتا بلکہ اوّل استنکار (حدیث یا آیت کو قبول نہ کرنا) قلب میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی بعید کیوں نہ ہو۔ خواہ دوسری حدیث اس کے معارض ہو۔ بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت بھی نہ ہو مگر نصرتِ مذہب کے لیے تاویل ضروری سمجھتے ہیں۔ دل یہ نہیں مانتا کہ قولِ مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کریں۔

بعض سنن مختلفہ فیہا مثلاً آمین بالجہر وغیرہ پر حرب وضرب کی نوبت آجاتی ہے اور قرون ثلاثہ میں اس (تقلید شخصی) کا شیوع نہ ہوا تھا بلکہ کیف ما اتفق " جس سے چاہا مسئلہ دریافت کر لیا۔ اگرچہ اس امر پہ (محض خیالی) اجماع نقل کیا گیا ہے۔ مذہب خاص مستحدث کرنا جائز نہیں یعنی جو مسئلہ چاروں مذہبوں کے خلاف ہو۔ اس پر عمل کرنا جائز نہیں کہ حق دائرہ و منحصران چار میں ہے۔ مگر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اہل ظاہر (اہل حدیث) ہر زمانہ میں رہے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ سب کے سب اہل ھوی ہوں اور وہ اتفاق سے علیحدہ رہے۔ دوسرے اگر اجماع ثابت بھی ہو جائے مگر تقلید شخصی پر تو کوئی اجماع بھی نہیں ہوا[1]

مولانا اشرف علی تھانوی کی تحقیق میں تقلید شخصی پر نہ کبھی اجماع ہوا ہے اور نہ ہی تقلید پر کوئی دلیل ہے۔

مولانا بحر العلوم عبد العلی حنفی فرماتے ہیں کہ تقلید اصل میں خواہش پرستی کا نتیجہ ہے۔ بعض لوگوں نے آئمہ اربعہ پر اجتہاد کے ختم ہونے کا دعوٰے کر کے یہ قرار دے دیا کہ ان چاروں میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے لیکن یہ ان کا خیال محض ہوس نفسانی اور خواہش پرستی ہے۔ اس پر اِن کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ان کے ایسے کلام کوئی وزن نہیں رکھتے۔ ایسے ہی لوگوں پر حدیث نبوی صادق آرہی ہے کہ بلا علم فتوے دینے والے آپ بھی گمراہ ہوئے

---

[1] تذکرہ رشید ص ۱۳۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسروں کو گمراہ کیا [1]

مولانا بحر العلوم کے نزدیک تقلید محض خواہش پرستی سے پیدا کی گئی۔ اس پر مقلدین کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ مذکورہ حدیث کی بنا پر مجرم بھی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ مقلدین ہمیں خواہش پرستی کا الزام دیتے تھے لیکن قصور اپنا نکل آیا۔

ع ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولانا منصور علی حنفی مراد آبادی فرماتے ہیں۔

جو شخص واقفِ سُنت ہو اس کو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضروری نہیں اور جو مسائل صریح قرآن و حدیث سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ ان میں تقلید محض بے اصل اور لغو ہے [2]

مذکورہ بالا عبارت جس کتاب سے لی گئی ہے اس پر چار سو چھیاسٹھ (۴۶۶) علماء کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں گویا کہ اس وقت کے تمام علماء احناف نے مولانا مراد آبادی کی رائے کو قبول کیا تھا۔ اگر موجودہ حنفی علماء اس اقتباس پر غور کریں اور اپنے سابقین کی طرح حق اور انصاف سے کام لیں تو مسلک اہل حدیث کے متعلق تقریر و تحریر میں تند و تیز لہجہ استعمال کرنے کا سلسلہ انشاء اللہ ختم ہو جائے گا۔ اور سُنت پر عمل کرنے سے ان حضرات کو جو گریز اور تنگی کا سامنا ہے اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ اور پھر دعوتِ اہل حدیث کا نکھار بھی ان کے سامنے آ جائے گا کہ کیا اہلحدیث مسلک کی بھی یہی دعوت نہیں کہ وہ مسائل جو کتاب و سُنت میں ہیں ان کو قبول کر کے عملی جامہ پہنایا جائے۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اس وقت کے احناف اور اہلحدیث میں نظریاتی اور دعوتی خلیج اتنی وسیع نہ تھی جس قدر آج کے احباب نے کر دی ہے۔ جب بھی کوئی نظرِ انصاف سے اہلحدیث کو دیکھے گا تو اس دعوت کے حق ہونے کو ضرور تسلیم کرے گا۔

مجدد العلوم مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں۔

زمانہ سلف میں تقلید کسی امام اور مجتہد تامی کا معمول نہ تھی۔ جو شخص عامی ہوتا اس کو اختیار تھا کہ زمانہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین میں سے جس عالم سے چاہے دریافت مسائل شرعیہ کر کے موافق اس کے عمل کرے، کوئی اس

---

[1] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص ۶۲۴، [2] فتح المبین ص ۳۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر انکار نہیں کرتا تھا۔[۱]

مولانا لکھنوی کی تحقیق میں تقلید کا وجود نہ تھا بلکہ عوام کو جن مسائل کی ضرورت ہوتی تو وہ جس عالم سے چاہتے مسائل دریافت کر لیتے اور یہی بات تقلید شخصی کے خلاف اور برعکس ہے۔

علامہ محمد حیات سندھی تقلید شخصی کے باطل اور ناجائز ہونے کا اعلان ان الفاظ سے فرماتے ہیں:

فمن یتعصب لواحد معین غیر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ویری ان قولہ هو الصواب الذي یجب اتباعه دون الائمة الاخرین فهو ضال جاهل بل قد یکون کافرا یستاب فان تاب والا قتل فانه متی اعتقد انه یجب علی الناس اتباع احد بعینه من هؤلاء الائمة دون الاخرین فقد جعله بمنزلة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔[۲]

اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے علاوہ کسی خاص مذہب پر اڑ جائے اور وہ یہ سمجھے کہ میں جس مذہب پر اڑا ہوں وہ ہی درست ہے اسی کی اتباع اور پیروی واجب ہے۔ دوسرے آئمہ کی نہیں تو ایسا شخص گمراہ اور جاہل ہے بلکہ وہ تعصب کی وجہ سے کفر تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ ایسے متعصب سے توبہ کرائی جائے۔ اگر وہ تائب ہو جائے تو بہتر ورنہ اس کو زندہ رہنے کا حق نہ دیا جائے کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی امام اور مجتہد کی اتباع کو ضروری سمجھا۔ دوسرے آئمہ کو ترک کر کے صرف ایک کی اتباع کرنا ایسے ہی ہے جیسا کہ کسی امام معین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر لا کھڑا کر دیا جائے۔

(منقولہ از خاتمہ اختلاف لخاتمۃ المحدثین الامام عبد الجبار کھنڈیلوی رح)

ہم نے نہایت اختصار سے چند نامور حنفی علماء کے تقلید شخصی کے رد میں خیالات ضبطِ تحریر کئے ہیں۔ کتاب کی طوالت کا خطرہ نہ ہوتا تو اور بہت سے اکابر احناف و دیوبند کے خیالات قلم بند کیے جاتے۔

---

[۱] مجموعۃ الفتاویٰ صفحہ ۳۰۲ ، [۲] تحفۃ الانام صفحہ ۱۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلیدِ شخصی اور اجماعِ اُمّت

کیا تقلید شخصی پر کبھی اجماع ہُوا؟ یہ سوال اپنے اندر بہت جاذبیت رکھتا ہے۔ کیونکہ مقلدین کی تمام تر توجہ اسی پہ مرکوز ہے کہ تقلید پر اجماع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اجماع بھی بذاتِ خود ایک حجت اور دلیل ہے۔ لیکن یہ اجماع ہوا کب؟ کس صدی میں ہوا اور اس اجماع میں کون سے علماء شامل تھے؟ کیا اس وقت کوئی ایسی صورت موجود تھی جس سے پتہ چل جائے کہ فلاں وقت کے تمام علماء نے تقلید کے جائز بلکہ واجب اور فرض ہونے پر اتفاق کر لیا تھا۔ کیونکہ اجماع کا دعوٰی اختلاف معلوم کیے بغیر درست نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ بھی قابلِ غور امر ہے کہ تقلید پر اجماع ہونے کا دعوٰی کس نے پیش کیا ہے کیا ہمارے دور کے مقلدین کا ہے یا سابقین میں سے کسی ایک کا ہے؟

لیکن ان تمام سوالوں کا جواب ملنا انتہائی مشکل ہے بلکہ اکابر حنفی علماء کے خیالات اجماع کے حق میں نہیں بلکہ اختلاف میں جاتے ہیں۔ چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

"تقلیدِ شخصی پر کبھی اجماع نہیں ہوا۔" [1]

ان کے علاوہ ان علماء کو سامنے رکھو جن کا تذکرہ ہم اس سے پہلے کر آئے ہیں کہ وہ تقلیدِ شخصی کے سخت مخالف تھے۔ رہی اجماع کی حقیقت تو جب کہ فشہد شاهد من اهلها کہ تقلید کے قائلین نے ہی واضح کر دیا کہ تقلیدِ شخصی پر کبھی اجماع نہیں ہُوا، ہاں تقلید کے خلاف سلف صالحین میں اجماع ضرور تھا کیونکہ ان میں کوئی ایک بزرگ تقلید کا قائل ہی نہیں تھا۔

امام العصر محدث الوقت الفقیہ، المحقق المدقق حافظ ابن حزم ظاہری قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تقلید کے خلاف علماء کا اجماع ہے۔" [2]

حضرت شاہ ولی اللہ نے حافظ ابن حزم کے بیان کو ان الفاظ سے مرقوم کیا ہے:

وقد صح اجماع الصحابة کلهم اولهم عن آخرهم واجماع التابعین

---

[1] تذکرۃ الرشید ص۱۳۱ ج ۱، [2] ارشاد الفحول ص ۹م ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

او لهم من آخرهم على الامتناع والمنع من ان يقصد احد الى قول انسان منهم او ممن قبلهم فياخذه كله [1]

تمام صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا تقلیدِ شخصی کے خلاف اجماع ہے۔

ابن حزم کے اس قول کے مطابق اجماعِ تقلید کے جواز میں نہیں البتہ اس کے خلاف ضرور ہوا ہے۔ اجماع کی بات آئی تو یہ بھی سنتے جائیے کہ اجماع کا تعین مشکل امر ہے۔ ایک ملک کے علماء کا اجماع معلوم کرنا سہل معاملہ نہیں چہ جائیکہ پوری امت کے اجماع کا دعویٰ کیا جائے خاص طور پر جب کہ سلف صالحین میں سے کسی ایک نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جب وہ ایسے دعوے کرنے سے اعراض کناں رہے تو آج گھر بیٹھے بٹھائے کیسے دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی دور میں بھی تقلید کے واجب ہونے پر اجماع نہیں ہوا ہم ذیل میں ہر صدی کے آئمہ اور اکابر علماء کا تذکرہ مع حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جن کی نسبت کسی ایک امام کی طرف نہیں بلکہ وہ تقلید اور جمود کے سخت مخالف تھے۔ ان میں سے بہت سے علماء کے اقوال کو ہم سابقہ اوراق میں درج کر آئے ہیں۔

اسماء الائمۃ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
امام ابو حنیفہ	۱۵۰	عقد الجید
عاصم بن سلیمان احوال بصری	۱۴۳	تذکرۃ الحفاظ
عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج	۱۵۰	〃 〃
محمد بن اسحاق صاحب المغازی	۱۵۱	〃 〃
امام اوزاعی	۱۵۷	〃 〃
امام مالک بن انس	۱۷۹	حجۃ اللہ
امام حربی	۲۸۵	کتب رجال
امام مسلم	۲۶۱	کتب مقدرہ
امام ابو داؤد	۲۷۵	عون و تہذیب
ابن ماجہ	۲۷۵	کتب رجال
امام مروزی	۲۹۴	کتاب السنۃ
امام نسائی	۳۰۳	کتب رجال
امام موصلی	۳۰۷	〃 〃
ابن سریج	۳۰۶	〃 〃
فضیل بن عیاض	۱۸۷	تذکرۃ الحفاظ
امام عبد اللہ بن مبارک	۱۸۱	〃 〃

[1] عقد الجید ص۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
امام ابو یوسف	۱۸۲	اعلام الموقعین
بقی بن مخلد	۲۰۶	تحریک آزادی فکر
امام حمیدی	۲۱۹	تذکرۃ الحفاظ
یحییٰ بن معین	۲۳۳	”
امام احمد بن حنبل	۲۴۱	کتب کثیرہ
یحییٰ بن یحییٰ اندلسی	۲۴۴	ظفر المبین
امام بخاری	۲۵۶	فتح الباری
ابو حاتم رازی	۲۷۷	کتب رجال
ابن ہمدان اصفہانی	۳۰۹	تذکرۃ الحفاظ
امام ابن المنذر	۳۱۸	تحریک آزادی فکر
امام مقری اندلسی	۴۲۹	تذکرہ
حافظ ابن فورک	۴۰۲	مقدمہ ہدایۃ المستفید
امام باقلانی	۴۰۳	”
حافظ ساحلی	۴۴۱	تحریک آزادی فکر
ابو عبداللہ صوری[1]	۴۴۱	تذکرۃ الحفاظ
خطیب بغدادی	۴۶۳	کتب کثیرہ
امام ابن حزم ظاہری	۴۵۶	محلی، الاحکام
حافظ عبدالرحمن بن مندہ	۴۷۰	ظفر المبین
امام حمیدی ظاہری	۴۸۸	تاریخ الرجال فی المنجد

[1] امام صوری کا حدیث کی مدح اور تقلید کی مذمت میں ایک قصیدہ ہے۔

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
امام شافعی	۲۰۴	الحفاظ
ابو الولید طیالسی بصری	۲۲۷	تذکرۃ الحفاظ
علی بن مدینی	۲۳۴	شروحات مشکوٰۃ
امام خزاعی	۲۳۰	فتح الباری
امام دارمی	۲۵۵	مقدمہ دارمی
امام عجلی	۲۶۱	کتاب الثقات
امام داؤد ظاہری	۲۷۰	تاریخ بغداد
امام ابن خزیمہ	۳۱۰	تذکرۃ الحفاظ
امام ابن الاخرم نیساپوری	۳۴۴	تذکرہ
حسن بن سعد المجتہد القرطبی	۳۳۱	”
امام آجری بغدادی	۳۶۰	”
امام ابن السنی الدینوری	۳۶۴	”
امام دارقطنی	۳۸۵	دارقطنی
امام خطابی	۳۸۸	معالم السنن
امام طبرانی	۳۶۰	مقدمہ ہدایۃ المستفید
امام جرجانی	۳۷۰	اعتقاد اہل السنۃ
امام ابن شاہین بغدادی	۳۸۵	مقدمہ ہدایۃ المستفید
حاکم نیساپوری	۴۰۵	علوم الحدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
امام زنجانی[1]	۴۷۱	تذکرۃ الحفاظ
محمد بن طاہر المقدسی	۵۰۷	″ ″
امام شیرویہ	۵۰۹	″ ″
امام عبدری اندلسی	۵۲۴	″ ″
تیمی طلحی اصفہانی	۵۲۶	″ ″
ابو سعد البغدادی	۵۴۰	″ ″
محمد بن ناصر سلامی	۵۵۰	″ ″
امام سلفی اصفہانی	۵۷۶	″ ″
سعید بن القرطبی	۶۱۱	تذکرہ
ابو شامہ	۶۶۵	المختصر المومل
شیخ الاسلام ابن تیمیہ	۷۲۸	امام ابن تیمیہ
شمس الدین ترک الہندی		فقہاء ہند
امام ابن القیم	۷۵۱	اعلام الموقعین
امام المفسرین ابن کثیر		ابن کثیر
شیخ محمد ابن یحییٰ چراغ دہلوی	۷۵۷	فقہاء ہند
جلال الدین المحلی	۸۶۴	ظفر المبین
محدث و مجتہد ابن حجر عسقلانی	۸۵۲	فتح الباری

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
امام منافری المالکی	۵۴۳	ظفر المبین
امام ابن جوزی	۵۹۷	تلبیس ابلیس
حافظ عبد الغنی المقدسی	۶۰۰	تذکرہ
محی الدین ابن العربی	۶۳۸	معیار الحق
ابن الرومیہ ظاہری	۶۳۷	تذکرہ
امام فخر الدین رازی	۶۰۶	تفسیر کبیر
نجم الدین الحرانی	۶۹۵	ہدایۃ المستفید
شیخ کوشیار	۶۹۹	″ ″
ابن سید الناس الاشبیلی ظاہری	۶۵۹	تذکرہ
ابن الدقیق	۷۰۲	تذکرہ
ابن الزبیر غرناطی	۷۰۸	تذکرہ
ابن فوطی شیبانی	۷۲۳	تذکرہ
امام مزی دمشقی	۷۴۲	″
امام ذہبی	۷۴۴	
مولانا فخر الدین زرادی	۷۴۸	فقہاء ہند
نظام الدین اولیاء	۷	مقالات ندوی
مجد الدین فیروز آبادی	۸۱۷	کتب متعددہ
شمس الدین الیساطی	۸۴۲	المقتصر فی اصول الدین
امام سخاوی	۹۰۲	ہدایۃ المستفید

[1] آپ کا رد تقلید میں بے مثال قصیدہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماء الائمۃ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
شیخ عبدالعزیز بن عبدالواحد	۹۶۷	ہدایۃ المستفید
شیخ عبدالوہاب	۹۷۳	الارشاد
امام مقبلی صنعانی	پیدائش ۱۰۴۷	ظفر المبین
مجدد الف ثانی	۱۰۷۰	مکتوبات ربانی
امام کوکبانی	پ ۱۱۵۹	ظفر المبین
علی بن لطف اللہ صنعانی	۱۱۶۵	" "
سید امیر یمانی	۱۱۸۲	سبل السلام
صالح بن مہدی	۱۱۵۸	الارشاد
محمد حیات سندھی	۱۱۶۳	ایقاظ
شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری	۱۳۶۷	اجتہاد تقلید
شاہ اسماعیل الشہید	۱۲۴۲	ایضاح الحق
عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد النجدی	۱۲۸۵	فتح المجید
امام عبداللہ غزنوی	۱۲۹۸	حیات غزنوی
مولانا بشیر سہسوانی	۱۳۰۶	صیانۃ الانسان
مولانا جوناگڑھی	۱۳۶۰	طریق محمدی
مولانا محمد اشرف سندھو		نتائج تقلید
علامہ وحید الزمان		ترجمہ و تفسیر وحیدیہ

اسماء الائمۃ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
شیخ شہاب الدین	۹۵۱	تحریک آزادی فکر
عبدالقادر بدایونی[1]	۱۰۰۴	فقہاء ہند
سید یحییٰ بن حسن	۱۰۸۰	تحریک آزادی فکر
احمد الوارثی المغربی	۱۰۴۵	ہدایۃ المستفید
شیخ الجزائری	۱۰۵۷	" "
صالح بن محمد حمیدی	۱۱۰۸	تحریک آزادی فکر
عبدالقادر البدری	۱۱۶۰	" "
شاہ ولی اللہ دہلوی		حجۃ اللہ، الانصاف
حسن بن مہدی	۱۱۷۷	معارج الالباب
امام شوکانی	۱۲۵۰	القول السدید
محمد بن عبدالوہاب النجدی	۱۲۰۶	الہدیۃ
شاہ عبدالعزیز دہلوی		تفسیر عزیزی
المجدد العمری	۱۲۱۸	ایقاظ
نواب صدیق الحسن خاں	۱۳۰۷	نیل المرام
شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی	۱۳۲۰	معیار الحق
مولانا عبدالرحمان مبارکپوری	۱۳۵۳	تحفۃ الاحوذی
مولانا دھلیانوی		عون المعبود

[1] آپ فرماتے ہیں ہمارا تعلق کتاب اللہ سے ہے تقلید سے نہیں۔ (فقہاء ہند)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
مولانا محمد ابوالحسن		ظفر المبین
مولانا شرف الدین دہلوی	۱۳۳۸	فتاوی نذیریہ
ابوالقاسم بنارسی	۱۳۶۹	
مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی	۱۳۸۴	خاتمہ اختلاف
السید السابق المصری		فقہ السنہ
سید رشید رضا مصری	۱۹۳۵ء	المینار
ابن شہاب الوسی	۱۳۱۷	تفسیر روح المعانی
شیخ الکل امام الوقت حافظ محمد گوندلوی	مدظلہ العالی	
سید بدیع الدین شاہ	"	قول سدید

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
حافظ عبداللہ روپڑی	۱۳۸۴	فتاوی اہلحدیث
حافظ عبدالجبار عمرپوری	۱۳۲۴	صمصام التوحید
مولانا محمد عبدہ مصری	۱۳۳۳	المنار
حسین الاحول الطرابلسی	۱۳۲۷	حقیقۃ شرعیہ المحمدیہ
مولانا احمد دین گکھڑوی المعروف مناظر اسلام	۱۹۶۹ء	کتب کثیرہ
مولانا عبدالقادر حصاروی	۱۴۰۱	مضامین کثیرہ
علامۃ العصر مولانا محمد اسماعیل السلفی	۱۳۸۸	کتب کثیرہ

ہم نے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان مشاہیر کا ذکر کیا ہے جو اپنے اپنے ادوار میں مسلمہ حیثیت کے مالک تھے۔ شاہ ولی اللہ کی تحریک عمل بالحدیث کے بعد اگر علماء اہل حدیث اور ان علماء کے اسماء کو جمع کیا جائے تو ضخیم دفتر بن جائے گا۔ یہ برصغیر کے علماء کی مساعی ہیں اگر موجودہ دور کے عالم اسلام کے ان علماء کی فہرست مرتب کی جائے تو یہ منظر آپ کی آنکھوں کے سامنے آئے گا۔

ع ساری دنیا ہے مری سارا زمانہ میرا
جس کو سنتا ہوں وہ کہتا ہے فسانہ میرا

انتقال مذہب

تقلیدی جمود حجت نہ ہونے کی ایک یہ بھی بڑی جامع دلیل ہے کہ وہ حضرات جو مذاہب اربعہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی ایک کی طرف نسبت رکھتے تھے بوقت ضرورت وہ اس مذہب کو ترک کر کے دوسرے امام کے قول پر عمل کرتے اور اپنے مذہب کو چھوڑ دیتے ۔

تمام مذاہب کے علماء کا اتفاق ہے کہ ہر قول و فعل میں ایک کو کافی سمجھنا اتخذوا احبارھم ورھبانھم کے متماثل اور مترادف ہے ۔ اسی بنا پر تو انتقال مذہب یعنی اپنے امام کی بات کو نص شرعیہ کے خلاف سمجھتے ہوئے اس کو چھوڑ دینا اور اس دلیل کو قابل عمل بنانا جو کتاب اللہ یا احادیث صحیحہ سے ہو۔

سلف نے اس معاملہ کو اچھی طرح پرکھ لیا تھا کہ اگر آئمہ اربعہ میں کسی ایک کی تقلید کو واجب یا فرض کر لیا جائے تو اس سے بہت سے نقصان اٹھانا پڑیں گے ۔ چنانچہ انہوں نے دور رس نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کو واضح کر دیا کہ حق جہاں سے ملے خواہ امام کی مخالفت کیوں نہ ہو اسے قبول کر لو ۔

اسی سلسلہ میں ہم چند علماء کے بیان نقل کرتے ہیں جس سے مسئلہ کی وضاحت بخوبی ہو جائے گی ۔

امام ابن الصلاح شافعی فرماتے ہیں ۔

فمن وجد من الشافعیۃ حدیثا یخالف مذھبہ نظر ان کملت آلات الاجتھاد فیہ مطلقا او فی ذلک الباب او المسئلۃ کان لہ الاستقلال بالعمل بہ ۔

اگر کوئی شافعی المسلک کسی حدیث کو اپنے مذہب کے خلاف پائے اور اس میں درجہ اجتہاد اتم موجود ہو یا کسی ایک باب میں یا پھر صرف اسی مسئلہ میں تو وہ اس حدیث پر عمل کر لے اور اپنے مذہب کو ترک کر دے ۔

امام نووی شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں ۔

ھذا الذی قالہ حسن متعین [1]

ابن الصلاح کی بات بہت اچھی ہے ۔ اسی پر عمل کرنا چاہیئے ۔

محقق الاحناف الامام ابن الہمام فرماتے ہیں :

---

[1] شرح المہذب ص ۱۰۵ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یجوز تقلید من شاء من المجتهدین وان دونت المذاهب کالیوم فله الانتقال من مذهبه [1]

مقلد جس امام کی چاہے تقلید کرے اور اسے اپنے مذہب کو بدلنا جائز ہے۔

علامہ محمد حیات سندھی انتقال مذہب پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ابن الہمام نے تقلیدی مذہب کی تبدیلی کے بارے میں جو فرمایا وہ کتاب و سنت اور سلف صالحین کے قول کے موافق ہے۔ اس شخص کو کوئی وقعت حاصل نہیں جو اس کے خلاف کہتا ہے۔ کیونکہ ہر وہ قول و عمل جو کتاب و سنت کے خلاف ہو نا قابل عمل اور مردود ہے۔ اس میں سوائے جاہل اور متعصب کے کسی ایک کو اختلاف نہیں [2]

امام الاحناف قاضی ابو یوسف کا اعلان حق؛

ہارون الرشید کی خلافت کا زمانہ ہے۔ خلیفہ مدینہ منورہ میں آتا ہے۔ امام مالک مسند درس پر مسجد نبوی میں رونق افروز ہیں۔ امام شافعی اور امام ابو یوسف بھی درس میں موجود ہیں۔ خلیفہ، امام مالک، شافعی اور ابو یوسف چاروں بزرگوں کا اجتماع حرم رسول میں ہے۔ امام ابو یوسف و شافعی کے مابین بعض مسائل میں نزاع پیدا ہو جاتا ہے۔ امام ابو یوسف کے دل میں خیال گزرتا ہے کہ ان مسائل میں فیصلہ کا موقع آج سے زیادہ مناسب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ حکم بنانے کے لیے امام مالک اور صدر مجلس خلیفہ سے زیادہ کون ہستی موزوں ہو سکتی ہے۔ بحث تین مسائل قرار پاتے ہیں۔

(۱) وقف (۲) صاع (۳) اقامت

امام ابو یوسف کی طرف سے بتقلید ابی حنیفہ دعویٰ پیش ہوتا ہے کہ وقف خود صرف ایک وصیت ہے۔ اگر قاضی نے جاری کر دی تو جاری رہے گی۔ صاع کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ آٹھ رطل عراقی ہے۔ اقامت کے بارے میں خیال

---

[1] بحر الرائق [2] ایقاظ ص۵۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اقامت اکہری نہیں بلکہ دوہری کہنی چاہیئے۔ امام شافعی کا مسلک ان تینوں مسئلوں میں امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد باوفا ابو یوسف کے خلاف ہے آپ فرماتے ہیں وقف شرعی مسئلہ ہے جو قاضی کے فیصلے سے پہلے جائز اور جاری ہوجاتا ہے۔ صاع عراق کا معتبر نہیں بلکہ مدنی جس کا وزن پانچ رطل اور ایک تہائی ہے درست ہے۔ مبحث طے ہونے کے بعد مجلس مناظرہ شروع ہوئی ہے۔ امام شافعی سے دلیل طلب کی جاتی ہے۔ آپ ان اصحاب رسول کی اولاد کو طلب کرتے ہیں جو آپ کے دور کے مؤذن تھے اور ان سے دریافت کرتے ہیں تم اذان کیسے کہتے ہو اور اقامت کیسے؟ وہ کلمات اذان واقامت پڑھ کر سناتے ہیں تو اقامت اکہری درست ثابت ہوتی ہے۔ شافعی فرماتے ہیں تم نے یہ اقامت کس سے سیکھی؟ جواب ملتا ہے' اپنے باپ سے' انہوں نے انہوں نے اپنے دادا سے' یہاں تک کہ سند رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر اہل مدینہ کو حکم دیتے ہیں کہ جس صاع سے تم فطرانہ دیتے ہو وہ لے آؤ۔ بہت سے صاع جمع ہوجاتے ہیں۔ ان میں ناپ کر تولا جاتا ہے تو وزن وہی ہوتا ہے جو امام شافعی فرماتے ہیں۔ بعد ازاں آپ حاضرین مجلس کو لے کر مدینہ منورہ کے باہر جاتے ہیں اور ایک زمین کی طرف اشارہ کرکے ادھیڑ عمر والے بزرگ سے دریافت کرتے ہیں۔ یہ زمین کس کی ہے؟ جواب آتا ہے۔ یہ حضرت ابو بکرؓ کی وقف ہے۔ ایک اور طرف اشارہ کرکے کہتے ہیں' یہ زمین کس کی ہے؟ اہل مدینہ سے جواب ملتا ہے کہ حضرت عمر فاروق کی وقف کردہ ہے اور یہ زمین حضرت عثمانؓ کی وقف کی ہوئی ہے اور اسے حضرت علیؓ نے مساکین پر وقف کیا تھا اور یہ فلاں صحابی نے وقف کیا ہے۔ ان دلائل کے پیش کرنے کے بعد خلیفہ کو کہتے ہیں۔ میں نے اپنے دلائل کو پیش کر دیا ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو رسول اللہ یا آپ کے صحابہ نے کام کیا ہو اس میں کسی مسلمان کو اختلاف کا حق ہو۔ میرے نزدیک قابل قبول وہ امر ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو سنت رسول کے مطابق ہو، نہ وہ جو آپ کے خلاف ہو جس پر آپ کی مُہر نہ لگی ہوئی ہو۔ خلیفہ ہارون الرشید نے فرمایا بالکل درست اور ٹھیک ہے۔ وہ امر قابل قبول نہیں جس پر آپ کی مہر نہ لگی ہو۔ اب امام ابو یوسف پر حق ظاہر ہو چکا تھا۔ آپ اس وقت بلا کم و کاست قبول کر لیتے ہیں اور اعلانِ حق فرماتے ہیں۔ شافعی صداقت پر ہیں اور میں غلطی پر تھا۔

حق وہ ہے جس کے دلائل سچے ہوں۔ جو شافعی نے بیان کر دیئے ہیں۔ میں اپنے استاذ کے ان مسائل کو چھوڑتا ہوں اور شافعی کے دلائل کو قبول کرتا ہوں[1]

امام دارکی کا اندازِ فتویٰ :

امام دارکی جو ائمہ شافعیہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ فتویٰ دیتے وقت تقلید کو نہیں بلکہ کتاب و سُنت کو سامنے رکھتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ خطیب بغدادی کے حوالہ سے فرماتے ہیں :

دارکی بسا اوقات شافعی کے مذہب کو ترک کر کے ابو حنیفہ کے مذہب پر فتوے دیتے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دونوں مذہبوں کو ترک کر کے فتوے دیا تو کسی کہنے والے نے یہ الفاظ کہہ دیے، ھذا یخالف قولھما فیقول ویلکم حدث فلان عن فلان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا والاخذ بالحدیث اولی من الاخذ بقولھما اذا خالفاہ[2] کہ دارکی ابو حنیفہ اور شافعی دونوں کی مخالفت کرتا ہے تو امام دارکی فرماتے ہیں۔ تم پر افسوس! میں حدیث بیان کرتا ہوں اور حدیث پر عمل کرنا ان دونوں کی رائے پر عمل کرنے سے بہتر ہے جب دونوں کا عمل حدیث کے خلاف ہو۔

مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ تقلید جامد اور شخصی کا وجود پہلے علماء میں نہیں پایا جاتا تھا۔ یہ جمود مرورِ زمانہ اور تمسک فی الدین کم ہونے سے ہوا ہے۔

مذاہب اربعہ سے خروج : آج بعض سر پھرے مذاہب اربعہ سے تعلق نہ رکھنے

---

[1] طریق محمدی صـ۱۱۸ ، [2] عقد الجید صـ۹۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کو طرح طرح کے الزام و اتہام دیتے ہیں لیکن پہلے بزرگ قطعاً ایسے نہ تھے وہ تعصب اور جمود کے بجائے حق کے طالب تھے۔ امام الاحناف ابن ہمام فرماتے ہیں:

فان وجد نقل صحیح منهم فی مسئلة فالعمل به والعمل بفتوی الائمة الاربعة سواء [1]

کسی مسئلہ میں حدیث صحیح مل جائے تو اس پر عمل کرنا اور ائمہ اربعہ کے فتوے پر عمل کرنا برابر ہے۔ مزید فرماتے ہیں۔

فان وصل فتوی سفیان بن عیینة او مالك بن دینار او غیرهم یجوز الاخذ به کما یجوز الاخذ بفتوی الائمة الاربعة [2]

اگر محدثین میں سفیان، مالک بن دینار یا اور کسی کا فتوے مل جائے تو اس پر عمل کرنا ایسے ہی جائز ہے جیسا کہ آئمہ اربعہ کے فتوؤں پر کرنا ہے۔

امام ابن الہمام کے اس فتوے کے علاوہ متاخرین احناف نے عملاً ثابت کر دیا کہ آئمہ اربعہ کے فتاویٰ کے بغیر بھی عمل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ انہوں نے بعض مسائل میں ابن ابی لیلیٰ کے فتوؤں کو معمول بہا بنایا ہے۔

لیکن ہمارے دور کے احناف کو دیکھو ان کو حدیث پر عمل کرنے سے ہمیشہ فساد کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اگر آئمہ اربعہ سے الگ کسی مسئلہ کو اپنایا جائے جو حدیث صحیح کے بالکل موافق ہو، تب بھی انہیں گلہ اور شکوہ رہتا ہے اور یہ کیوں نہ ہو۔ جب کہ ہندوستان کی تاریخ میں حضرت شیخ الکل کے دور سے لے کر عمل بالحدیث میں جو پیش رفت ہو چکی ہے وہ پہلے کبھی نہ تھی۔

ہر شہر میں اہلحدیث کی مساجد اور مدرسے قائم ہیں۔ ان حضرات کو یہ خدشہ نہیں کہ کتاب و سنت پر عمل کرنے سے فساد برپا ہوگا بلکہ اصل خطرہ و خدشہ یہ ہے کہ عوام میں تحقیق اور تجسس کا ملکہ بیدار ہو چکا ہے۔ قرآن حکیم اور حدیث رسول کی کرنیں برصغیر کے دور دراز علاقوں میں پہنچ چکی ہیں جس سے جمود اور تقلید ختم ہونے کا امکان قریب تر

---

[1] عقد الجید صہ ۹۶ ، [2] تحریر ابن الہمام منقولہ از طریق محمدی صہ ۱۲۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا جا رہا ہے۔ جب جمود اور تعصب کے خلاف بات ہوتی ہے تو یہ اسے دین پر ضرب سمجھ بیٹھتے ہیں۔ عوام میں اہلحدیث کے خلاف زہریلا مواد، جس کا اہل حدیث سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ پھیلایا جاتا ہے کبھی ان پر گستاخی کا الزام ہے۔ کبھی اکابر کی توہین کا، کبھی کرامات اور معجزات کے انکار کا۔

لیکن ان کے یہ تمام من گھڑت الزامات صدا بصحرا ثابت ہو رہے ہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم ہی بتاؤ حدیث پر عمل کرنا گستاخی ہے یا اس کو چھوڑ دینا؟ اور کیا اُمتی کے فتوؤں کو قابل عمل سمجھنے اور حدیث رسول کو پس پشت ڈال دینے سے توہین کا پہلو نکلتا ہے یا حدیث پر عمل کرنے سے؟

کیا محبت کا یہی تقاضا ہے کہ زبانی اور لفظی محبت سے فضا کو گرما دیا جائے لیکن جب محبوب کبریا کی سنت پر عمل کرنے کی باری آئے تو کسی اور کے فتوے کو اپنا لیا جائے؟ ہرگز نہیں! محبت کرنا ہے تو محبوب کے اسوۂ حسنہ اور قول و فعل کو اپنانا ہوگا۔

مقلد مفتی کے بارے میں حکم

کسی مسئلہ میں فتویٰ دینا انتہائی ذمہ داری کا معاملہ ہے۔ اسی بنا پر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے فتویٰ دینے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں مفتی کو ان الفاظ سے انتباہ کیا گیا ہے۔

من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ۔ ابوداؤد $\frac{۵۱۵}{۲}$

جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دے تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔

فتوے سے منع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مفتی کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر علم کے فتوے دے اور اس فتوے کے گناہ کا بوجھ خود پر لادلے۔ اس لیے مفتی پر لازم ہے کہ وہ جس مسئلہ میں فتوے دے رہا ہے اس سے کما حقہٗ واقف ہو۔ اس مسئلہ کی دلیل سے واقف ہو۔ احادیث اور علل الحدیث کا خوب واقف ہو۔ امام اہل سنت احمد بن حنبل سے کسی تلمیذ باتمیز نے مفتی کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا۔" چار لاکھ احادیث کا حافظ ہو۔ یہ بات اس دور کی ہے جب احادیث کو کافذات کے سینے پہ رقم کرنے کا کام انتہائی عروج پر تھا۔ اب جب کہ کتب احادیث کی تدوین مکمل ہو چکی ہے تو مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کتب سے مکمل واقفیت رکھتا ہو اور ان کا ایسا ماہر ہو جیسے وہ اسے حفظ ہیں لیکن اگر وہ احادیثِ رسول پہ دسترس نہیں رکھتا تو اسے فتوٰے دینے کا کوئی حق نہیں۔ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔

ولا تقف ما لیس لک بہ علم۔ بلا علم فتوٰے دینا جائز نہیں۔

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ علم کے بغیر فتویٰ دینا جائز نہیں بلکہ شرعاً حرام ہے تو تقلید کی تعریف کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مقلد کو فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں کیونکہ وہ علماء کے زمرے میں شامل نہیں۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

انہ لا یجوز الفتوی بالتقلید لانہ لیس بعلم والفتوی بغیر علم حرام ولا خلاف بین الناس ان التقلید لیس بعلم وان المقلد لا یطلق علیہ اسم العالم[1]

تقلید سے فتویٰ دینا جائز نہیں اس لیے کہ تقلید علم نہیں ہوتا اور بغیر علم کے فتوٰے دینا حرام ہے اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ تقلید علم نہیں اور مقلد عالم نہیں ہوتا۔

جیسا تقلید سے فتویٰ دینا جائز نہیں اسی طرح کسی قاضی کو بھی تقلید کے ساتھ فیصلہ کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں:

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ

جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل اور انصاف سے کرو۔

عدل اور علم کا آپس میں گہرا تعلق ہے کیونکہ علم کے بغیر عدل حاصل نہیں ہو سکتا وہ اس لیے کہ عدل و انصاف کے لیے تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی تحقیق کا نام علم ہے۔

---

[1] اعلام الموقعین ص ۳۷ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی قاضی عدل سے کام نہیں لیتا تو وہ شرعی مجرم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

القضاة ثلاثة اثنان فی النار وواحد فی الجنة رجل عرف الحق فقضی به فهو فی الجنة ورجل قضی بین الناس بالجهل فهو فی النار ورجل عرف الحق فجار فهو فی النار۔

قاضی تین قسم کے ہیں۔ ان میں دو جہنم والے ہیں اور ایک جنت والا۔ وہ قاضی جو حق کی تحقیق کر کے درست فیصلہ کرتا ہے وہ جنت میں ہے اور وہ قاضی جو بغیر تحقیق کے فیصلہ کرتا ہے وہ آگ میں ہے۔ اسی طرح وہ قاضی بھی آگ میں ہے جو حق معلوم کر کے پھر ظلم سے فیصلہ کرے۔

مجتہد الوقت حضرت امام شوکانی فرماتے ہیں۔

قضاء اس کے لیے جائز ہے جو مجتہد ہو۔ کیونکہ قرآن نے قضاء کو ان کے ساتھ خاص کیا ہے جو انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔ انصاف کو صرف مجتہد معلوم کر سکتا ہے۔

ولا یعرف ذلك الا مجتهد لان المقلد انما یعرف قول امامه دون حجته۔

مقلد صرف اپنے امام کے قول سے واقف ہے اور وہ بھی بغیر کسی دلیل معلوم کیے۔

ومعلوم ان المقلد لا یعرف کتابا ولا سنة ولا رای له بل لا یدری بان الحکم موجود فی الکتاب والسنة فیقضی به [1]

اس بات میں کسی کو شک نہیں کہ مقلد کتاب و سنت سے واقف نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی ذاتی رائے ہوتی ہے۔

اگر کوئی مقلد قاضی اجتہاد سے فیصلہ کرے تو وہ اس معاملہ میں صادق نہیں ہوگا کیونکہ

---

[1] نیل المرام ص۱۵۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے علم نہیں کہ یہ فیصلہ کتاب وسنت میں موجود ہے یا کہ نہیں۔ اگر وہ فیصلے کا حل کتاب و سنت سے تلاش کرے گا تو دائرۂ تقلید سے خارج ہو جائے گا۔

جب تک مفتی یا قاضی تقلیدی بندھن میں بندھا ہو وہ فتویٰ دینے کا مجاز نہیں اور نہ ہی اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مقلد ہوتے فتویٰ دے یا کوئی فیصلہ کرے۔

مفتی اور قاضی دونوں کے لیئے مجتہد ہونا ضروری ہے۔ حضرت معاذ بن جبل والی حدیث میں ہے۔

بم تقضی؟ قال بکتاب اللہ۔ قال فان لم تجد قال فبسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد قال اجتهد برائی۔

امام ابو یوسف اور دیگر آئمہ احناف نے بڑے زوردار الفاظ میں ممانعت کر دی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

انه لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا مالم یعلم من این قلناه [1]

یہی الفاظ امام ابو یوسف اور امام زفر سے مروی ہیں۔

لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا مالم یعلم من این قلناه [1]

بغیر دلیل معلوم کیے فتویٰ دینا جائز نہیں۔

آئمہ احناف اور امام احمد بن حنبل کے فرامین سے یہ واضح ہو گیا کہ کوئی عالم تقلیدی حالت میں فتوےٰ نہیں دے سکتا۔ اگر وہ تقلیدی حیثیت سے فتوےٰ دے گا۔ تو وہ اپنے مقتدا آئمہ کی مخالفت کرے گا جس کی تقلید قطعاً اجازت نہیں دیتی۔

اس دور میں کتب احادیث کی اشاعت ہو چکی ہے اور ان پر علماء کے تحقیقی کام بھی مطبوعہ ہو چکے ہیں۔ اگرچہ کتب احادیث سے کسی مسئلہ کا تلاش کرنا تو کسی دور میں بھی مشکل نہ تھا لیکن بعض لوگوں نے کتب احادیث کو ایک ہوّا بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب وہ ہوّا بھی ختم ہو گیا ہے۔ ہر کتاب احادیث پر تحقیقی نوٹ موجود ہیں اور پھر کتب احادیث کے تراجم بھی بڑی تحقیق و تمحیص کے ساتھ ہو گئے ہیں

---

[1] الفاظ ص ۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کتب فقہ پر نہیں ہیں۔ اس لیے فقہ سے مسئلہ دریافت کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں جب کہ کتب احادیث میں یہ سب آسانیاں موجود ہیں۔

اللہ تعالےٰ محدثین اور ان کی کتب پر تحقیقی کام کرنے والوں کو جزائے خیر دے۔ کتب احادیث پر عمل کرنے سے ایک تو اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ بھی راضی ہوں گے۔ دوسرے آراء الرجال اور قیاس وخیالات سے بھی نجات مل جائے گی اور امت میں اتحاد و یگانگت کا جذبہ بھی پیدا ہو جائے گا۔

ودع عنك اراء الرجال وقولهم فقول رسول الله ازكى واشرح

قیاسات کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرو۔ کیونکہ احادیث بہت مناسب اور واضح ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

مذاہب اربعہ کی حقیقت

نام نہاد اجماع کا دعوے کرنے والے ہمیشہ عجیب وغریب دعوے کرتے رہتے ہیں ایک دعویٰ تو آپ پیچھے دیکھ آئے ہیں کہ تقلید شخصی پر اجماع ہو چکا ہے اور پھر اس کی حقیقت بھی آپ نے جان لی ہے۔ اب ایک نیا دعویٰ ملاحظہ فرمایئے۔ مذاہب اربعہ کے حق ہونے میں امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ لیکن یہ دعوے بھی محض دعوے ہے جس کی حقیقت کچھ نہیں۔ ہم اختصار سے اس دعوے کا توڑ پیش کریں گے۔

۱۔ حق ہمیشہ ایک ہوا کرتا ہے اور اس میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا۔ حق میں اتفاق واتحاد کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ حق نہیں ہوگا۔ جیساکہ قرآن کریم حق ہے اور اس میں اختلاف نہیں۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا

۲۔ کسی امر کے حق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ من جانب اللہ ہو۔ اگر وہ من جانب اللہ نہیں تو سمجھ لو وہ حق نہیں۔ مذاہب اربعہ کا حق ہونا، اس پر کوئی شرعی دلیل نہ کتاب اللہ اور نہ ہی احادیث رسول سے پیش کی جاسکتی ہے۔ اگر ہے تو کوئی صاحب بتائیے کہ شارع علیہ السلام نے فرمایا ہو، میرے بعد تم حق کو آئمہ اربعہ میں تلاش کرنا۔

۳۔ مذاہب اربعہ میں اختلافات کی خلیج اتنی وسیع ہے کہ اس کو پاٹنا ناممکن ہے۔ کوئی ایسا مسئلہ ہوگا جس میں آئمہ اربعہ کا اتفاق ہوا ہو۔ ورنہ ۹۹ فیصد میں آپ کو اختلاف نظر آئے گا۔

۴۔ فقہ حنفی اور شافعی دونوں کے قبول کرنے والے ایک دوسرے کو حق پر سمجھنے کے لیے تیار نہیں۔

۵۔ آئمہ اربعہ کے مقلدین نے اپنے اپنے امام کی مدح میں یا دوسروں کی تنقیص میں اس قدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلو سے کام لیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شوافع کے نزدیک امام ابوحنیفہ اور احناف کے نزدیک امام شافعی امت کے لیے فتنہ تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بعض احناف نے اپنے امام کی مدح میں سراج امتی جیسی حدیث وضع کر دی اور امام شافعی کی تنقیص میں یہ حدیث بنا ڈالی۔

یکون فی امتی رجل یقال له محمد بن ادریس یکون اضر علی امتی من ابلیس [1]

میری امت میں محمد بن ادریس ایک شخص ہوگا جو میری امت کے لیے شیطان سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوگا۔

کسی اصولی حنفی نے حضرت امام کے متعلق خامہ فرسائی ان الفاظ میں کی۔

والجہل فی نحوہ کجہل الشافعی فی جواز القضاء بشاھد و یمین [2]

امام شافعی جاہل تھے۔

ایک اور جگہ اصولی حنفی فرماتے ہیں:

وجہل من خالف فی اجتہادہ الکتاب کجہل الشافعی فی حل متروک التسمیۃ عامداً قیاساً علی متروک التسمیۃ ناسیاً۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

لا یصلح عذرا فی الاخرۃ۔

تمام عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ بعض مسائل میں امام شافعی ایسے جاہل تھے جو قریب الکفر ہو اور امام شافعی بدعتی ہیں اور بدعت بھی ایسی کہ جو قیامت کے دن معاف نہ ہو۔

ملا جیون فرماتے ہیں:

قد نقلنا ھذا ما قال اسلافنا۔

امام شافعی کے جاہل اور بدعتی ہونے کے متعلق ہمارے اکابر کا یہی نظریہ تھا۔
واضح رہے کہ اس عبارت کے تحت احناف نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی بدعتی

---

[1] نزہۃ النظر حاشیہ نخبۃ الفکر ص۲۷، [2] نور الانوار ص۳۰۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا ہے اور فرماتے ہیں وہ بھی شافعی کی طرح اس قسم کے بدعتی ہیں جن کا قیامت کے دن کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔

مذکورہ عبارت پر غور کیا جائے تو احناف کا تعصب کھلی کتاب کی طرح سامنے آجائے گا کیا وہ شخص حق پر ہو سکتا ہے جو ابلیس سے بھی بڑا ہو، بدعتی اور جاہل ہو۔

اہلحدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ان تمام الزامات سے بری سمجھتے ہیں۔ اور ان کی شان میں کوئی نازیبا اور غلط کلمہ کہنے کی جسارت نہیں کر سکتے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ احناف نے حضرت الامام کے متعلق مسموم لہجہ کیوں استعمال کیا وہ اس لیے کہ حنفیت اور شافعیت حکومت وقت کی زیر سرپرستی پھیلیں جس کے ہاتھ حکومت آئی اس نے مخالف پر تنقید کرنا اپنا فرض سمجھا۔ پھر یہ دونوں بغداد اور عراق سے پیدا ہونے والے مذاہب تھے۔ جس کی وجہ سے ان کی مڈبھیڑ ہوتی رہی۔ بعض دفعہ مخاصمانہ اور مناظرانہ میدان بھی گرم ہو جاتے۔ فریقین دونوں کو نیچا دکھانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے۔ میدان شوافع کے ہاتھ ہوتا جس وجہ سے احناف امام شافعی کی تنقیص پر اتر آتے

شوافع کا قتل عام:

جب معاملہ امام شافعی کی تنقیص سے بھی حل ہوتا نظر نہ آیا تو ایک دور میں احناف نے شوافع سے اپنے مناظروں کی شکست کا بدلہ قتل سے لیا۔ وہ ایسے کہ ۵۷۸ھ میں عیسیٰ بن مالک بادشاہ حنفی مذہب پر تھا اور تعصب میں لاثانی اور بے نظیر تھا۔ مسعودی کی کتاب اس کو تمام یاد تھی۔ لوگوں کو حنفی ہونے کی ترغیب دیتا اور کہتا۔ عمل صرف ابوحنیفہ کے فتوے پر ہے۔ صاحبین (ابویوسف و محمد) کے اقوال کو بھی چھوڑ دو۔ حنفی فقہا نے اسے ایک کتاب صرف ابوحنیفہ کے اقوال پر مرتب کر دی جس کو اس نے یاد کر لیا۔ اور تعصب کی بنا پر شافعی المذہب لوگوں کو اندھا دھند قتل کرنا شروع کر دیا اور جتنے شافعی اس کے ہاتھ لگے۔ سب کے سب قتل کر دیئے گئے [1]

---

[1] ظفر المبین ص ۳۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر احناف کے نزدیک شافعی حق پر تھے تو امام شافعی کے متعلق ایسی غلط زبان کیوں استعمال کی گئی، بے گناہ شوافع کا خون کیوں بہایا گیا؟ اس کا جواب ہم موجودہ احناف سے طلب کرنے میں حق بجانب ہیں۔ اور یہ ان پر فرض ہے کیونکہ مذاہب اربعہ کے حق ہونے کا شور انہیں حضرات سے سنا جاتا ہے کیا ان کے نزدیک حق یہی ہے کہ کسی بزرگ امام کو ابلیس، بدعتی اور جاہل جیسے قبیح الفاظ سے تعبیر کیا جائے؟

"امام احمد غیر فقیہہ تھے۔"

متعصبانہ اور تقلیدی جھگڑوں نے صرف شافعیہ ہی پر طبع آزمائی نہیں بلکہ امام اہلِ سنّت احمد بن حنبل جیسے محدّث، مجتہد کو بھی اپنی پلیٹ میں لے لیا۔ علامہ کوثری جو مصر میں موجودہ صدی کے حنفی مجدّد تسلیم کیے گئے ہیں وہ تانیب میں فرماتے ہیں۔

انه محدث غیر فقیه عنده۔ والی لغیر الفقیه ابداء رای فی فقه الفقهاء [1]

وہ صرف محدّث تھے، فقیہہ نہیں تھے، غیر فقیہہ کی رائے فقہا کے ہاں کب وزنی ہو سکتی ہے۔

ہم نہایت ادب سے گذارش کرتے ہیں اگر امام احمد غیر فقیہہ تھے تو پھر ان کی تقلید کیسے واجب ہو گئی اور حنابلہ کیسے حق پر ٹھہرے؟ کیونکہ ان کے ہاں تقلید صرف مجتہد کی جائز ہے۔

تمام مذہب والے دوسرے پر عیب لگاتے ہیں۔

صاحب شرح نامی مذاہب اربعہ کا ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کی معقول وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وکل واحد یجهل الاخر فیما خالفهم یقول انه مخالف السنة [2]

حاشیہ :- شاید ان کے نزدیک فقیہہ وہ ہوتا ہے جو احادیث کی تاویلات میں ماہر ہو اور احادیث رد کرنے میں خاص مہارت رکھتا ہو لہٰذا امام احمد غیر فقیہہ تھے کیونکہ وہ اپنا اوڑھنا بچھونا احادیث نبویّہ کو سمجھتے تھے اور مولانا کوثری کے ہاں احادیث پر عمل کرنا محدّث کا کام ہے فقیہہ کا نہیں۔ (محمد یحییٰ گوندلوی)

---

[1] التنکیل ص۱۶۲ ج ۱ [2] نامی ص۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاہب اربعہ والے ایک دوسرے پر جہالت جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کو سنّت کا مخالف قرار دیتے ہیں۔

یہ ایک ایسے حنفی عالم کی تحقیق ہے جو مروجہ علوم میں فائق تھے۔ انہوں نے کتنے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ چاروں مذہبوں کے پیروکار ایک دوسرے کو منکرین سنّت ہونے کا الزام دیتے تھے تو اب یہ فیصلہ حنفی حضرات نے کرنا ہے کہ کیا حق اس کا نام ہے کہ حق کی بھرپور مخالفت کی جائے۔ اور حق والوں کو سنّت کا دشمن قرار دیا جائے۔

امام ابوحنیفہ کے قول کا ردّ

حنفی اصحاب نے جتنا غلو سے کام لیا دوسرے اس کے عشر عشیر کو بھی نہ پہنچ سکے۔ اس کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور پھر جتنا غلو برصغیر کے احناف میں پایا جاتا ہے اس کی نظیر آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔ ہاں البتہ احناف کے ایک طبقہ نے مولوی احمد رضا خان صاحب کے بارے میں جو رویہ اختیار کیا وہ تمام احناف کے لیے سامانِ حیرت پیدا کرتا ہے۔ بالجملہ احناف کے ہاں صرف عمل فقہ حنفی پہ باقی سب باطل۔ ملاحظہ فرمائیے۔

فلعنة ربنا اعداد رمل علی من ردّ قول ابی حنیفه [1]

اس پر ریت کے ذرّوں برابر لعنت ہو جو ابوحنیفہ کے قول کو ردّ کرتا ہے۔

ایک صاحب نے یہ فتوےٰ ٹھونس دیا۔

وجب علی مقلد ابی حنیفه ان یعمل به ولا یجوز له العمل بقول غیره [2]

ابوحنیفہ کے مقلد پر صرف ابوحنیفہ کے قول پر عمل جائز ہے اور کسی کے قول پر نہیں۔

حنفی مذہب کو ترک کرنا

فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

من ارتحل الی مذهب الشافعی یعزر

جو حنفیت کو ترک کر کے شافعیت کو قبول کرے گا اس کو سزا اور تعزیر دی

---

[1] دُرِّ مختار صہ۱ ، [2] معیار الحق صہ۲۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔

ایک نظر آگے جھانکیے تو آپ کو یہ الفاظ دکھائی دیں گے۔

ولا تقبل شہادۃ من انتقل من مذہب ابی حنیفہ الی مذہب الشافعی۔

حنفیت سے منہ پھیر کر شافعیت کو قبول کرنے والے کی شہادت قبول نہ ہوگی۔

برادران اسلام! اگر مذاہب اربعہ حق ہیں تو حنفیت کے تارک کو اتنا بڑا مجرم کیوں قرار دیا گیا۔ کیا وہ ایک مذہب حق کو ترک کر کے دوسرے حق مذہب میں داخل نہیں ہوا۔ اگر ایک حق سے نکل کر دوسرے حق میں داخل ہوا تو اسے تعزیر کس بات کی؟ اس کی شہادت کو رد کر کے اس کو فاسق اور فاجر کیوں قرار دیا گیا؟ معلوم ہوا کہ مقلدین کے نزدیک سوائے اپنے امام کے مذہب کے دوسرا مذہب حق نہیں۔

صرف حنبلی مسلمان ہیں:

مذاہب اربعہ میں حق و باطل کا معرکہ تقلید کے ابتدائی زمانہ سے ہی گرم چلا آرہا ہے۔ ہر ایک نے خود کو حق پر ہونے کا دعوے کیا اور مخالفین کو باطل پر ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حنابلہ کے بہت بڑے امام ہروی فرماتے ہیں۔

من لیس بحنبلی فلیس مسلماً[1]

جو حنبلی نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔

حنابلہ میں کسی شاعر نے اپنا وصیت نامہ ان الفاظ میں رقم کیا ہے۔

انا حنبلی ماحییت وان امت ۔۔۔ فوصیتی للناس ان یتحنبلوا

میں زندگی بھر حنبلی رہوں گا میرے مرنے کے بعد لوگوں کو یہ وصیت ہے کہ وہ حنبلی ہوجائیں۔

کسی شافعی نے یہ سنا تو اس نے اس شعر میں یہ ترمیم کر ڈالی۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۸۷/۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انا شافعی ما حییت وان امت		وصیتی للنّاس ان یتشفعوا

میں آخر زندگی تک شافعی مسلک پر ہوں۔ میرے مرنے کے بعد لوگوں کو وصیّت ہے کہ وہ شافعی بن جائیں۔

بلکہ یہی الفاظ کسی حنفی نے اس تحریف و ترمیم کے ساتھ کہہ دیئے۔

انا حنفی ما حییت وان امت		وصیتی للنّاس ان یتحنّفوا

کہ میں خود حنفی ہوں، میری موت کے بعد لوگوں کو وصیت ہے کہ وہ بھی حنفی مذہب قبول کر لیں۔

اگر اب بھی چاروں مذاہب والے بیک وقت سبھی کے حق ہونے کا دعوے کریں تو گمان غالب یہی ہو گا کہ ان حضرات سے یہ دعوے کسی حالت سکر میں صادر ہوا ہو گا۔ ورنہ صحیح حالت میں یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی ایسے دعوے کا قائل ہو۔ مقلدین اکثر حالتِ صحو کی بجائے حالت سکر میں ہی مستغرق رہتے ہیں۔ تبھی ان سے اس قسم کے دعوے گاہے بگاہے صادر ہوتے رہتے ہیں۔

خدا کرے یہ لوگ کبھی صحیح حالت میں آجائیں اور تقلیدی خمار دماغ سے اُتر جائے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ حق چار نہیں بلکہ ہمیشہ ایک ہُوا کرتا ہے۔ اگر حق کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے تو اس سے اجتماع نقیضین (یعنی دو مخالف اور متضاد چیزوں کا ایک جگہ جمع ہونا) لازم آئے گا جو کسی مذہب کے نزدیک بھی جائز اور درست نہیں۔

آپ ان امہات مسائل کو سامنے رکھیے جن میں شافعیوں اور حنفیوں کا اختلاف ہے تو آپ کو یقیناً ایک کو حق پر کہنا پڑے گا اور دوسرے کو باطل پر۔

امام شافعی فرماتے ہیں سورۃ فاتحہ کی قرأت ہر رکعت میں فرض ہے خواہ وہ نماز امام کے پیچھے ادا کی جائے یا منفرد حیثیت سے۔ اور جو فاتحہ کا منکر ہے اس کی نماز نہیں ہوتی لیکن احناف کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی ممنوع ہے۔

اسی طرح آئمہ ثلاثہ رفع یدین کو سُنّت قرار دیتے ہیں اور احناف رفع یدین کو ممنوع تصور کرتے ہیں۔ آئمہ ثلاثہ ایمان میں کمی اور زیادتی کے قائل ہیں جب کہ احناف کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک فاجر اور نبی کا ایمان برابر ہے۔ اور اس قسم کے سینکڑوں مسائل جن میں اختلاف ہی اختلاف ہے۔ اسی لیے آپ کو فریقین میں سے ایک کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر ٹھہرانا پڑے گا۔ بالجملہ مقلدین کے پاس کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے وہ بیک وقت ہر مسئلہ میں مذاہب اربعہ کو حق پر ثابت کر سکیں۔ یہ تو عین ممکن ہے کہ کسی مسئلہ میں کوئی حق پر ہو اور دوسرا حق پر نہ ہو۔ جیسا امام شافعی کا فاتحہ کو واجب قرار دینا اور رفع یدین کو سنت قرار دینا حق ہے لیکن احناف ان دو مسئلوں میں حق پر نہیں۔ اسی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کا انتساب امام مالک کی طرف اگر درست ہو تو وہ حق پر نہیں بلکہ دیگر آئمہ ثلاثہ جو ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں وہ حق پر ہیں۔ لہٰذا یہ ثابت ہُوا کہ مقلدین میں سے ہر ایک فرقہ کچھ حق اور کچھ باطل پر عمل پیرا ہے۔ لیکن اس سے تو شدید گمراہی کا خطرہ لاحق ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حنفی نصف حق اور نصف باطل پہ عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر مقلدین نصف باطل پر اور نصف حق پر عمل پیرا ہیں۔

؎ آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

الغرض مقلدین کا یہ دعوٰے کہ چاروں حق پر ہیں۔ نہ عقلاً ثابت ہوتا ہے نہ ہی کوئی شرعی دلیل اس کی تائید کرتی ہے۔ اگر چاروں کو حق پر ماننا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ چاروں کو باطل پر بھی ماننا پڑے گا کیونکہ مذاہب اربعہ کا مسائل میں شدید اختلاف ہے۔

تقلیدی نسبتیں

دنیا کا اصول ہے کہ ہر مذہب کی نسبت صاحب مذہب کی طرف ہوتی ہے۔ مثلاً عیسائی مذہب کی نسبت حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرف ہے۔ اس لیے چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلمانوں کی نسبت بھی صاحب مذہب کی طرف ہوتی یعنی ہم محمدی ہوتے۔

خدا ان حضرات پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اپنی نسبتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ کر امتیوں سے جوڑ لیا۔ احناف نے اپنی نسبت کو امام ابوحنیفہ سے جوڑا۔ حنابلہ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد سے، اسی طرح شوافع اور مالکی وغیرہ ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ان چاروں نسبتوں کا قطعاً مکلف نہیں بنایا تھا اور نہ ہی ہمیں حکم دیا تھا کہ تم اپنا انتساب ان چار اماموں کی طرف کرو اور نہ ہی کسی صحابی یا تابعی سے کوئی ایسا ثبوت ملتا ہے کہ اس نے اپنی نسبت کسی امتی کی طرف کی ہو۔ خیر القرون کا زمانہ بیت گیا۔ اخیار الامت کو ان امتی نسبتوں کا خیال تک نہ گزرا کہ ہم نے صاحب الشریعت سے نسبت توڑ کر کسی امتی کی طرف کرنا ہے بلکہ نسبتوں کی وبا تین صدیاں گزر جانے کے بعد پھوٹی۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ان نسبتوں کے متعلق فرماتے ہیں:

"اعلموا انه لم یکلف الله تعالےٰ احداً من عباده ان یکون حنفیا او مالکیاً او شافعیاً او حنبلیاً بل اوجب علیهم الایمان بما بعث به سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم"[1]

کم و بیش یہی الفاظ ملا علی قاری حنفی نے فرمائے ہیں۔

ما کلف الله احداً ان یکون حنفیاً او شافعیاً او مالکیاً او حنبلیاً[2]

اللہ تعالےٰ نے کسی مسلمان کو حنفی، شافعی اور مالکی، حنبلی ہونے کا مکلف نہیں بنایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کو واجب کیا ہے۔

ان دونوں مسلمہ حنفی بزرگوں کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ نسبتیں غلط ہیں اور نہ ہی کسی کو اللہ تعالےٰ نے ان نسبتوں کے اپنانے کا حکم دیا ہے۔

لیکن بعض حضرات کو اصرار ہے کہ حق صرف ان نسبتوں میں رہے اور جو ان چاروں سے باہر ہے وہ جنت کا مستحق نہیں لیکن یہ دعویٰ اہل کتاب کے دعوے سے مطابقت رکھتا ہے۔ جو یہ کہتے تھے لن یدخل الجنة الا من کان هوداً او نصاریٰ جنت میں جانے کا اہل کتاب کو حق ہے۔ حالانکہ یہ صرف خیالی باتیں تھیں جن پر کوئی دلیل نہیں تھی۔ اسی لیے تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔

---

[1] قول سدید [2] شرح عین العلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جب ہم ان سے ان نسبتوں کے بارے میں کوئی دلیل چاہتے ہیں تو ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ جواب ہو بھی کیا جب ان سے کہا جاتا ہے تم بتاؤ آئمہ اربعہ کس کے مقلد تھے؟ اور انہوں نے اپنی نسبت کس کی طرف کی تھی؟ تو جواب نہ ہونے کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں۔ سانس میں تیزی آجاتی ہے۔ پیشانی پسینہ سے شرابور ہوجاتی ہے۔ اور بعض حضرات آپے سے باہر ہوجاتے ہیں۔

برادران اسلام!

یہ تقلیدی نسبتیں صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں بالکل نہ تھیں۔ بلکہ تمام لوگ مسلمان تھے کتاب وسنت پر عمل کرنے میں نجات سمجھتے تھے۔

جب سے نسبتوں کا رواج پڑا ہے آئے دن نئی سے نئی نسبتوں سے تعارف ہوتا رہتا ہے۔ پہلے تو صرف چار تھیں اب سینکڑوں سے متجاوز ہوچکی ہیں۔ مثلاً قادری، رضوی، نوشاہی، اویسی، حسینی، جیلانی، نظامی، چشتی اور نئے سال کی بالکل نئی نسبت سیالوی۔

اگر نسبتوں کا یہی دور رہا تو کسی دن ہزاروں نسبتوں کی فائلیں تیار ہوجائیں گی۔ بالجملہ اسلام میں اس قسم کی نسبتوں کی کہاں اجازت تھی اور ان کے اپنانے میں کونسی دلیل تھی۔ یہ تو محض تقلید اور تعصب کی وجہ سے معرض وجود میں آئیں جو اسلام کا قطعاً حصہ اور جزو نہیں بن سکتیں۔ تمام مسلمانوں کو ان نسبتوں سے بیزار ہوکر صرف ایک نسبت کو اپنانا چاہیئے وہ نسبت خود اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں بیان کردی ھو سماکم المسلمین تم صرف مسلمان بنو اسی میں نجات ہے۔

حاشیہ: بعض احباب کو لفظ اہل حدیث پر اعتراض ہے کہ اگر حنفی ہونا غلط نسبت ہے تو پھر اہلحدیث ہونا کہاں سے درست ہوگیا۔ اختصاراً عرض ہے کہ حنفی امتی کی طرف نسبت ہے۔ جب کہ اہلحدیث ہونا خود صاحب حدیث سے نسبت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن کریم میں لفظ حدیث قرآن اور حدیث دونوں پر بولا گیا ہے لہٰذا اس کے معنی ہوئے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے والے۔
محمد یحییٰ گوندلوی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا محدثین اور ائمہ عظام مقلد تھے؟

اسماء الرجال کی اوراق گردانی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محدثین کسی ایک کے مقلد نہ تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ محدث بننے کے لیے بہت سے علوم وفنون سے واقف ہونا ضروری ہے اور اصولِ فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ عالم کسی کا مقلد نہیں ہوا کرتا لیکن طبقات کی کتب پہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام محدثین مقلد تھے۔ طبقات والوں نے کسی بڑے سے بڑے محدث کو تقلید کے جال میں قید کرنے سے گریز نہیں کیا لیکن یہ صرف قلم کی صفائی کا نتیجہ ہے کہ ہر ایک مذہب والے نے آئمہ عظام اور محدثین کرام کو اس پھندے میں گرفتار کرنے کی سعی کی۔ اس سے صرف عوام کو خوش کرنا یا تائید مذہب مقصود تھا۔

بعض دفعہ محض نسبت کی بنا پر آئمہ عظام و محدثین کرام کو تقلید کے زمرے میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے، نسبت کا تعلق چند امور سے ہوتا ہے جن سے تقلید کا پہلو قطعاً نہیں پایا جاتا۔

۱۔ استاذ کی طرف نسبت ہو۔ یعنی کسی محدث کا استاذ کسی ایک کی نسبت رکھتا ہو۔
۲۔ علاقہ میں کسی مذہب کی کثرت ہو تو اس علاقہ کی وجہ سے نسبت مشہور ہو گئی ہو۔
۳۔ کسی کا طریق استنباط کسی ایک امام سے ملتا جلتا ہو۔
۴۔ کسی محدث اور امام نے کوئی کتاب لکھی تو اس کا اکثر حصّہ کسی امام کے اجتہاد کے موافق ہو گیا ہو۔
۵۔ کسی حکومت کے خوف سے نسبت اس طرف کر دی جس کی طرف حکومت کا میلان تھا۔
۶۔ یا بعد والوں نے طبقات کی تعداد بڑھانے کے لیے ائمہ و محدثین کو تقلید کی صف میں شامل کر دیا۔
۷۔ کسی صاحبِ مذہب کے مدرسہ میں تعلیم کا موقع ملا ہو۔ تو اس کو بھی مدرسہ کی نسبت سے کسی ایک کی طرف منسوب کر دیا جائے۔

اس آخری عقدے کی مثال کے لیے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کو پیش کیا جا سکتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو دیوبند کی دیواروں کے سایہ میں فقہی علم حاصل کرتے رہے تو جب دیوبند نمبر شائع ہوا تو انہوں نے مولانا امرتسری کو دیوبند کی صف میں لا کھڑا کیا حالانکہ وہ مسلک اہلِ حدیث کے پابند اور اس کے داعی تھے۔

مختصر یہ کہ تمام معروف محدثین اور آئمہ عظام کسی ایک کے مقلد نہ تھے بلکہ مستقل مجتہد تھے مشہور شافعی امام قاضی ابوبکر قفال فرماتے ہیں:

لسنا مقلدین للشافعی بل وافق رأینا رأیه - وھو

الظاھر من حال الامام ابی جعفر الطحاوی فی اخذہ بمذھب ابی حنیفہ -

ہم شافعی کے مقلد نہیں بلکہ ہماری رائے شافعی کی رائے سے متفق ہوجاتی ہے اور یہی حال علامہ طحاوی کا ہے وہ بھی مقلد نہ تھے بلکہ ان کی رائے حضرت امام کی رائے کے موافق ہوجاتی تھی - تقریرات رافعی ص۱۰

بلکہ حنابلہ میں حافظ سلفی نے صاف فرمادیا کہ

الواجب اتباع الدلیل لا اتباع احمد

اتباع صرف دلیل کی ہے امام احمد کی نہیں۔

حافظ سلفی کا مکمل تذکرہ تذکرۃ الحفاظ ج ۴ میں موجود ہے۔

اسی طرح امام ہروی کی نسبت حنابلہ کی طرف محض اتفاقات کی وجہ سے تھی۔ اصل میں وہ حنبلی نہ تھے بلکہ کتاب وسنّت کے پابند تھے۔

اسی طرح محدثین و آئمہ عظام کا بڑا گروہ تقلیدی بندشوں سے آزاد تھا۔ جن میں بعض کی فہرست علامہ ابو الفیض محمد بن علی نے جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول اور امام حاکم نے علوم الحدیث میں مرتب فرمائی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

امام عبداللہ بن مبارک - یحییٰ بن سعید قطان - عبدالرحمٰن بن مہدی - یحییٰ بن یحییٰ التمیمی - امام مدینی - ابن معین - اسحاق حنظلی - امام ذہلی - امام بخاری - ابوزرعہ - ابوحاتم رازی - امام حربی - امام مسلم بن حجاج - امام دارمی - امام عبدی - امام ترمذی - ابوبکر جارودی - ابوعبداللہ مروزی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نسائیؒ ۔ ابوبکر بن خزیمہ ۔ ابو داؤد ۔ عبدالوہاب عبدی ۔ موسیٰ بن ہارون ۔
حسن بن علی معمری ۔ محمد بلخی ۔ سفیان بن عیینہ ۔

ہم نے اختصار کے ساتھ ان آئمہ اعلام کے ناموں کا ذکر کیا ہے جو اپنے اپنے دور میں مجتہد تھے اور ان میں اجتہاد کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی ۔ ان میں سے بعض کے اقوال آپ سابقہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔ جو براہ راست کتاب و سنت سے استفادہ کرتے تھے ۔ کسی امام کی تقلید سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم — تقلیدی کرشمے

مجوزین حضرات اکثر طور پر تقلید کے مصالح تلاش کرنے میں تضیع اوقات کرتے رہتے ہیں اور متبع سنت کو عموماً یہ الزام دیتے ہیں کہ تقلید پر عمل نہ کرنے سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں باغیانہ روش کو قوت ملتی ہے۔ ذہنوں میں آوارگی پیدا ہوتی ہے اور خدا جانے کیا کیا مفاسد بیان کرتے ہیں لیکن یہ باتیں محض اپنی ڈھارس بندھانے کیلئے ہیں جن کی حقیقت کچھ نہیں۔

دین میں اس سے بڑھ کر کیا فساد برپا ہو سکتا ہے کہ شارع علیہ السلام کی احادیث کو ترک کر کے کسی ایک اُمتی کے قول و فعل کو دین سمجھ لیا جائے اور مسلمانوں میں مخالفت کا بیج بو دیا جائے۔ مخالفین پر سب و شتم کا دروازہ کھول دیا جائے۔ موضوع احادیث کے انبار لگا دیئے جائیں۔ اگر ہو سکے تو آیات و احادیث میں تحریف جیسے گھناؤنے فعل کو بھی کام میں لایا جائے۔ اس قسم کے اَنگنت مفاسد ہیں جو تقلید کی وجہ سے مقلدین کے ورثہ میں چلے آ رہے ہیں۔ ہم ان مفاسد میں بعض کا ذکر کریں گے۔

۱۔ تعصّب

یہ بات شک سے بالا ہے کہ تقلید کی ابتداء تعصب سے ہوئی۔ کتاب و سنّت کو تختۂ مشق بنانے کی جسارت کی گئی کیونکہ وہ بلائے تعصب کی پلیٹ میں جو بھی آتے ہیں ان میں حقیقت سے اغماض اور حقائق سے چشم پوشی گھر کر جاتی ہے۔ مقلدین میں جب تعصب اور حقیقت سے اغماض نے جگہ پکڑی تو تقلید کے علمبرداروں کو یہ بات کہنا پڑی کہ امام کے قول کے خلاف کتاب و سُنّت کے ظاہر پر عمل کرنا جائز نہیں۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی فرماتے ہیں:

جو کوئی مقلد محض کسی امام کی آئمہ اربعہ میں سے تقلید کرے گا تو وہ نسبت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کے اس امر کا ضرور معتقد ہوگا کہ جس مسئلہ میں بظاہر ہم کو یہ شبہ گزرتا ہے کہ امام مذکور نے کسی حدیث کے خلاف کیا ہے وہ حقیقت میں خلاف حدیث نہیں بلکہ ضرور بالضرور کوئی امر متروک العمل پیش آیا ہوگا جس کو ہر عامی نہیں سمجھ سکتا تو اب اس مقلد کا قول امام پر عمل کرنا اور حدیث پر عمل نہ کرنا امام مذکور کی تحقیق پر مبنی ہوگا کیونکہ امام نے اس حدیث کو اپنی تحقیق کی وجہ سے ترک کیا تھا اور مقلد مذکور نے بوجہ حسنِ ظن [۱]

شیخ الہند نے کھلے بندوں اعتراف کیا ہے کہ مقلد کو ہر حالت میں اپنے امام کے قول پر عمل کرنا پڑتا ہے خواہ کتاب و سنت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ ہی جائے۔

؎ خدا اور پیغمبر سے رخ موڑ کر
ہیں خوش تیرے در پر ہی سر جوڑ کر

مقلدین کے حق میں تعصب کا اعتراف کرتے ہوئے شیخ الہند فرماتے ہیں:

مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہو جاتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے تو قلب میں انشراح و انبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار (انکار) قلب میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی بعید ہو اور کتنی دلیل قوی اس کے معارض (مقابلہ میں) ہو۔ بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں سوائے قیاس کے کچھ بھی نہ ہو۔ بلکہ خود (تاویل کرنے والے) کے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو۔ مگر (مقلدین) نصرتِ مذہب کیلئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ دل نہیں مانتا کہ قولِ مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صریح پر عمل کر لیں۔ [۲]

مقلدین کی اس صورت کی نشاندہی اگرچہ مولانا نے حنفی طرز عمل کو سامنے رکھ کر بیان فرمائی ہے لیکن یہ وبا صرف احناف میں نہیں بلکہ اس کا دائرہ قدرے وسیع ہے۔ اسی مرض اور وبا کا اعتراف علامہ ابو شامہ نے المختصر میں شافعیہ کے بارے میں کئی دفعہ تأسف بھرے قلم سے فرمایا ہے

---

[۱] ایضاح الادلہ ص۱۳۴ [۲] تذکرۃ الرشید ص۱۳۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقلدین تعلید کی پرستش میں اس درجہ غالی اور مستغرق ہیں کہ اپنے آئمہ کے اقوال کو اصل قرآن سمجھ بیٹھے ہیں جیسا اہل کتاب کا اپنے علماء کے متعلق رویہ تھا ایسا ہی ان کا ہے وہ احکام رسول سے تو انکار کرتے ہیں اور اپنے امام کے مسائل کو صحیح مانتے ہیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ان میں عمل بالفقہ کا اس قدر رواج ہوا کہ قرآن وحدیث کے درس وتدریس کا مشغلہ ان کے نزدیک ایک غیر ضروری امر ہو کر متروک ہو گیا اور اس کے بجائے فتاوٰی فقہ اور اقوال علماء واجب العمل اور مقبول ہو گئے۔ حق وصداقت کی جگہ بے سروپا باتوں نے لے لی۔ اور ایسے خیالات اپنا لیے گئے جو سراسر گمراہی کا موجب ہیں۔

تیسری جگہ فرماتے ہیں:

آئمہ مجتہدین کے اقوال اور فتاوٰے قرآن وحدیث کی طرح بطور مستقل دلیل ہو کر مسلم ہونے لگے۔ تعلید کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ حالانکہ نبی کے علاوہ خواہ کوئی کتنا بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو اس کی بات میں بے دلیل سر تسلیم خم کرنا شریعت محمدیہ میں حرام اور شرک ہے۔ خدا معلوم ان لوگوں کے نبی معصوم کے صریح اور صاف ارشادات اور تشریحات صحابہ کو چھوڑ کر اپنے فقہا اماموں مجتہدوں کے بے دلیل فتوؤں پر غور وفکر میں اپنی عمریں کیوں ضائع کر دیں[1]

انہیں خیالات سے ملتے جلتے الفاظ میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ نے مقلدین پر یوں اظہار خیال کیا ہے:

جس زمانے میں ان چاروں مذاہب اور متعصب مقلدین کا ظہور ہوا اس دور سے ہر شخص اپنے امام کی ایسی پیروی کرنے لگا کہ گویا وہ نبی مرسل ہے۔ اگرچہ اس کا مذہب شرعی دلیلوں سے کیسا ہی دور ہو۔ ایسا پیرو کار حق اور انصاف

---

[1] المختصر المول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بالکل دور ہو جاتا ہے۔ اب جو زمانہ آتا گیا اس میں فتنہ اور تقلید کی زیادتی ہوتی گئی اور لوگوں کے دلوں سے دم بدم تدین دور ہوتا گیا حتیٰ کہ امور دین میں ان لوگوں نے غور و خوض ترک کر کے صرف تقلید پر اطمینان اور بھروسہ کر لیا۔ وہ کہتے ہیں ہم نے بڑوں کو ایسے عمل کرتے پایا لہٰذا میری شکایت صرف اللہ تعالیٰ سے ہے [1]

۲۔ مخالفین سے عناد

جیسے مقلدین نے کتاب و سنت سے عمل کرنے میں انتہائی تعصب کا مظاہرہ کیا اسی طرح انہوں نے مخالفین سے بھی سخت رویہ اختیار کیا اور ان پر ہر قسم کے الزام و اتہام لگائے بعض دفعہ جب مخالفت نے شدت اختیار کی تو معاملہ حرب و ضرب اور الزامات سے بڑھ کر قتل و غارت تک پہنچ گیا جس کی ایک جھلک آپ پہلے دیکھ آئے ہیں۔ اب چند اور واقعات بھی ملاحظہ فرماتے جائیے۔

امام ہروی بلند پایہ محدث تھے اور حنبلی مسلک کے پیرو تھے لیکن جب کوئی صحیح حدیث مل جاتی تو فوراً اس پر عمل بجا لاتے۔ ان کی یہ روش مخالفین کو نہیں بھاتی تھی اسی وجہ سے آپ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے۔ امام ذہبی نے آپ کے حالات میں ان منصوبوں کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ ابو نصر کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔

> امام ہروی یگانہ روزگار تھے۔ ہر قسم کے فضائل اور محاسن آپ میں جمع تھے آپ سنت کی نصرت میں ذرہ بھر لچک سے کام نہیں لیتے تھے۔ کسی بادشاہ یا امیر کا خوف آپ کو جادۂ حق سے منحرف نہیں کر سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ حاسدین ہر وقت آپ کے درپے آزار رہتے تھے۔ انہوں نے کئی دفعہ آپ کی جان لینے کی کوشش کی اور مختلف طریقوں سے آپ کو ہلاک کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر بار آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔

---

[1] حجۃ اللہ ص ۱۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ہروی حاسدین کی تفصیل اپنی زبانی بیان فرماتے ہیں۔

مجھے بغرض قتل پانچ مرتبہ تلوار کے سامنے پیش کیا گیا سب مجھے یہ نہیں کہا جاتا تھا کہ اپنا مذہب چھوڑ دو بلکہ یہ کہا جاتا تھا کہ مخالفین (اہل الرائے) کے بارے میں خاموش رہو۔ مگر میں ہر بار ان کے مطالبے کو مسترد کر دیتا تھا اور کہتا کہ اظہارِ حق سے خاموش نہیں رہ سکتا۔[1]

امام ابن تیمیہؒ سے سلوک:

امام ابن تیمیہ تقلید کے سخت مخالف تھے۔ اسی بنا پر آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دی جاتی تھیں اور آپ پر طرح طرح کے فتوے چسپاں کیے جاتے۔ مناظرانہ بحثیں چل نکلیں۔ لیکن آپ حق و صداقت کے دامن کو کبھی ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیتے۔ آپ کے خلاف شکایت حکومتِ وقت تک بھی جاتی جس سے آپ کو عدالت میں طلب کیا جاتا۔ آپ نہایت شان و شوکت سے عدالت میں حاضر ہوتے۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ قاضی نے آپ کو اظہارِ خیال کا موقع دیا۔ آپ نے حمد و ثنا سے تقریر شروع کی۔ قاضی نے کہا ہم نے آپ کو خطبہ پڑھنے کے لیے نہیں بلایا۔ آپ نے طیش میں آکر کہا تم میرے مخالف ہو۔ میں تمہارا حکم ماننے کے لیے تیار نہیں۔ نتیجہ یہ کہ قاضی نے آپ کو جیل بھیج دیا جہاں سے آپ چند روز بعد عید کی رات کو برجِ جب میں منتقل کر دیئے گئے۔ آپ کے دونوں بھائی شرف الدین عبداللہ اور زین الدین عبدالرحمان بھی آپ کے ساتھ تھے۔ قاضی مالکی نے ساتھ ہی کہا کہ جو آدمی ابن تیمیہ کے عقائد کو قبول کرے گا۔ اسے موت اور ضبط جائداد کی سزا دی جائیگی۔ اس حکم کی ایک نقل نائب دمشق کو بھی بھیجی جسے شیخ شمس الدین محمد بن شہاب الدین حنبلی (۷۲۰ھ) نے جامع مسجد دمشق میں پڑھ کر سنایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ حکم سنتے ہی سزا سے ڈر کر بہت سے حنابلہ نے شوافع ہونے کا اعلان کر دیا۔[2]

حافظ الحدیث مقدسی کو تکالیف

علامہ مقدسی اپنے دور کے یگانہ روزگار محدث و مجتہد تھے۔ عامل بالحدیث ہونے کی وجہ

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۸۴/۳ [2] امام ابن تیمیہ از برق ص ۹۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فقہا ان پر ہمہ وقت نالاں رہتے۔ ایک دفعہ قرآن و حدیث میں صفاتِ الٰہی کا مسئلہ چل نکلا تو آپ فرمانے لگے۔ فقہا اس میں تاویل کرتے ہیں۔ اس پر فقہا آپ کے پیچھے پڑ گئے اور ان کا قتل مباح (جائز) قرار دے دیا۔ بادشاہ بھی قتل پر آمادہ ہو گیا لیکن کچھ امراء نے سعی و سفارش سے ان کی جان چھڑائی۔ آخر آپ کو شہر بدر کر دیا گیا اور باقی عمر روپوش رہے[1]

علامہ قاضی نصیر الدین سے سلوک :

ہندوستان میں موصوف گیارہویں صدی کے اہل حدیث عالم تھے۔ آپ حدیث کو قیاسِ مجتہد پر ترجیح دیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں قولِ امام کو ہرگز نہ مانتے تھے۔ وہ صاف لفظوں میں کہا کرتے تھے۔ اگر ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہو اور دوسری طرف ابو حنیفہ کا قول ہو تو ترجیح بہرحال فرمانِ رسول کو حاصل ہو گی ابو حنیفہ کے قول کو رد کر دیا جائے گا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ مولانا علم اللہ (جو آپ کے سسر تھے) سے کسی بات میں بحث ہو گئی۔ مولانا علم اللہ نے امام صاحب کا قول پیش کیا تو قاضی صاحب نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ھو رجل و انا رجل (یہ کوئی حجت نہیں) ہمارے لیے حجت حدیثِ رسول ہے قولِ امام نہیں۔ کیونکہ امام کے قول میں خطا کا امکان موجود ہے۔ بس یہ بات کرنا تھی کہ آپ کے سسر علم اللہ طیش میں آ گئے اور تلوار کو سونت کر آپ کے پیچھے بھاگ اُٹھے آپ نے بھی دوڑ کر جان بچالی۔ شیخ نے آپ پر فتوائے کفر لگا دیا (واہ سبحان اللہ، حدیث پر عمل کرنا مقلدین کے نزدیک کفر ہے) اور حکم دیا کہ قاضی صاحب کو جلا دیا جائے۔ (حدیث پر عمل کرنے والوں کو سنتِ ابراہیمی ادا کرنا پڑتی ہے) اور ساتھ ہی علماء کا فتوائے طلب کیا۔ تمام علماء نے اس فتوائے پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ البتہ علامہ شیخ عیسیٰ بن قاسم اور شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوری نے اس فتویٰ کی تصویب اور تصدیق نہ کی[2]

قاضی ترکِ وطن کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور ان لوگوں کے شر سے جو حدیثِ رسول

---

[1] التاج المکلل ص۱۳۹ [2] فقہائے ہند ج ۴ ص ۳۸۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بجائے امام کے قول وفعل کو دین سمجھتے تھے، نجات حاصل کرلی۔ اسی طرح شیخ ابوبکر فہری کو صرف رفع الیدین کرنے کی بنا پر قتل کرنے کی دھمکیاں دی گئیں تو وہ فرمانے لگے مت اینی لی ان اقتل علی سنتہٖ[1] مجھ سے زیادہ خوش نصیب کون ہوگا جسے سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے قتل کیا جائے۔

۲۔ اہلحدیث سے دشمنی میں انتہا

مرور زمانہ کے ساتھ معاندین کا رویہ اہل حدیث کے متعلق سخت ہوتا چلا گیا۔ متقدمین میں عمل بالحدیث کا جذبہ تھا۔ جس کی وجہ سے ان میں جمود اور تعصب نہیں پایا جاتا تھا۔ البتہ جب سے تقلید نے جمود کی صورت اختیار کرلی ہے تو جامدین میں لچک بھی جامد ہوکر رہ گئی حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا جب انہیں حضرات نے امام ابن حزم کی کتب کو جلانے کا سرکاری حکم جاری کرایا۔ امام ابن تیمیہ اور ابن القیم جیسے بزرگ علماء کو جیل کی کال کوٹھڑیوں میں پابند سلاسل کروا دیا۔ جب تقلیدی جمود نے اور ترقی کی تو اہل حدیث کو ایسے الفاظ سے لعن طعن کیا جن کے سننے کی سکت اور برداشت کرنے کا تحمل کسی میں نہ تھا۔ ان گالیوں کی جھلک آپ بھی ملاحظہ فرمایئے اور مقلدین کی باطنی خباثت کا اندازہ لگایئے۔

مولوی محمد حسن سنبھلی اہلحدیث کے متعلق تبرا بازی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خرجت علیہ من الزاویۃ المنفرجۃ طائفۃ باغیۃ کسبیۃ تنجیۃ مجسمۃ فرعونیۃ مشبھۃ آکلۃ من اکساب البضاع نسائھا محدثۃ ضراط البدع وفسائھا مخترفۃ الوقیعۃ فی ائمہ الامۃ۔

اس عبارت کا اختصار سے مفہوم یہ ہے کہ اہل حدیث اپنی عورتوں کی کمائی کھانے والے اور گوز مارنے والے، آئمہ کے گستاخ ہیں۔

جب جوش تقلید بڑھتا ہے تو یہ الفاظ نوک قلم پر لاتے ہیں:

خلفاء ھذہ النملۃ اربعۃ ابن تیمیہ وابن القیم والشوکانی۔ فیقولون ثلاثۃ

---

[1] تفسیر قرطبی ج ۱۹ صفحہ ۲۷۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رابعھم کلبھم واذا انضم الیہ ابن حزم و داؤد الظاہری

بان صاروا ستۃ ویقولون خمسۃ سادسھم کلبھم

رجما بالغیب وخاتم المکلبین مثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ

یلھث او تترکہ یلھث [1]

ملت اہل حدیث کے خلفا چار ہیں۔ ابن تیمیہ، ابن قیم اور شوکانی (ان تینوں بزرگوں نے تقلید کی دھجیاں بکھیری تھیں) مقلدین ان کو کہتے ہیں۔ یہ تین ہیں اور چوتھا کتا ہے۔ اور اگر ان کے ساتھ داؤد ظاہری اور امام ابن حزم مل جائیں (ان دونوں نے سنت کی مدافعت کی اور اباطیل کا رد کیا) تو چھ ہو جاتے ہیں۔ بمصداق اس کے پانچ میں چھٹا ان کا کتا ہے۔ اہل حدیث کے سردار کی مثال کتے کی ہے۔ اگر اس پر کچھ وزن ڈالا جائے تب بھی ہانپتا ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دو تب بھی ہانپتا ہے۔

ع زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا۔

اسی طرح تقلیدی نشے میں مدہوش مولوی مرتضے حسن اہل حدیث کو شیطان کی صف میں کھڑا کر کے ان پر کفر کا فتوے چسپاں کرتا ہے۔

اس سے بڑھ کر اہلحدیث کے متعلق ان کی ہرزہ سرائی دیکھنی ہو تو مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی کتب احکام شریعت، فتاویٰ افریقہ، رضویہ اور ملفوظات سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ خاں صاحب بریلوی کے الفاظ اگر بعینہٖ نقل کیے جائیں تو معاملہ دور تک پہنچ سکتا ہے۔ ہم قارئین کرام کو خاں صاحب کے رویہ کے متعلق ان کتابوں کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں۔

۴۔ تحریف دین کے اسباب:

دین میں تبدیلی کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں لیکن ان میں اہم اسباب یہ ہیں کہ دین میں

---

[1] نظم الفرائد صہ ۱۰۲ طبع لکھنو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعات جاری ہو جائیں۔ اصل الاصول کو ترک کرکے امتیوں کے اقوال کو اصل قرار دے دیا جاتا ہے۔ تورات میں تحریف کے یہ دو ہی سبب بڑے اہم ہیں۔ ان کا معاملہ بھی اس وقت تک درست رہا۔ جب تک وہ تورات پر عمل کرتے رہے لیکن جب انہوں نے تورات کو چھوڑ کر اپنے علماء و رہبان کی بے سند باتوں کو دین بنا لیا تو تحریف واقع ہو گئی۔ حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں:

لم یزل امر بنی اسرائیل معتدلا حتی نشأ فیھم المولدون و ابناء سبایا الامم فقالوا بالرای فضلوا واضلوا [۱]

بنی اسرائیل کا معاملہ درست رہا حتیٰ کہ ان میں قیدی عورتوں کی اولادیں پیدا ہوگئیں۔ انہوں نے قیاس پر عمل کیا وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

امت محمدیہ میں بھی یہی اسباب تحریف دین میں کارفرما ہیں لیکن بنی اسرائیل اور امت محمدیہ میں بڑا فرق یہ ہے کہ اس امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی جو آراء الرجال سے منہ موڑ کر ما انا علیہ واصحابی کے طریقہ پر گامزن رہے گی جن کے متعلق رسالت مآب کے یہ پاکیزہ الفاظ کتب حدیث میں موجود ہیں۔

لا تزال طائفة من امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ [۲]

کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور مخالف کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی حتیٰ کہ قیامت آجائے گی۔

یہاں آپ نے اس مقدس جماعت کی پیش گوئی فرمائی تھی وہاں آپ نے محرفین اور مبتدعین کی نشاندہی بھی کر دی تھی۔

لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرا بشبر او ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن [۳]

---

[۱] حجۃ اللہ ص ۱۲۲ ج ۱ [۲] مسلم ص ۱۴۳ ج ۲ [۳] بخاری ص ۱۰۸۸ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم ضرور یہود و نصاریٰ کے طریق کار پر چلو گے تم میں اور ان میں ذرہ بھر فرق نہیں رہے گا۔

اس حدیث میں آپ نے واضح کر دیا کہ جن حالات سے یہود و نصاریٰ دوچار ہوئے تھے کہ انہوں نے تورات و انجیل کو ترک کر کے اپنے علماء کے ذاتی فتوؤں کو دین بنا لیا اسی طرح تم بھی ایسا ہی کرو گے۔

سابقہ اوراق میں آپ تقلید کی حقیقت، اس کی ابتداء کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ اسلام کا معاملہ بھی ایسے رہا جب تک اس میں اصحاب الرائے والقیاس پیدا نہ ہوئے، تقلید کا کہیں نام و نشان نہیں تھا اور نہ ہی تحریفی مسائل پیدا ہوئے تھے لیکن جب سے تقلید نے جنم لیا تحریف اور تبدیلی بھی واقع ہو گئی۔ تقلید کی وجہ سے احادیث وضع کی گئیں۔ آیات کی غلط تاویلات کی گئیں، ہمارے ملک کے بعض علماء نے قرآن میں بھی تحریف کرنے سے گریز نہ کیا۔[1]

حکیم الامت امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے تحریفِ دین کے اسباب میں تقلید کو بھی ایک مربوط سبب قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

تحریفِ دین کے اسباب یہ ہیں:

۱۔ تہاون یعنی روایت کو قبول نہ کرنا۔ بادشاہوں کی رضامندی کے لیے خلاف شرع مسائل کا تراشنا۔ منکرات کے رواج پر علماء کا خاموش تماشائی بنے رہنا۔

۲۔ تشدد: ایسا طریقہ اختیار کرنا جو شارع علیہ السلام سے ثابت نہ ہو اور غیر واجب مسائل کو واجبیت کا درجہ دے کر عمل کرنا۔

۳۔ تعمق: بے جا تعمق اور غلط تحقیق سے کام لینا۔ مسائل کو تشبیہات اور ظن و تخمین سے وضع کرنا۔

۴۔ استحسان: یعنی بعض اسرار شریعت کو مصلحتوں کی بنا پر عقل سے شریعت بنا لیا۔

۵۔ اجماع: یہاں سے وہ اجماع مراد نہیں جو قابل حجت ہے بلکہ ایسا اجماع جو کتاب و سنت کے خلاف ہو اور چند علماء اپنی طرف سے اجماع کا فتویٰ صادر کر دیں۔ (جیسا کہ تقلید پر اجماع کا دعویٰ ہے۔

---

[1] ایضاح الادلہ ص۹۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔غیر معصوم کی تقلید: کوئی عالم کسی مسئلہ میں اجتہاد کرے تو ان کے مقلّد یہ خیال کریں کہ یہ بالکل صحیح یا کچھ زیادہ ہی صحیح ہے۔ جس کی وجہ سے صحیح احادیث کا ردّ ہو جائے۔ اس سے یہ بات خارج ہے کہ جس میں یہ خیال ہو کہ مجتہد سے غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ جب مجتہد کے قول کے خلاف حدیث مل جائے گی تو اسے چھوڑ دوں گا اور حدیث کی پیروی کروں گا [۱]

تحریف دین اصل تقلید کی وجہ سے ہوئی۔ قرآن و حدیث میں لفظی اور معنوی تحریف کی گئی اور جمود کی نحوست نے اس اُمّت پر قبضہ جما لیا۔ کتاب و سُنّت تبرکاً باقی رہ گئے اور عملاً مفقود۔

شاہ صاحب نے جن وجوہ کا ذکر فرمایا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مقلّدین قول امام کو ترک نہیں کر سکتے ہاں البتہ احادیث صحیح صریحہ کا عملاً انکار کر دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر چودھویں صدی کے خانہ ساز مجدّدین حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور مرزا غلام احمد قادیانی نے کفر کی توپوں کا دہانہ اہل حدیث کی طرف کھول دیا اور ایسے مغلظات استعمال کیے کہ الامان والحفیظ۔

وہ کون سی تحریف ہے جو ان بزرگوں کے ہاتھوں پروان نہیں چڑھی اور وہ کونسی گھڑی ہے جب کہ انہوں نے مسلک اہل حدیث کو لعن طعن نہیں کیا۔

پھر تقلید سے تحریف کی سرگذشت یہ بھی ملاحظہ ہو کہ اکبر جیسے ملحد حکمران نے ابن الوقت علماء سے گٹھ جوڑ کر کے نیا مذہب جاری کیا۔ مدعا یہ تھا کہ اگر شریعت میں کسی اُمتی کی تقلید جائز ہو سکتی ہے تو کیا نیا ذیلی دین نہیں بنایا جا سکتا۔ تقلید کا ہی نتیجہ تھا کہ غلام احمد نے نبوت کا اعلان کر دیا اور اسی تقلید اور تعصب کی سیاہ کاریاں تھیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے کرامات کے رنگ میں اپنی کتابوں میں وہ مواد سمو دیا جو قیامت تک اسلام کے شفاف آئینہ کو داغ دار کرتا رہے گا۔ اہل حق پر سب و شتم کا مشاہدہ کرنا ہو تو خانصاحب کی کتابیں کافی ہیں۔ بدعات کا زور و شور سننا ہو تو خانصاحب کی کتب موجود ہیں۔ عقائد اسلاف کی دھجیاں

---

[۱] حجۃ اللہ ص۱۲۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکھیری ہوں تو یہ کتابیں آپ کا پورا پورا ساتھ دیں گی۔ الغرض اگر ہم اس بحث کو طول دیں تو اس کے لیے دفاتر درکار ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تحریفِ دین کے ضمن میں جو اصول بیان فرمائے ہیں اگر ان کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو اسلامی تاریخ پر نظر ڈال لیے۔ انشاء اللہ آپ کو سچائی عیاں نظر آئے گی۔

۵۔ حدیث سے گلو خلاصی

ظاہری طور پر تو احادیث کو قابلِ اعتبار اور واجب العمل ہی سمجھا گیا اور اپنی کتابوں اور تقریروں میں زور و شور سے احادیث نبویہ کی حمایت کی گئی لیکن جب عملی زندگی کا موقع آیا تو انکار کے لیے تاویلات کی گئیں۔ بخاری مسلم کی احادیث جن کے صحیح ہونے میں اوّل اور آخر تمام کا حقیقی اجماع ہو چکا ہے قیاس کی بھول بھلیوں کا شکار ہو کر رہ گئیں اور ایسے اصول وضع کیے گئے جن سے بہت سی احادیث بلکہ ہر اس حدیث کو جو بھی تقلیدی مذہب کے خلاف نظر آئی رد کر دی گئی۔

۶۔ اصولِ فقہ

اصول فقہ کے موجد بلا ریب حضرت امام شافعی ہیں لیکن ان کے اصول اور بعد والوں کے اصولوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ شافعی نے اصول کتاب و سنّت کی تفہیم کے لیے وضع کیے تھے جب کہ بعد والوں نے اپنے اصول محض تقلیدی مذہب کی حمایت اور احادیث کے ردّ کے لیے وضع کیے۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی اصول فقہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ احناف نے ۹ اصول ایسے وضع کیے جن سے مقصد احادیث کا ردّ تھا۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ کتاب اللہ پر زیادتی منسوخ ہے۔ اس اصول کے ضمن میں آیت یا مشہور حدیث نص نہیں بن سکتی۔

۲۔ مرسل کو قابل عمل سمجھنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ زیادہ سندوں والی حدیث قابل قبول نہیں ۔ قبولیت کا تعلق راوی کے فقیہہ ہونے کے ساتھ ہے ۔

۴۔ جرح مفسر قابل قبول ہوگی یعنی جرح وہ قابل قبول ہوگی جس میں وضاحت ہو کہ فلاں راوی میں یہ عیب پایا جاتا ہے ۔ اکثر طور پر جرح غیر واضح ہوتی ہے ۔

۵۔ ابن الہمام کا قول ہے کہ بخاری و مسلم کی احادیث میں نظر ہے ۔ یعنی ان احادیث کو قبول کر لینا ضروری نہیں ۔

۶۔ جب حدیث اور امام کا قول آپس میں مخالف ہوں تو امام کے فتویٰ پر عمل ہوگا ۔

۷۔ رائے کے دروازے کو بند ہونے سے بچانے کے لیے غیر فقیہہ صحابی کی روایت کو ترک کر کے فقیہہ صحابی کی روایت پر عمل کرنا ۔

۸۔ عام کو خاص نہیں کیا جا سکتا ۔ یعنی ایک حدیث عام کا حکم رکھتی ہے تو دوسری حدیث میں کسی امر کو خاص کر دیا جاتا ہے ۔ تو بعد والی قابل قبول نہ ہوگی ۔ حالانکہ ایسی بے شمار احادیث ہیں جن میں کوئی حکم عام ہے اور دوسری میں خاص ۔

۹۔ خاص مُبیّن ہو یعنی اس کے بیان کی ضرورت ہی نہ ہو ۔

ان اصولوں سے بڑھ کر ایک وہ اصول جو کرخی حنفی نے وضع کیا ہے کہ

> کل آیۃ وحدیث یخالف ما علیہ اصحابنا فھو مؤول او منسوخ [2]
>
> ہر وہ آیت یا حدیث جو ہمارے مذہب کے خلاف ہو اس کی تاویل کی جائے گی یا اسے منسوخ سمجھا جائے گا ۔

۷۔ حدیث پر عمل کرنا گمراہی ہے :

اسی طرح دورِ حاضر کے مولانا تقی عثمانی عامی کے لیے حدیث کے رد کا اصول ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں ۔

> عامی ایسا نہیں ہوتا جو دلائل کو پرکھ سکے ۔ ایسے شخص کو اگر اتفاقاً کوئی حدیث ایسی نظر آجائے جو بظاہر اس کے امام مجتہد کے مسلک کے خلاف

---

[1] فتاویٰ عزیزی ص ۱۳ ، [2] اصول کرخی و التشریع الاسلامی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتی ہو۔ تب بھی اس کا فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے امام و مجتہد کے مسلک پر عمل کرے اور حدیث کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا صحیح مطلب میں نہیں سمجھ سکا۔ یا یہ کہ امام مجتہد کے پاس اس کے معارض (خلاف) کوئی قوی دلیل ہوگی۔

چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پاکر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری اور سنگین گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔[1]

مولانا نے جو بیان کیا دل کے راز کو طشت از بام کیا اور خبث باطن کو آشکارا کیا۔ مقلدین کو حدیث کی حیثیت آج تک یہی معلوم ہو سکی ہے کہ حدیث پر عمل کرنا گمراہی ہے اور اس سے افراتفری پھیلتی ہے۔ اس افراتفری کی نوعیت نہ تو اللہ تعالیٰ نے بیان کی اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ سکے۔ قرآن نے جس رسول کی اطاعت کو ذریعہ نجات اور نسخہ اتحاد سے تعبیر کیا۔ ان حضرات نے اس کو افراتفری پر محمول کیا۔ صحابہ کبار کا جب نزاع ہوتا تو وہ جس نسخے کو استعمال کر کے ایک ہو جاتے۔ ان حضرات کی نظر میں وہ نسخہ افتراق و اختلافات کا سبب بنا۔ جس بات کا اعلان آئمہ عظام نے کیا وہ اعلان ان کو غلط اور لغو معلوم ہوا اور پھر یہ نکتہ مولانا تقی کی کا نشیں (عقل) میں ٹپکا کہ احادیث پر عمل کرنے سے تو گمراہی لازم آتی ہے لیکن کسی امتی کے قول و فعل کو دین بنانا راہ نجات کی دلیل ہے جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے کہیں نہیں۔

عوام کا کیا تعلق کہ وہ کتاب و سنت پر عمل کریں۔ کتاب و سنت پر عمل کرنا تو صرف مجتہدین کا کام ہے۔ اگر یہی بات اہل قرآن (چکڑالوی یا پرویزی) کہیں تو ان پر جھٹ کفر کا فتویٰ لیکن اگر کوئی اور صاحب ان سے بھی دو قدم آگے چلے جائیں تو وہ طائفہ منصورہ کا لیڈر اور جنت کے ٹکٹوں کا ٹھیکیدار۔

---

[1] تقلید کی شرعی حیثیت ص۸۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوام کو تو انہوں نے بطور مثال پیش کیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے جبوں، قباؤں، دستاروں والے بھی بہت سی صحیح احادیث سے منہ بسورے ہوئے ہیں۔ امام کی بات جس کے حق اور درست ہونے کی اُن کے پاس سوائے ظن اور قیاس کے کوئی دلیل نہیں، بسروچشم قبول کر لیتے ہیں لیکن احادیث صحیحہ جن کی صحت پر اوّلین دور کے مسلمانوں کا اجماع بھی ہو چکا ہے اس کو قبول کرنے اور عمل کرنے سے گمراہی نظر آتی ہے۔

ان کو حدیث پر عمل کرنے سے گمراہی کیوں نظر نہ آئے جب کہ ان کے اکثر اصول معتزلہ کے مرہون منت ہیں اور معتزلہ سب سے پہلے لوگ ہیں جنہوں نے قیاس اور عقل کو قرآن و حدیث پر ترجیح دی تھی اور جو آیت یا حدیث بھی ان کے خود ساختہ عقائد کے مخالف نظر آئی اس کی تاویل کر ڈالی یا پھر انکار ہی کر دیا[1]

یہی معتزلہ والا رنگ اصول فقہ میں سمو دیا گیا اور احادیث کے خلاف معتزلہ کی خوفناک سازش غیر شعوری طور پر ان حضرات میں بھی اثر کر گئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ان اصولوں پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مبسوط سرخسی ہدایہ وغیرہ میں جو جدل مناقشات اور مباحثات پائے جاتے ہیں حنفی مذاہب کی اصل بنیادیں ہیں۔ حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ سب اصول معتزلہ کی اختراع اور ایجاد ہیں[2]

اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اصول حنفی کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وكذلك الحنفي يخلط بمذهب ابي حنيفه شيئاً من اصول المعتزلة والكرامية والكلابية ويضيفه الى مذهبه وهذا من جنس الرفض والتشيع

حنفی امام صاحب کے مذہب کو معتزلہ، کرامیہ اور کلابیہ کے اصولوں کے ساتھ گڈمڈ اور خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اور یہ کام شیعہ اور رافضیوں کی جنس سے ہے

اصول فقہ اور حنفی فقہاء کے متعلق مولانا عبدالحی لکھنوی کی تحقیق:

فكم من حنفي حنفي في الفروع معتزلي عقيدة كالزمخشري وغيره لمولف

[1] آثار امام شافعی [2] حجۃ اللہ [3] منہاج السنہ ج

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القنیه والحادی والمجتبی شرح مختصر القدوری نجم الدین زاھدی وکعبد الجبار وابی ھاشم الجبائی وغیرھم

وکم من حنفی حنفی فرعا مرجئی او زیدی اصلاً وبالجملہ فالحنفیۃ لھا فروع باعتبار اختلاف العقیدۃ فمنھم الشیعۃ ومنھم المعتزلہ ومنھم المرجئۃ[1]

پس کتنے حنفی فقہا اور علماء فروع میں حنفی ہیں اور اعتقادی طور پر معتزلی جیسا کہ علامہ زمخشری اور قدوری کا شارح، نجم الدین زاہدی اور ایسے ہی عبدالجبار اور ابوہاشم جبائی وغیرہ مسلکاً حنفی تھے اور اعتقاداً معتزلہ تھے۔ اور اسی طرح بہت سے علماء جو فروع میں حنفی تھے عقیدہ میں شیعہ، معتزلہ اور مرجیہ تھے

مذکورہ بالا تصریحات اور تشریحات سے واضح ہو گیا کہ اصول فقہ حنفیہ اصل میں بہت سے مذاہب کے اصولوں کا معجون مرکب ہے۔ اسی بنا پر تو احادیث کا زیادہ ردّ انہیں اصولوں کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ اکثر اصول ساز معتزلہ اور دیگر مذاہب باطلہ سے تعلق رکھتے تھے

قیاس کی وجہ سے احادیث کا ردّ

جب اصول ان حضرات کے وضع کیے ہوئے ہیں جو احادیث کو چنداں اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ وہ نقل کی بجائے عقل کے دلدادہ تھے تو اس کا نتیجہ بھی ویسا ہی نکلنا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایسی صحیح احادیث کا تقلید کی بنا پر ردّ کیا گیا جن کی صحت کا مقلدین بھی انکار نہیں کر سکتے اور ان کو ان صحیح احادیث کے ردّ کرنے میں صرف تقلید کی بوسیدہ بیساکھیوں کا سہارا لینا پڑا۔ اس سلسلہ میں ہم ان احادیث کا ذکر کرتے ہیں جو صحت کے درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہیں لیکن چونکہ وہ ان کے ائمہ کے اقوال کے خلاف ہیں اس لیے وہ قابل عمل نہ ٹھہریں۔ مشہور حنفی اصول دان علامہ حسام الدین فرماتے ہیں۔

ان کان الراوی معروفا بالعدالۃ والحفظ والضبط دون الفقہ مثل ابی ھریرۃ وانس بن مالک فان وافق حدیثہ القیاس عمل بہ وان خالفہ لم یترک للضرورۃ وانسداد باب الرای و ذلک مثل حدیث

---

[1] دبستان ص [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی ھریرۃ فی المصراۃ [1]

اگر راوی (صحابی) عادل ہو، حافظ اور ضابط ہو لیکن وہ فقیہہ نہ ہو۔ اگر اس کی حدیث قیاس کے موافق ہو تو اُسے قبول کر لیا جائے گا ورنہ چھوڑ دیا جائے گا۔

جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ ہیں تاکہ رائے کا دروازہ بند نہ ہو۔

اس کے قریب قریب الفاظ صاحب اصول الشاشی نے فرمائے ہیں۔ لیکن ان میں یہ زیادتی ہے

فان وافق الخبر القیاس فلاخفاء فی لزوم العمل بہ وان خالفہ کان العمل بالقیاس اولی [2]

اگر حدیث قیاس کے موافق ہو تو عمل ضروری ہوگا۔ اگر قیاس کے مخالف ہو تو حدیث کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔

اس عبارت میں جس حدیث کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے صحیح ہونے میں کسی کو آج تک شک نہیں گزرا لیکن اگر شک ہو رہا ہے تو ان حضرات کو جو قیاس ہی کو بنیاد سمجھتے ہیں خدا معلوم انہوں نے فقیہہ اور غیر فقیہہ کی خلیج کو اتنا وسیع کیوں کر دیا کہ وہ ختم ہونے کو آتی ہی نہیں جو حدیث ان کے مسلک کے خلاف ہو تو وہ غیر فقیہہ صحابی کی ہوگئی خواہ اس اصول میں صحابی کی عظمت و عصمت کا کچھ پاس باقی نہ رہے۔ اس اصول میں دو بزرگ صحابہ کرام کو غیر فقیہہ کے القاب سے نوازا گیا۔ آخر انہیں غیر فقیہہ کیوں بنایا گیا وہ اس لیے کہ یہ دونوں صحابی مکثرین سے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ کی روایات کی تعداد کو کوئی دوسرا صحابی نہیں پہنچ سکا پھر ان کی اکثر روایات حنفی مذہب کے خلاف ہیں۔

ان حضرات کے اصولوں میں تناقض ملاحظہ فرمائیے۔ اگر حضرت ابوہریرہؓ کا کوئی ضعیف السند فتوے ان کے موافق پڑتا ہو تو اس وقت حضرت ابوہریرہؓ غیر فقیہہ نہیں بلکہ اچھے ظن والے ہو جاتے ہیں۔

اگر کسی برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو صحیح حدیث کی رُو سے اسے سات مرتبہ دھونا چاہیئے اور حدیث ایسی صحیح جس کی صحت کا ان کو بھی انکار نہیں لیکن اس حدیث کا رد حضرت

---

[1] الحسامی ص۷۵ [2] اصول الشاشی ص۱۲۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہؓ کے اس ضعیف السند اور بے ثبوت فتوے کی وجہ سے کر دیا گیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا ذاتی فتوے یہ ہے کہ اس برتن کو تین مرتبہ دھونا چاہیئے تو یہ حضرات فوراً کہہ دیتے ہیں۔ نحسن به الظن و مثله لا یخالف الحدیث ہم ابو ہریرہؓ پر حسن ظن رکھتے ہیں کیونکہ ابو ہریرہؓ جیسا صحابی حدیث کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

حافظ عنایت اللہ اثری مرحوم غیر فقیہہ کے اصول پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق اسلام کے مختلف گمراہ فرقوں نے ہرزہ سرائی کی ہے کہ وہ ایک غیر فقیہہ شخص تھے۔

اصول حنفیہ کی معتبر کتاب مراۃ الوصول معہ شرح مرقاۃ الاصول میں حالات رواۃ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

فقہاء صحابہ کی روایات قیاس کے موافق ہوں یا مخالف سب قبول مگر ہاں ابو ہریرہؓ کی روایات مخالف قیاس ہرگز قبول نہیں کی جائیں گی کیونکہ وہ غیر فقیہہ تھے۔

پھر اس بیہودگی پر فخر کہ اس میں ابو ہریرہ کی کچھ تنقیص نہیں بلکہ ایک باریک نکتہ ہے کہ حدیث کو اس ترکیب سے ترک کرنا چاہیئے۔ مستدرک حاکم کے قلمی نسخے میں ابو ہریرہؓ کے تذکرے پر امام حاکم نے تحریر فرمایا ہے۔

معتزلہ، معطلہ، قدریہ، خوارج اور حنفی فقہاء علم وعقل سے نابلد فہم و فراست سے کورے دل کے اندھے ابو ہریرہ حافظ حدیث کو غیر فقیہہ قرار دے کر اپنے مذاہب باطلہ وخیالات فاسدہ کی حمایت و نصرت میں ان کی روایات کردہ مرفوع حدیثوں کو رد کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ابو ہریرہ بہت بڑے فقیہہ اور حافظ حدیث تھے۔ اکابر صحابہ کو آپ کے تلمذ کا شرف حاصل تھا۔ عبداللہ بن عباس، ابن عمر، عبداللہ بن زبیر، عائشہ، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو موسیٰ، ابی بن کعب، زید بن ثابت، مسعود بن مخرمہ، عتبہ بن حارث ابوایوب انصاری، ابورافع، ابو امامہ، ابوالطفیل ابورزین، ابوحداد، ابوبصرہ شداد بن ھاد، عبداللہ بن ابی حداد، واثلہ بن اسقع، قبیصہ بن ذویب شرید بن سوید، سائب بن یزید، عمرو بن عمق، عبداللہ بن حکیم، حجاج بن ارطات وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد تھے (آپ سے روایت بیان کرنے والے تھے) تعجب ہے کہ حضرت ابوہریرہ حافظ حدیث ہی نہیں بلکہ حافظ اسلام تھے۔ ۵۶۷۴ حدیثوں کا راوی تو غیر فقیہ اور بیس حدیثوں سے بھی کم روایت کرنے والے کو بہت بڑا فقیہہ سمجھا جائے۔

مرزا قادیانی نے بھی تو یہی حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق بے ہودہ گوئی کی ہے اور حضرت ابوہریرہؓ کو غبی (بے وقوف) کہا ہے [1]

اعلیٰ حضرت بریلوی حدیث کے قبول نہ کرنے کے اصول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ کبھی مجتہد حدیث پر غیر متواتر ہونے کی وجہ سے عمل نہیں کرتا وہ اس لیے کہ کتاب اللہ منسوخ نہ ہو جائے۔

۲۔ یا احادیث احاد سے کتاب اللہ پر زیادتی لازم نہ آئے۔

۳۔ دو صحیح احادیث آپس میں مخالف ہوں۔

۴۔ علماء کا عمل اس حدیث کے خلاف ہو۔

۵۔ حکم علت ختم ہو جائے۔

۶۔ حدیث پر عمل کرنے سے دین میں حرج واقع ہوتا ہو۔ [2]

ان اصول ستہ کو وضع کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اگر کسی مجتہد نے کسی حدیث پر عمل نہیں کیا تو اس پر کوئی ایسا الزام یا حرف نہ آجائے کہ امام نے فلاں حدیث پر عمل نہیں کیا اور مجتہد کے قول کو ثابت کرنے میں کسی قسم کی الجھن باقی نہ رہے۔

اس سے قبل آپ غیر فقیہہ اور فقیہہ کی بحث ملاحظہ کر چکے ہیں ان لوگوں کو قیاس سے

---

[1] اعجاز احمدی ص ۱۸۔ [2] الفضل الموہبی۔ ص ۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتنا پیار ہے کہ اس کو کسی حالت میں بھی ترک کرنا گوارا نہیں کرتے خواہ اکابر صحابہ کرام کی کتنی ہی توہین کیوں نہ ہو جائے۔

مقلدین کی نظر میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، ابوہریرہ، انس بن مالک، سمرہ بن جندب، عبداللہ بن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام کے تمام غیر فقیہہ ہیں۔ ان سے اگر پوچھا جائے کہ اگر یہ صحابہ غیر فقیہہ ہیں تو فقیہہ صحابہ کون سے ہوں گے؟

ے لہرائے علم ملت بیضا کے جہاں میں
معدوم انہوں نے کیے باطل کے شرارے

۹۔ تقلید کی وجہ سے حدیث کا ردّ

مقلدین نے سنت سے منہ موڑ کر اقوال آئمہ پر ایسا تمسک کیا کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم کا مکمل نقشہ سامنے آ گیا اور وہ حدیث بھی حرف بحرف پوری اترتی دکھائی دی کہ جس میں آپ نے امت محمدیہ کو اہل کتاب کے ساتھ شانہ بشانہ چلنے کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ محدث الاحناف شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری حدیث پر تقلید کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ولا اشکال فی ظاھر الحدیث علی مقتضی مذھب الشافعی فانہ محمول علی حالۃ القصر وقد صلی بالطائفۃ الثانیۃ نفلاً وعلی قواعد مذھبنا مشکل جداً [۱]

حدیث اپنے معنی میں بالکل واضح اور ظاہر ہے اور شافعی مذہب کی صریح مؤید یعنی حمایت میں صاف دلیل ہے لیکن اس حدیث پر ہمارے مذہب کے مطابق عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا ہم اس حدیث کو ظاہری حالت میں کبھی قبول نہیں کر سکتے۔

امام الاحناف تقلید کی وجہ سے صحیح حدیث کا ردّ ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

نعم نفس المومن تمیل الی قول المخالف فی مسئلۃ السبب لکن اتباعنا للمذھب واجب [۲]

---

[۱] مرقاۃ ص ۲۸۲/۳ [۲] بحر الرائق ص ۱۱۵/۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دینے والے کو قتل کر دیا جائے، یہ صحیح حدیث ہے اور اسی پر جمہور اور اہل حدیث کا عمل و فتویٰ ہے لیکن حنفی مذہب کے مطابق اس کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ذمی ہے تو اس کے عہد میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔ اسی مسئلہ پہ بحث کرتے ہوئے شیخ ابن الہمام نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ

مومن کا نفس مخالف کے قول کو قبول کرتا ہے لیکن ہم اس کو اس لیے نہیں مانتے کہ حنفی مذہب کے خلاف ہے اور ہم پر حنفی مذہب کی اتباع لازم ہے

بانی مذہب دیوبندی شیخ الاحناف مولانا محمود الحسن المعروف شیخ الہند حنفیت کے خلاف ایک صحیح حدیث کی تاویل سے عاجز آ کر آخر تقلیدی حربے کو استعمال کرتے ہیں۔

فالحاصل ان مسئلة الخيار من مهمات المسائل وخالف ابوحنيفه فيه الجمهور وكثير من الناس المتقدمين والمتاخرين، صنفوا رسائل في ترديد مذهبه ورجح مولانا شاه ولى الله المحدث الدهلوى فى رسائله مذهب الشافعى من جهة الحديث والنصوص وكذلك قال شيخنا يترجح مذهبه وقال الحق والانصاف ان الترجيح للشافعى فى هذه المسئلة ونحن مقلدون يجب علينا تقليد امامنا ابى حنيفه [1]

بیع خیار مشکل ترین مسئلہ ہے امام ابوحنیفہ نے اس مسئلہ میں جمہور کی مخالفت کی ہے۔ بہت سے متقدمین اور متاخرین نے اس مسئلہ میں رسالے بھی تحریر کئے ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے بھی جمہور اور شافعی مسلک کو ترجیح دی ہے حق اور انصاف کی یہی بات ہے کہ احادیث اور دلائل قطعیہ امام شافعی کے مذہب کی تائید میں مضبوط اور پختہ ہیں لیکن ہم اس مسئلہ کو اس لیے قبول نہیں کرتے کہ ہم ابوحنیفہ کے مقلد ہیں اور ہم پر تقلید واجب ہے۔

برصغیر میں ایسے حنفیوں کی قلت نہیں جو حضرت امام کے قول و فعل کو حرفِ آخر تسلیم کرتے ہیں اور احادیث کا کمال جرأت اور بے باکی سے رد کر دیتے ہیں۔ اور ان کی کیفیت اس

---

[1] تقریر ترمذی ص ۳۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعر سے چنداں مختلف نہیں ۔

پھرے زمین پھرے آسمان ہوا پھر جائے
پھریں گے تجھ سے نہ ہم ہم سے گو خدا پھر جائے

تقلید کی وجہ سے ایک دو احادیث کا انکار نہیں ہوا بلکہ انکار حدیث کے مختلف اور منفعل دروازے کھول دیئے گئے اور جی بھر کر احادیثِ رسُول کا مذاق اڑایا گیا۔ ہم ذیل میں اختصاً کے ساتھ چند احادیث کی فہرست قارئین کی نذر کرتے ہیں جن کا صرف تقلید اور قیاس کی وجہ سے انکار کیا گیا۔

بیع عرایا ___ نئی بیوی کی باری کی تقسیم ___ کنوارے زانی کو جلاوطن کرنا ___ حج میں شرط لگانا ___ جرابوں پر مسح کا جائز ہونا ___ بھول کر نماز میں کلام کرنا ___ لقطہ کی تشہیر ___ مصرات کا اختیار ___ مرض الموت میں غلام آزاد کرتے وقت قرعہ اندازی کرنا ___ خیار مجلس ___ بھول کر روزہ دار کھالے تو روزہ پورا کرنا ___ نمازی صبح کی نماز پڑھ رہا ہو، تو سورج طلوع ہو جائے اور اس نے ایک رکعت پڑھ لی ہو تو نماز پوری کرنا ___ میت کی طرف سے روزہ رکھنا ___ مایوس مریض کی طرف سے حج بدل کرنا ___ قیافہ سے حکم ثابت کرنا ___ ترکھجوروں کی خشک کھجوروں سے بیع کی ممانعت ___ بیع المدبر ___ ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کرنا ___ زانیہ لونڈی کا حکم ___ طلاق کے وقت بچے کو ماں باپ کے درمیان اختیار دینا ___ ربع دینار میں چور کے ہاتھ کاٹنے ___ اہل کتاب اگر زنا کریں تو ان کو بھی رجم کیا جائے ___ سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کی گردن کو اُڑا دیا جائے اور اس کا مال ضبط کر لیا جائے ___ مومن کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا ___ حلالہ کرنے والے پر لعنت ___ بغیر ولی کے نکاح باطل ہے ___ طلاق بائنہ کی صورت میں نہ مکان اور نہ خرچہ ہے ___ لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لینا اور اس کی آزادی کو مہر مقرر کرنا ___ لوہے کی انگوٹھی کا مہر میں جائز ہونا ___ ہر نشہ آور چیز حرام ہے ___ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ___ مزارعت اور مساقات ___ اگر مادہ کے پیٹ میں بچہ ہو تو مادہ کو ذبح کرنے سے بچہ بھی ذبح کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم میں ہوگا ـــــ رہن والی چیز سے فائدہ حاصل کرنا ـــــ شراب کا سرکہ بنانا ناجائز ہے
ـــــ جنگ میں ایک شخص کے پاس گھوڑا ہے تو مال غنیمت میں اس کو تین حصے ملیں گے۔
مدینہ حرم ہے ـــــ قربانی کے جانور کو شعار کرنا جائز ہے ـــــ محرم جب تہبند
نہ پائے تو شلوار پہن لے ـــــ ایک باپ کے چند بیٹے ہیں تو وہ ان میں سے کسی ایک
بیٹے کو جائیداد میں دوسروں سے زیادہ حصہ نہیں دے سکتا کیونکہ یہ ظلم ہے اور نہ ہی اس
زیادتی پر گواہی دینا جائز ہے ـــــ بیٹے کا مال باپ کے لیے ہے ـــــ اُونٹ کا گوشت
کھانے سے وضو ضروری ہے ـــــ پگڑی پر مسح جائز ہے ـــــ جماعت ہو رہی ہے
ایک آدمی صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے تو وہ نماز کو لوٹائے ـــــ امام خطبہ دے
رہا ہے تو اس دوران میں آنے والا دو رکعت پڑھے ـــــ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔
ـــــ آمین بلند آواز سے کہنا ـــــ باپ بیٹے کو تحفہ دیتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وہ
واپس لے لے ـــــ شیر خوار لڑکے کے پیشاب کو دھونا ضروری نہیں بلکہ چھینٹے دینا کافی
ہے ـــــ قبر پر نماز جنازہ جائز ہے ـــــ جلود اسباع سے منع کرنے والی حدیث
ـــــ پڑوسی کو دیوار میں شہتیر رکھنے دیا جائے ـــــ شرائط نکاح کو پورا کرنا ـــــ
کسی کے نکاح میں دو حقیقی بہنیں ہیں بعد میں وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ
دونوں میں سے جس کو چاہے طلاق دے دے ـــــ سواری پر وتر پڑھنا جائز ہے
ـــــ کچلی والے درندے حرام ہیں ـــــ سینے پر ہاتھ باندھنا ـــــ ایک اور پانچ
وتر پڑھنا جائز ہے ـــــ رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا ـــــ
ـــــ استفتاح کا حکم ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دو سکتے کرتے
تھے ـــــ رکوع اور سجود کو مکمل اور درست کیے بغیر نماز نہیں ہوتی ـــــ نماز کی حالت
میں بچے کو اٹھانا جائز ہے ـــــ جب آپؐ سفر پر جاتے تو بیویوں کے درمیان قرعہ
ڈالتے ـــــ عقیقہ سُنّت ہے ـــــ اگر کوئی شخص کسی کے مکان میں بغیر اجازت کے
جھانکے تو مکان والا کوئی چیز پھینک کر زخمی کر دے تو اس پر قصاص نہیں ـــــ اگر
کسی نے کسی دوسرے شخص کا ہاتھ منہ میں کاٹنے کے لیے ڈالا تو دوسرے شخص نے ہاتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ کھینچا اور کاٹنے والے کے دانت باہر آگئے تو اس پر کوئی دیت نہیں —— تہجد کے لیے اذان جائز ہے —— جمعہ کے دن کو روزے کے لیے خاص کرنا منع ہے —— نماز استسقاء جائز ہے —— مادہ پہ سانڈ چھوڑنے کی کمائی ناجائز ہے —— اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کا سر نہ ڈھانپنا چاہیے۔

مذکورہ بالا تمام احادیث کا تقلید اور قیاس کی وجہ سے انکار کیا گیا ہے۔ ہم بطور نمونہ چند احادیث ذکر کی ہیں اگر مزید معلوم کرنی ہوں تو اعلام الموقعین کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ انشاء اللہ بہت سی احادیث آپ کو ملیں گی جو صحت کے اعتبار سے متفق علیہ ہیں لیکن ان کا انکار محض تقلید کی وجہ سے کیا گیا ہے حالانکہ ان میں کوئی ایسی علت موجود نہ تھی کہ ان کو رد کیا جاتا۔ اگر ان احادیث کا انکار ہوا ہے تو وہ محض اس لیے کہ مقلدین کے نزدیک حدیث پر عمل کرنا انتشار اور گمراہی کا باعث ہے۔ یہ لوگ صراطِ مستقیم کو تو چھوڑ کر خود ایسی من مانی میں مبتلا ہوئے کہ جس حدیث کا چاہا انکار کر دیا اور جس حدیث کو چاہا قبول کر لیا۔

قرآن کے ظاہر پر عمل کرنا کفر ہے

تقلید کو جب سے عروج حاصل ہوا ہے مقلدین نئے نئے انداز میں ڈھینگیں مارتے دکھائی دیتے ہیں، کتاب و سنت کی ان کے نزدیک چنداں اہمیت نہیں، کبھی انکارِ حدیث کے لئے اصول وضع کیے جا رہے ہیں کبھی اس سے تمسخرانہ رویہ روا رکھا جا رہا ہے، اب نئے صاحب اُٹھے ہیں تو فرما دیا کہ کتاب و سنت کے ظاہری الفاظ پر عمل کرنا کفر ہے۔

مفسر قرآن علامہ صاوی مالکی جوشِ تقلید میں آکر فرماتے ہیں:

ولا یجوز تقلید ماعدا المذاھب الاربعۃ ولو وافق الصحابۃ والحدیث الصحیح والآیۃ فالخارج عن المذاھب الاربعۃ ضال مضل وربما اداہ ذلک للکفر لان الاخذ بظواھر الکتاب والسنۃ من اصول الکفر[1]

مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی اور کی تقلید جائز نہیں اگرچہ وہ آثار صحابہ، احادیث یا قرآن کے موافق ہی ہو۔ مذاہب اربعہ سے نکلنے والا گمراہ ہے بلکہ لیا

---

[1] تفسیر صاوی ص۱ یر حاشیہ جلالین مصری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوقات کفر تک پہنچ جاتا ہے وہ اس لیے کہ کتاب وسنت کے ظاہر پر عمل کرنا اصول کفر میں سے ہے۔

حقیقت میں تقلید نے ان کو ایسی راہ پر چلایا کہ ان کو قرآن اور حدیث کے ظاہری الفاظ کے معنی اور مفہوم پر عمل کرنا کفر نظر آیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم عوام وخواص کے لیے اترا ہے جس کے ظاہری مفہوم کو ہر کوئی پا سکتا ہے لیکن شاید ان کو کہاں سے معلوم ہوا کہ ظاہری الفاظ ذریعہ ہدایت نہیں بلکہ گمراہی اور کفر کا ذریعہ ہیں۔ قرآن کریم میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ تم ظاہری الفاظ کو چھوڑ کر باطن مفہوم کے پیچھے پڑ جاؤ اور یہی حالت احادیث رسول کی ہے۔

صحابہ کرام نے آپ کو جس طرح عمل کرتے دیکھا اسی طریق پر عمل کر لیا۔ باطنیت کی طرف کبھی ان کا دھیان تک نہ گیا کہ آپ نے وضوء ایسے کیا، لہٰذا ہم کو اس کے باطنی راز معلوم کرنے چاہئیں اور اس طریقہ سے ہٹ کر باطنی اور پوشیدہ طریق کو اپنانا چاہیئے۔

باطنیت کا مفہوم ان کے ہاں شاید وہ ہو جس کا نعرہ بھنگی، جام نوش بلند کرتے ہیں اور ایسی ہزلیات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جو کوئی صاحب شعور سننا گوارا نہیں کرتا۔ چنانچہ قرآن کے ظاہری الفاظ سے منہ موڑنے کا ہی یہ نتیجہ نکلا ہے کہ نماز کے ارکان یعنی رکوع اور سجدے سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا بلکہ نماز ان کے ہاں دل کا تصور ہے جسے نمازی دل میں پیدا کرتا ہے۔ پس دل میں نماز کا تصور پیدا ہوتے ہی نماز خود بخود پڑھی گئی۔ قیام رکوع۔ سجدہ اور تشہد کوئی ضروری نہ رہے۔ کھاتے پیتے نیت کا روزہ درست ہے۔

تقلید نے ذہنوں کو آوارگی سے کیا بچانا تھا خود ذہنی انتشار پیدا کر دیا۔ قوم کے ذہنوں سے کتاب وسنت کا تقدس اٹھ گیا اور لوگ بدعمل ہو گئے اور ان بے عمل لوگوں کی حوصلہ افزائی یوں کر دی کہ قرآن وحدیث کے ظاہر پر عمل نہ کرنا کیونکہ اس سے کفر لازم آتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

شاید کوئی ہمارے ملک کا علامہ اس مفروضہ کو توڑنے کی کوشش کرے اور کہے کہ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ علامہ صاوی مالکی تھے حنفی نہ تھے ہم نے اس قول کو تقلید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ کیونکہ تعصب اور تقلید کے معاملہ میں تمام مقلدین علاتی نہیں تو اخیافی بھائی ضرور ہیں۔

پھر ہمارے ملک کے مشہور عالم مولوی احمد یار گجراتی نے اس عبارت کو بنفسِ نفیس اہلحدیث حضرات پر اتمامِ حجت کے لیے اپنی شاہکار کتاب جاء الحق[1] میں درج کیا ہے۔ اور اس پر مہر تصدیق ثبت کردی کہ ہمارے (احناف کے) ہاں بھی معاملہ ایسے ہی ہے کہ کتاب اللہ اور سُنتِ رسول کے ظاہر پر عمل کرنا کفر ہے۔

اُمت تقلید یا کم ازکم بریلویت کے ہاں قرآن وحدیث کے ظاہر پر عمل کرنے سے کفر لازم آتا ہوگا کیونکہ ان کے عقائد بھی تو ظاہری قرآن کے خلاف ہی ہیں لیکن ہم تو سمجھتے ہیں کہ قرآن کے ظاہری الفاظ و مفہوم کو بدلنا یا سنتِ رسول کا اسی حیثیت سے جو ہمارے سامنے ہے، انکار کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشار اور مقصد کے منافی ہے

محدث الہند علامہ طاہرؒ فرماتے ہیں۔

النصوص علی ظواھرھا والعدول الی معانٍ باطنٍ الحاد[2]

(نصوص (کتاب وسُنت کے دلائل) کے ظاہری مفہوم سے انحراف کرنا کفر ہے۔

لیکن ان حضرات سے ہمیں کہاں امید ہو سکتی ہے کہ یہ نصوص کے ظاہری مفہوم پر عمل کریں گے کیونکہ آئے دن بدعات کے جواز میں بے سند اور موضوع روایات کو جن کا رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا، درج کرنے میں نہ صرف فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ عالم ہونے کی دلیل ٹھہراتے ہیں۔

۱۱۔ اہل کتاب والا دعویٰ

اب مقلدین کے اس دعویٰ کو لیجئے کہ مذاہب اربعہ سے نکلنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ یہ ایسا دعویٰ ہے جو اہل کتاب سے حرف بحرف ملتا جلتا ہے وہ بھی کہا کرتے تھے

---

[1] جاء الحق ص ۲۶/ ج ۱، [2] مجمع البحار ص ۵۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کے وارث صرف اہل کتاب ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہ تھی اسی لیے تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔ تم نے یہ دعویٰ تو کر دیا کہ جنت کے وارث ہم ہی ہیں اس پر کوئی دلیل تو پیش کرو۔ اگر تم میں سچائی ہے۔ لیکن دلیل کہاں سے پیش کرتے دعوے ہی غلط بنیاد پر تھا۔ اسی طرح جب مقلدین سے مذاہب اربعہ کی تخصیص میں کوئی دلیل طلب کی جاتی ہے کہ تم ایک ہی دلیل بتاؤ کہ جس میں یہ موجود ہو کہ جنت کے وارث حنفی، مالکی، شافعی اور حنابلہ ہیں۔ جو ان چاروں مذہبوں کو قبول نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں تو اس وقت ان کی حالت قابل دید ہوتی ہے کیونکہ اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

یہ دعوے عقل کے اعتبار سے بھی محال اور ناممکن ہے کیونکہ جو لوگ مذاہب اربعہ کو قبول نہیں کرتے بلکہ کتاب و سنت کو اپنے لیے ہدایت اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اور انہیں پر عمل کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔ کیا وہ جنت کے وارث یا حقدار ہوں گے یا وہ جو کتاب سنت کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے۔

چوتھی صدی ہجری تک جب کہ مذاہب اربعہ کا رواج نہیں ہوا تھا۔ لوگ مسلمان تھے یا نہیں؟ اور کیا وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جنت کے مستحق ہوں گے یا نہیں؟ اگر وہ تقلیدی بندشوں سے آزاد رہ کر ایمان والے تھے تو آج کے وہ مسلمان جو تقلید کے بندھن کو اپنے لیے ضروری نہیں سمجھتے بلکہ کتاب و سنت پر عمل کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں یقیناً ایمان دار اور مومن ہوں گے۔

۱۴۔ چھوٹے میاں سبحان اللہ!!!

آپ نے اوپر والا کرشمہ تو دیکھ لیا اب اس سے بھی عجیب کرشمہ ملاحظہ فرمایئے:

موجودہ صدی کے حنفی بریلوی مجدد مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی کتب کا کتاب و سنت سے مقابلہ اور موازنہ فرمایا ہے۔ ان کو ہدایت قرآن و حدیث کی بجائے اپنی کتابوں میں نظر آئی چنانچہ اسی کے تحت وہ اپنے معتقدین کو اپنی کتابوں پر عمل کرنے کی تاکید کے ساتھ وصیت فرما رہے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حتیّ الامکان اتباعِ سُنّت نہ چھوٹے اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے لہ

اگر ایسا جملہ کسی مخالف فریق کے قلم سے نکلا ہوتا یا اس کا اشارہ بھی ملتا تو اس پر آج سے قبل کفر کے فتوے چسپاں کر دیئے جاتے لیکن چونکہ یہ اعلیٰ حضرت کے نوکِ قلم پر آیا ہے جو خود تو مقلّد ہیں لیکن دوسروں کے لیے مجدّد اور پھر تجدید بھی باکمال یعنی سنّت سے دشمنی اور بدعت کا پرچار۔ اس لیئے یہاں لب پہ خاموشی ہے۔

ایسی آزاد خیالی مقلّدین کے حصّے میں آئی ہے کہ وہ کتاب و سُنّت کے مقابلے میں امام کے قول کو تو قبول کرتے ہی تھے لیکن اگر جی میں آئے تو اماموں کو بھی پیچھے چھوڑ کر خود آگے بڑھ جاتے ہیں۔

وہ کتابیں ہیں کیا جن کو کتاب و سنّت کے مقابلہ میں تفوق دینے کی کوشش کی گئی ہے تو یہ ایک طویل بحث ہے ہاں اتنی گذارش ضرور ہے کہ ان کتابوں میں زنا حلال (ملفوظات) متبعین کتاب و سُنّت اور علماء حق پر سب وشتم کی بارش (فتاوی رضویہ) شیطانی دعاس (احکام شریعت اور ملفوظات) سُنّت کے ردّ کے اصول (الفضل الموھبی) توحید باری تعالےٰ سے مذاق (احکام شریعت و ایمان الارواح) اور ایسے بیسیوں نظریات جو لغو و حشو ہونے میں بے نظیر ہیں۔

۱۴۔ شیعیت سے مماثلت:

اصول حنفیہ اور اصول تشیّع میں بعض دفعہ تانیں باہم مل جاتی ہیں۔ جیسے حنفی اپنے امام کے قول کو احادیث کے قبول کا معیار قرار دیتے ہیں اسی طرح شیعہ بھی اپنے آئمہ کی معصومیّت کو ہی ردّ و قبول کا معیار گردانتے ہیں۔

حنفی اصول:

۱۔ کل ایۃ اوحدیث یخالف ما علیہ اصحابنا فھو مؤول او منسوخ

جو آیت یا حدیث ہمارے آئمہ کے مسلک کے خلاف ہو گی اس کی یا تو ہم تاویل

لہ وصایا شریف صنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے یا وہ منسوخ سمجھی جائے گی۔

۲۔ جب حدیث اور امام کا فتوائے معارض ہو تو امام کے فتوائے پر عمل ہوگا۔

۳۔ جب حدیث امام کے قول کے مخالف ہو تو امام کے فتوائے کو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔
تذکرۃ الرشید

شیعہ اصول:

۱۔ ان الشیعۃ الامامیہ یذکرون ان اقوال ائمتھم سنۃ متبعۃ و یذکرون ان السنۃ لا تروی الاعن امالی ولا تقبل احادیث السنی الا بقیود معینۃ [1]

شیعہ اپنے آئمہ کے اقوال کو ہی سنت قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احادیث وہی قابل قبول ہوں گی جنہیں ہمارے آئمہ نے روایت کیا ہو۔

۲۔ ولا یومنون بالعلم ولا بالحدیث الا اذا روی عن ھولاء الائمۃ [2]

احادیث وہی قابل قبول ہوں گی جو شیعہ آئمہ کے طریق سے روایت کی جائیں

۳۔ وان یرفضوا ما روی عن غیرھم [3]

اور شیعہ آئمہ کے علاوہ تمام کی روایت کردہ احادیث کو چھوڑ دیں۔

حنفی شیعی مشترک قدریں

حنفی: امام کے خلاف جو آیت یا حدیث ہوگی، قابل عمل نہ ہوگی۔

شیعی: اقوال آئمہ ہی اصل میں سنت ہیں۔

حنفی: حدیث اور قول امام میں اختلاف ہو تو عمل امام کے فتوائے پر ہوگا۔

شیعی: ہر حالت میں اس حدیث پر عمل ہوگا جس کو شیعہ امام روایت کریں۔

حنفی: امام کے فتوائے کے مقابلہ میں حدیث پر عمل کرنے کو دل نہیں مانتا۔

شیعی: آئمہ شیعہ کے علاوہ تمام کی احادیث کو چھوڑ دیا جائے گا۔

۴۔ قادیانی امت سے مماثلت:

جیسا کہ بعض شیعہ اور حنفی اصولوں میں مماثلت ہے۔ اسی طرح بعض قادیانی اور حنفی اصول

---

[1] تاریخ المذاہب صفحہ ۲/۹۶، [2] فجر الاسلام صفحہ ۲۷۱، [3] ضحی الاسلام صفحہ ۳/۲۵۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی باہم متشابہ ہیں۔

حنفی اصول :

۱۔ ہمارے لیے متقدمین علماء کا علم کافی ہے۔

۲۔ اگر مذہب کے خلاف کوئی دلیل آجائے تو مقلد کو اس حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔

۳۔ امام سے کوئی حدیث مخفی نہیں اور نہ ہی امام نے کسی حدیث کی مخالفت کی ہے بلکہ کسی اور دلیل کی بنا پر اس پر عمل نہیں کیا۔

۴۔ اگر کوئی شخص امام کے قول کی حقیقت معلوم نہ کر سکے تب بھی اس پر عمل کرنا واجب ہے اللہ تعالیٰ اسی روش کو پسند کرتا ہے۔ (الفضل الموہبی)

۵۔ جب کوئی حدیث امام کے قول کے مخالف آجائے تو مقلد کو حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے افراتفری اور گمراہی لازم آتی ہے۔

مرزائی قادیانی اصول :

۱۔ جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیروں میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے[1]

۲۔ علماء و مخالفین کا میری نسبت اور کوئی بھی عذر نہیں بجز اس بے ہودہ عذر کے جو ایک ذخیرہ رطب و یابس حدیثوں کا انہوں نے جمع کر رکھا ہے۔ ان کے ساتھ مجھے ناپنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان حدیثوں کو میرے ساتھ ناپنا چاہیئے[2]

۳۔ مرزا محمود احمد اپنے والد متنبی مرزا غلام احمد کے الہام اور احادیث میں موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"حدیث تو بیسیوں راویوں کے پھیر سے ہمیں ملی ہے اور الہام براہ راست۔ اس لیے (مرزا کا الہام مقدم تھے) کہ اس لیے کہ وہ رسول اللہ کے قول سے معتبر ہے بلکہ اس لیے کہ اس کے راویوں سے معتبر ہے مسیح موعود سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں[3]

---

[1] تحفہ گولڑویہ ص ۱۴ ، [2] ایضاً ص ۶۸ ، [3] اخبار الفضل ۳/۱۵ ۲۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول اللہ کا وجود اس ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے گا۔ اگر کوئی آپ سے علیحدہ ہو کر دیکھنا چاہے تو اُسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ بھی یُھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ والا قرآن نہ ہو گا بلکہ یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ والا ہو گا اسی طرح حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کی پٹاری سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے:

حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس سے نکال لیتا ہے اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔[1]

(خطبہ جمعہ مورخہ ۵ / ۱ / ۱۹۴۴)

حنفی قادیانی مشترک قدریں:

حنفی: حدیث وہ قابل قبول ہو گی جس پر امام کا عمل ہو گا۔

قادیانی: حدیث وہ قبول ہو گی جو مرزا صاحب کی تصدیق سے ہو گی۔

حنفی: حدیث پر عمل کرنا گمراہی ہے۔

قادیانی، حدیث مداری کی پٹاری ہے۔

حنفی: امام کے قول پر عمل کرنا واجب ہے حدیث کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔

قادیانی: حدیث کو مرزا سے ماپنا چاہیئے نہ کہ مرزا کو حدیث سے۔

حنفی: حدیث صحت کے اعتبار سے خواہ متواتر ہو لیکن جب تک اس پر امام کا عمل نہیں قابل قبول نہیں۔

قادیانی: حدیث وہی قابل عمل ہو گی جو مرزا صاحب کی روشنی میں نظر آئے۔

---

[1] قادیانی کافر کیوں ص۵۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفی، امام صاحب سے کوئی حدیث مخفی نہیں۔

قادیانی، حدیث وہ قابل قبول ہوگی جس کو مرزا صاحب نے بیان کیا ہو۔

حنفی، ہمیں پہلوں کا علم کافی ہے۔

قادیانی: کتاب وسنت صرف مرزا کے ذریعہ قابل قبول ہوگی۔

یہ ہیں شیعہ اور حنفی اور قادیانی اور حنفی مذاہب میں مشترک قدریں جن کو ہم نے حوالہ کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اب انصاف قارئین نے کرنا ہے کہ وہ اسلام کو تقلید کے ذریعہ سے پہچاننا چاہتے ہیں یا براہ راست کتاب وسنت پر عمل کر کے صحیح اسلام اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

حنفی مذہب

خیر القرون کا زمانہ گزرنے کے ساتھ ہی مسلمان دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک تو وہی جماعت تھی جو احادیث و آثار صحابہؓ کی امین تھی۔ اس جماعت کو اہلِ حدیث یا اصحاب الحدیث کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا کیونکہ اس جماعت کے عمل کا دار و مدار کتاب و سنت اور اس کے بعد آثار صحابہ پر تھا۔

دوسرا گروہ جن کے پاس احادیثِ رسول کا ذخیرہ بہت کم تھا جس کی وجہ سے وہ مسائل کے استنباط میں زیادہ تر رائے اور قیاس سے کام لیتے تھے۔ ان کو اصحاب الرائے سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

اصحاب الرائے کی حدیث سے کم مائیگی کی وجہ حجاز سے دوری اور صحابہ کرام سے کم ملاقات کی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انہی وجوہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لم یکن عندھم من الاحادیث والاثار ما یقدرون بہ علی استنباط الفقہ علی الاصول التی اختارھا اھل الحدیث[1]

ان کے پاس احادیث اور آثار کا سرمایہ کم تھا۔ اسی بنا پر ان کے استنباط کے اصول اہلحدیث سے جداگانہ تھے

حنفی اہل الرائے ہیں

اہل الرائے وہی لوگ ہیں جنہوں نے احادیث کی کمی کی وجہ سے رائے اور قیاس کو اصل قرار دے دیا۔ آئمہ محققین نے وضاحت کے ساتھ حنفیوں کو اہل الرائے قرار دیا ہے چنانچہ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

---

[1] حجۃ اللہ ص ۱۵۲ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل الرائے کے پاس حدیث کی قلت تھی اسی لیے انہوں نے قیاس پر زور دیا اور اس میں خوب مہارت حاصل کی اور وہ اہل الرائے کے نام سے ہی مشہور ہوئے۔ اسی گروہ کے مقتداء امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد تھے[1]

علامہ شہرستانی کی تحقیق

علامہ شہرستانی مورخ اسلام کی حیثیت سے بہت بلند مقام رکھتے ہیں انہوں نے اسلام اور دیگر تمام مذہبوں کے بارے میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ۔آپ نے ایک محقق کی حیثیت سے احناف کو اہل الرائے ثابت کیا ہے۔

اصحاب الرائے وھم اھل العراق ھم اصحاب ابی حنیفہ نعمان بن ثابت ومن اصحابہ محمد بن الحسن وابو یوسف وزفر والحسن بن زیاد.....

انما سموا اصحاب الرائے لان اکثر ہمتہم بتحصیل وجہ من القیاس و المستنبط من الاحکام وبناء الحوادث علیھا وربما یقدمون القیاس الجلی علی احاد الاخبار[2]

اہل الرائے عراق والے ہیں جو ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد ہیں۔ ان کو اصحاب الرائے اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ مسائل کا حل قیاس سے تلاش کرتے ہیں بعض وقت قیاس جلی کو حدیث جو خبر احاد سے ہو، مقدم سمجھتے ہیں۔

بعینہٖ مورخ الاحناف مولانا شبلی نعمانی اور محقق حنفی مولانا عبد الحی لکھنوی نے حنفیوں کو اہل الرائے تسلیم کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل کا فیصلہ

آپ حنفیوں کے اہل الرائے اور اہل قیاس ہونے کا فیصلہ ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

اصحاب الرائے وھم مبتدعۃ ضلالۃ اعداء السنۃ والاثر یبطلون الحدیث ویردون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویتخذون اباحنیفۃ ومن قال بقولہ اماما ویدینون بدینھم وای ضلالۃ ابین ممن قال

---

[1] مقدمہ ابن خلدون [2] الملل والنحل صفحہ ۲۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وترك قول الرسول واصحابه (کتاب السنہ ص۸۵)

اہل الرائے گمراہ اور بدعتی ہیں اور سنتِ رسول و آثار صحابہ کے دشمن ہیں۔ حدیث کو جھٹلاتے اور اس کا رد کرتے ہیں۔ ابوحنیفہ کے مسلک کو دین بناتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا گمراہی ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ حدیث رسول کو ترک کرکے ابوحنیفہ کے قول پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت امام کے اس قول میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں بلکہ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اہل الرائے میں حدیث کے انکار کی شدت بڑھتی گئی اور ہمارے معاصرین کو یہ کہنا پڑا کہ حدیث پر عمل کرنا گمراہی اور افتراق کا سبب ہے۔

قرآن میں تحریف

اہل الرائے، رائے اور تقلید کے پیدا کردہ مسائل کی حقانیت ثابت کرنے سے عاجز آجاتے ہیں تو پھر قرآن کی تحریف جیسا گھناؤنا فعل بھی کرنے سے ذرہ بھر نہیں شرماتے۔ اس سلسلے میں ہم قارئین کے سامنے قرآن کی تحریف کے نمونے پیش کرتے ہیں:

دیوبندی مذہب کے بانی مولانا محمود الحسن المعروف شیخ الہند تقلید کے جواز کو قرآن کریم سے پیش کرنے سے عاجز آجاتے ہیں تو بجائے حق کو تسلیم کرنے کے قرآن کریم میں تحریف کی بدترین مثال قائم کرتے ہیں۔

۱۔ قرآن کریم کی اس آیت فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (النساء ۵۱) میں یہ تحریف کرتے ہیں:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ[1]

قرآن کریم ہمارے سامنے ہے ہم دنیا بھر کے حنفی مقلدوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ سارے قرآن کریم سے یہ الفاظ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ دکھا دو اور منہ مانگا انعام حاصل کرلو۔

۲۔ اسی طرح غالی اور متعصب مولوی صفدر جالندھری حنفی قرآن کریم کی تحریف کا گھناؤنا فعل ان الفاظ سے کرتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ[2] کہ اے

---

[1] ایضاح الادلہ ص۹۷ ، [2] تحقیق مسئلہ رفع یدین ص۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان والو اپنے ہاتھوں کو روک رکھو جب تم نماز پڑھو۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۷۷ کے تحریف شدہ ہیں۔ اصل آیت یہ ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَیْدِیَكُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ جس کا ترجمہ علامہ وحید الزمان نے یوں کیا ہے۔ "(اے پیغمبر) تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو حکم ہوا اپنے ہاتھ روکے رہو (یعنی لڑائی نہ کرو) اور نماز ادا کرتے رہو۔"

اسلام میں بہت سے غالی اور بدعتی فرقے ہوئے۔ ہر گروہ اور فرقے نے قرآن کی معنوی تحریف کا ارتکاب کیا اور لفظی تحریف سے ہمیشہ بچتے رہے لیکن احناف کی کیا بات۔ انہوں نے لفظی اور معنوی دونوں تحریفوں کے قلابے ملا کر رکھ دیئے اور انہوں نے قرآن میں تحریف کی بدعت اور رسم جاری کردی کہ اگر کسی غیر مسلم نے تحریف کرنی ہو تو وہ ان حنفی علماء سے بلا خوف وخطر استفادہ کرے۔

احناف اور موضوع احادیث

جس طرح متاخرین احناف نے قرآن میں تحریف کرنے سے گریز نہ کیا اسی طرح انہوں نے ایسی احادیث وضع کیں جن کا رسول اکرم سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ عندیہ یہ تھا کہ اگر قرآن میں تحریف پر جسارت کی جاسکتی ہے تو پھر حدیث میں ایسی جرأت پیدا کیوں نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ایک دو موضوع روایات کی بات نہیں بے شمار موضوع حدیثیں اپنی کتابوں میں سمو دی گئیں۔ جن میں ایک مشہور حدیث ابو حنیفہ سراج امتی [1] وضع کرکے ناحق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لگادی گئی اور اس طرح کی بناوٹی روایات کا فقہ حنفی کی مشہور کتاب، جسے حنفی قرآن کی مانند (مثل) مانتے ہیں، میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفیؒ جنہوں نے ہدایہ کا حاشیہ لکھا اور ہدایہ کی احادیث پر تبصرہ ان الفاظ سے فرمایا:

لا یعتمد علی الاحادیث المنقولة فیها اعتمادا کلیا ولا یجزم بورودها وثبوتها قطعا بمجرد وقوعها فیها فکم من احادیث ذکرت فی الکتب المعتبرة وهی موضوعة [2]

---

[1] موضوعات کبیر ص۲۱ ، [2] عمدۃ الرعایہ ص۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ کی کتابوں میں جو احادیث لکھی ہوئی ہیں ان پر مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا ان
کتابوں میں کتنی احادیث لکھی ہوئیں ہیں جو بالکل موضوع اور بناوٹی ہیں۔
مولانا کا یہ فیصلہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مترادف ہے۔ مولانا حنفی تھے اور آخر تک حنفیت پر ہی قائم رہے لیکن اس کے باوجود حق کبھی کبھار زبان وقلم پر آ ہی جاتا ہے۔ اسی لیے انہوں نے فقہ حنفی کے بہت سے مسائل سے توبہ کر کے اہلحدیث مسلک والے مسائل پر عمل کیا۔

مولانا کا یہ فیصلہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ اگر مزید تحقیق کرنا ہو تو نصب الرایہ زیلعی حنفی اور درایہ امام ابن حجر کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ فقہ کی کتابوں میں کتنی جھوٹی حدیثیں موجود ہیں۔

سفید جھوٹ

حنفی حضرات نے قیاسی اور تقلیدی مذہب کو ثابت کرنے کے لیے ہر قسم کے حربے استعمال کیے حتیٰ کہ جھوٹ سے بھی ذرہ بھر گریز نہ کیا کبھی حضرت خضر علیہ السلام کو حنفی مقلد بنا دیا کبھی کہہ دیا کہ حضرات امام صاحب کی تقلید عہد صحابہ میں بھی ہوتی تھی یعنی صحابہ کرام آپ کے مقلد تھے۔ جب اس سے ایک قدم اور آگے بڑھے تو حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کو حنفی مقلد کہنے سے ذرہ بھر شرم وحیا محسوس نہ کی۔ بریلوی مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

> بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ (حضرت امام مہدی) حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت صادر ہو گیا۔ حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرماتے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل کے مطابق عمل حنفی مذہب کی سب سے کامل تر تصویب ہو گی۔ غرض اس زمانہ میں تمام مذہب ختم ہو جائیں گے اور صرف مسائل حنفی باقی رہیں گے [1]

ایک اور صاحب اس عبارت کو قدرے تفصیل اور وضاحت سے تحریر فرماتے ہیں۔

> حضرت عیسیٰؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مذہب اختیار کریں گے [2]

---

[1] ملفوظات احمد رضا خاں ص ۱۲۶، [2] فوائد فریدیہ مترجم ص ۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فریب کاری کا انداز ملاحظہ ہو پہلے فرما دیا کہ نبی کسی امام کا مقلد نہیں ہوا کرتا اور ساتھ ہی تمام مذاہب کے ختم ہونے کا فتوےٰ دے کر مسائل حنفیہ کو باقی ثابت کیا اور فیصلہ کر دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور امام مہدی حنفی مذہب پر ہوں گے۔

ان سے کوئی پوچھے یہ تو بتاؤ کہ تمہیں کس دلیل سے علم ہوا کہ تمام اسلامی مذاہب ختم ہو جائیں گے۔ صرف حنفیت باقی رہے گی۔ کیا قرآن و حدیث میں اس کی کوئی دلیل ہے؟ اگر کوئی دلیل نہیں تو یہ دعوےٰ ایسے بڑے جھوٹ پر مبنی ہے جو براہ راست اللہ تعالےٰ اور رسول اکرم ؐ سے منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اس قسم کی خبریں سوائے وحی کے اور طریق سے محال اور ناممکن ہیں۔

اس قسم کے دعویدار جھوٹ بولنے میں تو اصحاب تقیہ کو بھی کوسوں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں وہ تو عند الضرورت جھوٹ کو جائز سمجھتے ہیں جبکہ بعض حنفی مقلد بلا ضرورت ایسے جھوٹ بولتے ہیں جن کا انکشاف وحی کے بغیر کبھی ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا بڑا جھوٹ مذہبی رنگ میں آپ کو کسی گمراہ سے گمراہ گروہ میں بھی نہیں مل سکے گا۔

حنفی فقہ کی تدوین :

یہ بات تو مسلمہ ہے کہ آئمہ اربعہ میں تین آئمہ نے خود کتابوں کو تصنیف کیا۔ امام مالکؒ نے مؤطا لکھی۔ امام شافعیؒ نے کتاب الام و الرسالہ اور امام احمدؒ بن حنبل نے مسند احمد تحریر فرمائیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ ہی ایسے ہیں جنہوں نے کوئی تالیف و تصنیف کا کام نہ کیا۔ اس بات کا خود اعتراف محقق حنفی مولانا شبلی نعمانی نے ان الفاظ سے کیا ہے:

ہم نے یہی معلوم کیا ہے کہ امام صاحب نے کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی [1]

حنفی مجلس شوریٰ

امام صاحب خود تو کوئی تصنیف نہ فرما سکے ہاں بعد کے احناف نے فقہ حنفی کی تدوین و تالیف کو پایۂ ثبوت تک پہنچانے کے لیے ایک خیالی مجلس شورےٰ قائم کی۔ یہ غالباً مجلس چودھویں صدی کے مؤرخ مولانا شبلی نعمانی نے ہندوستان میں بیٹھے بٹھائے تشکیل دی۔ وہ ایسے کہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے ۱۲۱ھ سے ۱۵۰ھ تک فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں

---

[1] سیرت نعمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مجلس قائم کی تھی جس کے اراکین مندرجہ ذیل تھے:

امام محمد، قاضی ابو یوسف، امام زفر، یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث وغیرہ ذالک۔

غالباً اس مجلس کے کل نو اراکین تھے جن میں بعض پر ہم مولانا فیض عالم کا بالاختصار تبصرہ نقل کرتے ہیں۔

(۱) امام محمد: ان کی پیدائش ۱۳۱ھ اور ۱۳۵ھ کے درمیان بیان کی جاتی ہے۔ گویا کہ اس شوریٰ کا رکن پیدائش سے دس سال قبل شوریٰ میں شریک ہوتا رہا۔

(۲) قاضی ابو یوسف: ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور آٹھ برس کی عمر میں مجلس میں شامل ہو گئے۔

(۳) امام طحاوی: ۲۳۸ میں پیدا ہوئے اور پیدائش سے ۱۱۰ سال پہلے حنفی فقہ کی تدوین میں شریک ہوئے۔

(۴) امام زفر: ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور گیارہ برس کی عمر میں اس علمی مجلس کے ممبر بنے۔

ذرا اس مجلس کی ہیئت ترکیبی کو تعصب اور ضد سے دور ہٹ کر دیکھیے اور انصاف کیجئے کہ جس مجلس کے ممبر کچھ پیدا ہونے سے پہلے اور کچھ دو تین سال کی عمر میں بیٹھ کر کسی مسئلہ پر بحث کریں گے تو وہ کیسی مجلس اور اس کی مرتب کردہ فقہ کیسی ہوگی؟

تدوین کتب

جس طرح حنفی مجلسِ شوریٰ کا حال ہے۔ اسی طرح ان کی کتابوں کی تصنیف کا حال ہے۔ ہمارے ہاں فقہ حنفی کی جتنی کتابیں ہیں سبھی حضرت امام سے تقریباً تین سو سال بعد بغیر کسی سند کے تالیف ہوئیں۔ ہم ذیل میں ان کتابوں کی تالیف کے مختلف ادوار کا ایک نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ان کتابوں کا حضرت امام سے معمولی کیا ذرہ بھر تعلق اور واسطہ نہیں۔

نام کتاب	حضرت امام سے کتنا عرصہ بعد لکھی گئی	نام کتاب	حضرت امام سے کتنا عرصہ بعد لکھی گئی
قدوری	تین سو سال بعد	ہدایہ	چار سو سال بعد
قاضی خاں	چار سو سال بعد	منیۃ المصلی	پانچ سو سال بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طحطاوی	چھ سو سال بعد	شرح وقایہ	چھ سو سال بعد
نہایہ	چھ سو سال بعد	کنز الدقائق	چھ سو سال بعد
جامع الرموز	چھ سو سال بعد	بزازیہ	سات سو سال بعد
فتح القدیر	سات سو سال بعد	خلاصہ کیدانی	سات سو سال بعد
چلپی	آٹھ سو سال بعد	بحر الرائق	آٹھ سو سال بعد
تنویر الابصار	آٹھ سو سال بعد	درمختار	نو سو سال بعد
فتاویٰ عالمگیری	ہزار سال بعد		

(ماخوذ از سبیل رسول)

ان کتابوں کے تالیف کے زمانوں کو سامنے رکھ کر بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ان کتابوں میں جو کچھ مرقوم ہے وہ ہر اعتبار سے بے بنیاد اور حقیقت سے خالی ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین اور حضرت امام کے زمانہ میں سینکڑوں برس کا فرق ہے اور پھر ان ہزاروں مسئلوں میں سے جو بھی ان مذکورہ کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں کسی ایک مسئلہ کی سند امام تک بیان نہیں کر سکتے۔ جب سینکڑوں سال کا فرق ہے اور سند بھی کوئی نہ ہو تو یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ ان کتابوں کا تعلق حضرت امام کی ذات گرامی اور آپ کے فرمودات سے ہو۔

حنفی اصول کے مطابق اگر کوئی صحیح حدیث جس کا راوی غیر فقیہہ صحابی ہو، قیاس جلی کے خلاف ہو تو اسے قبول نہیں کیا جا سکے گا کیونکہ ایسی (خبر واحد کے ذریعے آنے والی) حدیث سے یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس میں ظن ہوتا ہے۔ اگر یہ حضرات کچھ انصاف سے کام لیتے اور اپنے ہی آئینہ میں اپنا منہ دیکھ لیتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ ہم جس ظن کی بنیاد پر حدیث رسول کو رد کرنے کا آسان راستہ اختیار کرتے ہیں وہ راستہ ہی تمہاری کتابوں میں حدیث کے مقابلہ میں ہزارہا درجہ زیادہ ظن کا متحمل ہے کیونکہ حدیث کی سند ہوتی ہے جس کے ذریعہ اس کے صحیح اور ضعیف ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے تو تمہارے مسئلے جو سرے سے بے سند ہیں وہ کیسے درست ہو سکتے ہیں اور اس جیسا ظن جس کے یقین ہونے کی بالکل امید نہیں دین میں کیسے حجت اور واجب العمل ہو سکتا ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سند کا مقام

دین کے ہر مسئلہ میں سند کا ہونا ضروری ہے کیونکہ بغیر سند کے کامل دین بھی تحریف سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ہر شخص اپنی مرضی سے جو چاہے کہتا پھرے گا اور اس سے دین میں خلل اور فساد واقع ہو جائے گا اسی خرابی کو صحابہ کرام اور تابعین نے موقع پر محسوس کر کے اس کا سد باب کر دیا۔

حبر الامت، ترجمان قرآن حضرت عبداللہ بن عباس سند کی افادیت بیان فرماتے ہیں:

هذا دین فانظروا عمن تاخذون دینکم [1]

دین کا علم حاصل کرتے وقت دیکھو تم کس سے طلب کر رہے ہو۔

بالکل یہی الفاظ جامع ترمذی میں امام محمد بن سیرین جو بڑے تابعین سے تھے منقول ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد رشید امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔

الاسناد عندی من الدین لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء [1]

سند دین سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو جو کوئی چاہتا وہ مرضی سے کہہ دیتا۔

امام ابن القیم اور ان کے ہی الفاظ ملا علی قاری حنفی نے نقل کیے ہیں۔

العلم ما کان فیه قال حدثنا   وما سوی ذالك وسواس الشیطان [2]

جس کی سند ہو وہ علم ہے جس میں سند نہیں وہ شیطان کے وسوسے ہیں:

ان عبارات سے سند کی جو اہمیت واضح ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اللہ تعالیٰ نے خبر کی تحقیق کا حکم دیا ہے: ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کہ تم فاسق کی خبر کی تحقیق کرو۔ تحقیق تب ہی ممکن ہو سکتی ہے جب کہ اس کی سند معلوم ہو۔

اب آپ فقہ حنفی کی کتب کا کمال ملاحظہ فرمائیں کہ کسی کتاب میں سند کا نام تک نہیں لیکن پھر بھی وہ حرف بحرف درست ہی نہیں بلکہ واجب العمل ہیں۔

فقہ حنفی سے فتوے دینا حرام ہے:

یہ تو واضح اور ظاہر ہو گیا کہ حنفی فقہ کی کتابوں کی کوئی سند نہیں اور ان کے نہ آگے کا علم نہ پیچھے

---

[1] کتاب المجروحین ص ۱۵/۱ [2] شرح فقہ اکبر ص ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا، تو اس قسم کی کتابوں سے فتوے دینا امام ابو یوسف و زفر بلکہ خود حضرات امام کے نزدیک حرام ہے۔

لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم من این قلناہ [1]

میرے قول کی دلیل معلوم کیے بغیر فتویٰ دینا حرام ہے۔

ظاہر ہے جب مسئلہ کی سند نہ ہو، قائل بھی معلوم نہ ہو تو اس سے فتویٰ دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ دلیل تو معلوم شئی کا نام ہے۔ مجہول کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

اب یہ حنفی بھائیوں کی ذمے داری ہے کہ وہ ان کتابوں سے فتوے دینے سے پہلے ان کی اسناد بیان کریں۔ اگر وہ سند بیان نہیں کر سکتے تو آئمہ احناف کے نزدیک ان کتابوں سے فتوے دینا ممنوع ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔

ابو حنیفہ کی برأت

ان کتابوں میں بے شمار اور بغیر سند کے لکھے ہوئے مسئلے جو ناحق طور پر حضرت امام کے نام جڑھ دیئے گئے۔ حضرت امام نے ان تمام سے برأت کا اظہار کیا ہے۔ حافظ امام ابن عبدالبر اور حافظ الاسلام امام ابن القیم نے اپنی شہرہ آفاق تصانیف میں حضرت امام کے متعلق ایک خواب کا ذکر کیا ہے۔

قال حدثنی جعفر بن حسن امامنا قال رایت ابا حنیفہ فی النوم فقلت ما فعل اللہ بک یا ابا حنیفہ قال غفر لی فقلت لہ بالعلم قال ما اضر الفتیا علی اھلھا فقلت فبم قال بقول الناس فیّ ما لم یعلم اللہ انہ منی [2]

امام جعفر بن حسینؒ فرماتے ہیں میں نے ابو حنیفہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا ہے؟ فرمانے لگے اللہ تعالےٰ نے معاف فرما دیا ہے۔ میں نے کہا کس وجہ سے؟ فرمانے لگے لوگوں نے جو میری طرف غلط فتوے منسوب کر دیئے ہیں۔

---

[1] ایقاظ صد ۵۲ [2] جامع البیان و اعلام الموقعین صد ۷۹ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام کے اس مناامی بیان سے معلوم ہو گیا کہ فقہ حنفی میں جسقدر بلا سند فتوے ہیں ان کا تعلق امام صاحب سے بالکل نہیں۔

مسائل حنفیہ

حنفی مسائل میں انکار حدیث کا ایک سمندر موجزن ہے جو اپنے جوبن میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ بہت سی آیات کی مخالفت اور لاتعداد احادیث سے تمسخر کتب فقہ کا خاص موضوع ہے۔ محدثین کی عیب جوئی، صحابہ کرام کی توہین اور آئمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ) میں کسی کو ابلیس کسی کو بدعتی اور کسی کو غیر فقیہہ اور حضرت معاویہؓ جیسے عالم اور فقیہہ صحابی کو بدعتی کہنا ان کتابوں کا عام موضوع قلم ہے۔ تبھی تو منام میں حضرت امام نے ان تمام فتوؤں اور قولوں سے رجوع فرمالیا۔ فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

وہ مسائل کیا ہیں یقین جانیے ان کے لکھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ بالاصرار تقاضا قبول کرنا پڑا کیونکہ یہ مسائل ایسے ہیں جو حضرت امام ابو حنیفہ کی علمی رفعت اور تقویٰ سے کوسوں دور ہیں۔

ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ فقہ حنفی کے سمندر سے ایک چلو بھر کر قارئین کی نظر کرتے ہیں تاکہ قارئین کو پتہ چل جائے کہ اس فقہ کے ذریعے کتاب و سنّت کی کس قدر مخالفت روا رکھی گئی ہے اور حضرت امام کی شان میں کس قدر گستاخیاں کی گئیں۔

فقہ	قرآن و حدیث
۱۔ ایمان میں زیادتی نہیں:	قرآن کی مخالفت
ایمان اهل السماء والارض ای من الانبياء والاولياء وسائر المؤمنين من الابرار والفجار لا يزيد ولا ينقص۔	اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
(شرح فقہ اکبر ص۱۰۳)	واذا تليت عليهم آياته زادتهم ايمانا (انفال)
انبیاء، اولیاء، نیک، بد، زمین اور	قرآن کی آیات تلاوت کرنے سے مومنوں کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ	قرآن وحدیث
آسمان والوں کا ایمان برابر ہے اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔	اس مضمون پر اور بھی آیات اور احادیث ہیں جن سے ایمان میں زیادتی کا ثبوت ہے۔

۲۔ شراب سے وضوء

فقہ	قرآن وحدیث
وان طبخ ادنی طبخة یجوز الوضوء به حلوا کان او مسکرا (فتاویٰ عالمگیری ص۲۲ ج۱) شراب کو معمولی جوش دے کر اس سے وضوء کرنا جائز ہے خواہ اس میں نشہ موجود ہو۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کل مسکر احرام۔ (بخاری ص۹۰۴ ج۲) ہر نشہ آور حرام ہے۔ حرام شے سے وضو کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

۳۔ گردن کا مسح

فقہ	قرآن وحدیث
ومسح الرقبة (قدوری ص۳)	شریعت محمدیہ میں اپنی طرف سے زیادتی ہے۔

۴۔ وطی سے وضو نہیں

فقہ	قرآن وحدیث
اذا باشر امراته مباشرة فاحشة بتجرد وانتشار وملاقات الفرج بالفرج لا وضوء علیه (عالمگیری ص۱۳ ج۱) خاوند بیوی برہنہ شرمگاہیں ملالیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ولا عند وطی میتة او بهیمة او صغیرة مشتهاة۔ (در مختار ص۱۳ ج۱) مردہ عورت، چارپائے اور نابالغ بچی سے وطی کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من مس ذکره فلیتوضاء (ترمذی ص۱۳ ج۱) جو اپنے آلۂ تناسل کو ہاتھ لگائے تو اس پر وضو لازم ہے۔ انصاف سے کام لے کر بتایئے۔ مردہ عورت اور چارپائے سے وطی کرنے کی اجازت دنیا کے کس مہذب مذہب میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ دوہری اذان کا انکار

ولا ترجیع فی الاذان۔ (قدوری ص۲۱) دوہری اذان جائز نہیں۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام کی تعلیم: انہ علمہ الاذان تسع عشر کلمۃ (ابوداؤد) حضرت ابو محذورہ کو آپ نے دوہری اذان سکھائی۔ (ابوداؤد ص۷۲ ج۱)

۶۔ اکہری اقامت کا انکار

والاقامۃ مثل الاذان۔ ہدایہ صفحہ ۷۲ ج۱ اقامت دوہری ہے۔	رسول اللہ کا زمانہ کان الاذان علی عہد رسول اللہ مرتین مرتین والاقامۃ مرۃ مرۃ (سنن اربعہ) آپ کے زمانے میں اقامت اکہری تھی۔

۷۔ تکبیر اولیٰ میں تبدیلی ———— شارع علیہ السلام کی سنت

فان قال بدل التکبیر اللہ اجل او اعظم او لا الٰہ الا اللہ (ہدایہ ص۸۳ ج۱) تکبیر اولیٰ کی بجائے اللہ اجل واعظم یا لا الٰہ الا اللہ کہے تو جائز ہے۔	کان اذا افتتح الصلوٰۃ کبر (مشکوٰۃ ص۷۷ ج۱) آپ ہمیشہ نماز اللہ اکبر سے شروع کرتے۔

۸۔ فارسی اور انگریزی میں نماز ———— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق

ان افتتح الصلوٰۃ بالفارسیۃ وھو یحسن العربیۃ اجزاہ وکذا فی الترکیۃ و زنجیۃ وغیر ذٰلک (قاضی خاں ص۶۹ ج۱) فارسی، انگریزی، حبشی، ترکی زبان میں عربی کے ماہر کے لیے بھی نماز جائز ہے۔	نماز شعائر اسلام میں سے ہے اس کی اصل حالت کو بدلنا گویا اسلام کو بدلنا ہے۔ بہت سے صحابہ عربی نہ تھے لیکن آپ نے کسی کو ان کی علاقائی زبان میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی۔

۹۔ سینے پر ہاتھ باندھنے سے انکار ———— رسول العالمین کی سنت

ویعتمد بیدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ تحت السرۃ ہدایہ ص۸۶ ج۱	وضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ۔ صحیح ابن خزیمہ ص۲۴۳ ج۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھے۔

آپ ﷺ نے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھے۔

۱۰۔ آمین بالجہر کا انکار ——— مسجد نبوی میں آمین کی گونج

واذا قال الامام و لا الضالين قال آمين و يقولها الموتم ويخفيها۔ (قدوری ص ۲۵)

جب امام والضالین کہے تو مقتدی بھی آمین کہے لیکن اس کو پوشیدہ رکھے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال غير المغضوب عليهم و لا الضالين قال آمين حتى يسمع اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد (ابن ماجه ص ۶۲)

جب آپ آمین کہتے تو پہلی صف والے سن لیتے پھر مسجد میں آمین کی آواز گونج اٹھتی آمین بلند آواز سے کہنے کی بہت سی اور بھی صحیح احادیث ہیں۔

۱۱۔ فاتحہ کا انکار ——— ہادی دو جہاں کا حکم

لا يقرأ الموتم بل يستمع و ينصت
شرح وقایہ ص ۱۶۲/۱

مقتدی امام کے پیچھے خاموش کھڑا رہے اور فاتحہ نہ پڑھے۔

لاصلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب
(بخاری ص ۱۰۴/۱)

فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں۔

۱۲۔ رفع یدین کا انکار ——— متواتر عمل

ولو كبر ولم يرفع يديه حتى فرغ من التكبير لم يأت به (عالمگیری ص ۴۳)

اگر تکبیر اولیٰ کے ساتھ بھی رفع یدین نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

رفع یدین کرنے کی تقریباً ۱۰۴۔ احادیث مروی ہیں۔ محقق حنفی علماء نے رفع یدین کی احادیث کو متواتر کے درجے میں شمار کیا ہے۔

۱۳۔ گوز سے سلام پھیرنا ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

وان تعمد الحدث فى هذه الحالة تمت صلوته (قدوری ص ۲۹)

كان يختم الصلوٰة بالتسليم۔
(صحیح مسلم ص ۱۹۵/۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر نمازی تشہد میں جان بوجھ کر گوز مارے تو نماز پوری ہو جائے گی۔

آپؐ ہمیشہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے نماز ختم کرتے۔ یہ حنفیت کو شرف ہے کہ ان کا گوز مارنا بھی سلام کے برابر ہے۔

۱۴۔ امامت کی شرطیں ——— اسلام میں زیادتی۔

ثم الاحسن وجھا ثم الاشرف نسبا ثم الانظف ثوبا ثم الاحسن زوجۃ ثم الاکبر رأسا والاصغر عضوا (درمختار ۴۲/۱)

امامت کی شرائط میں یہ بھی ہیں کہ خوبصورت ہو، اچھے نسب والا ہو، اچھے لباس اور اچھی بیوی والا ہو پھر بڑے سر والا اور چھوٹے آلۂ تناسل والا ہو۔

یہ تمام شرائط اسلام میں اضافی ہیں۔ احناف کو ان تمام صفات کو ماپنے کے لیے پیمانہ رکھنا چاہیئے۔

۱۵۔ نابینا امام نہیں بن سکتا ——— رسول اللہ کا نائب نابینا امام

وکرہ امامۃ الاعمیٰ (کنز الدقائق ص۲۹)

نابینا کی امامت مکروہ ہے۔

کان ابن ام مکتوم یوم الناس وھو اعمیٰ (مشکوٰۃ ص۱۰۰/۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ابن ام مکتوم نابینا امامت کراتا تھا۔

۱۶۔ مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

لا یصلی علی میت فی مسجد جماعۃ (ہدایہ ص۱۶۰)

نماز جنازہ جامع مسجد میں جائز نہیں۔

ما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سہیل بن بیضاء الا فی جوف المسجد۔ (النسائی ص۲۷۹/۱)

آپؐ نے حضرت سہیل کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی۔

۱۷۔ نماز جنازہ میں فاتحہ کا انکار ——— رسول مقبولؐ کا نماز جنازہ میں فاتحہ کا پڑھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا قراءۃ فیہا (درمختار ص ۱۶۲) ولا یقرء بفاتحۃ الکتاب

جنازہ میں فاتحہ جائز نہیں۔

فقرأ ابن عباس بفاتحۃ الکتاب وقال لتعلموا انہا سنۃ۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۷۸)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنی سنت ہے۔

۱۸۔ ایک اور پانچ وتروں سے انکار ——— رسول اللہ کا فرمان

الوتر واجب وھو ثلث رکعات (کنز الدقائق ص ۵۳)

وتر واجب ہے اور وہ صرف تین رکعت ہے۔

وتر واجب نہیں، سنت موکدہ ہے احناف جس طریقہ سے وتر پڑھتے ہیں کہ دو رکعت پڑھ کر بیٹھا جائے سنت کے خلاف ہے

من احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۱)

جو چاہے کہ وہ پانچ یا تین یا ایک وتر پڑھے وہ پڑھ لے یعنی ایک اور پانچ کی بھی اجازت ہے۔

۱۹۔ دیہات میں جمعہ نہیں ——— بستی میں جمعہ کا انعقاد

لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع۔ ولا فی المنیٰ (ایضاً ص ۱۴۸)

نماز جمعہ صرف شہر کی جامع مسجد میں ہے اور منیٰ میں بھی نہیں۔

فقہ کے اس مسئلہ پر آج کسی حنفی کا عمل نہیں

اسلام میں مسجد نبوی کے بعد دوسری جگہ جمعہ کا انعقاد بحرین کی ایک بستی میں ہوا۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۲۲)

قرآن میں دیہات اور شہر کا کہیں فرق نہیں آیا۔

۲۰۔ بارش کے لیے نماز جائز نہیں ——— رحمت للعالمین کا نماز استسقاء پڑھانا

لیس فی الاستسقاء صلوٰۃ مسنونہ فی جماعۃ (ہدایہ ص ۵۶)

بارش کی باجماعت نماز جائز نہیں

صلی بہم رکعتین جہر فیہما بالقران۔ (بخاری، ص ۱۳۹، مسلم ج ۱ ص ۲۹۳)

آپؐ نے بارش طلب کرنے کے لیے صحابہؓ کو دو رکعت نماز پڑھائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱ - صدقہ فطر میں چھوٹ ۔ —————— رسول اللہ کا اعلان

صدقة الفطر واجبة على الحر المسلم اذا کان مالکاً بمقدار النصاب ۔ (قدوری ص۵)

صدقہ فطر صاحب نصاب یعنی جس پر زکوٰۃ واجب ہے اس پر واجب ہے۔

آپؐ نے مکہ میں اعلان کرایا کہ صدقہ فطر ہر مسلمان، مرد، عورت اور بچے پر فرض ہے ۔ (مشکوٰۃ ص۱۹۰)

احناف کی شرط دین میں اضافہ ہے۔

۲۲ - حنفی روزہ —————— اسلام ان تمام باتوں سے مبرا ہے ۔

لو مست المراة زوجها حتى انزل و ان مس فرج بهيمة فانزل او جامع بهيمة او ميتة او جامع فی ما دون الفرج و لم ينزل لا يفسد صومه (بنایہ شرح ہدایہ ص۲۳۵)

اگر بیوی خاوند کو چھیڑ چھاڑ کرے اور انزال ہو جائے یا چار پائے اور مردہ عورت سے وطی کرے یا فرج کے علاوہ کسی اور جگہ میں وطی کرے اور انزال نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

رسول اکرمؐ نے ایک جوان آدمی کو بیوی کا بوسہ لینے سے منع کیا تاکہ انتشار کی وجہ سے انزال نہ ہو جائے ۔

یہ تو فقہ حنفی کی کرامت ہے کہ اگر روزے دار مردہ عورت سے وطی کرلے اور چار پائے کو بھی اپنا ملعب بنالے تو اس کا روزہ جوں کا توں رہے گا کیونکہ ان کے نزدیک انبیاء اور فاجر دونوں کا ایمان برابر ہے ۔

۲۳ - مدینہ حرم نہیں —————— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان

لاحرم للمدينة عندنا (درمختار ص۱۰۸)

مدینہ ہمارے (احناف) نزدیک حرم نہیں۔

۱- المدينة حرام - (بخاری)

۲- انی احرم ما بين لابتی المدينه -

۳- ان ابراهيم حرم مكة وانی احرم ما بين لابتيها - (بخاری)

مدینہ مکہ کی طرح حرم ہے ۔

۲۴ - ولی کی ضرورت نہیں —————— اسلامی نکاح

وينعقد نكاح المراة الحرة البالغة

لا نكاح الا بولی (ابوداؤد ص۲۸۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العاقلة برضائها وان لم ینعقد علیها ولی عند ابی حنیفۃؒ (قدوری ص۱۵۹)
بالغہ عاقلہ کنواری بغیر ولی کے نکاح کر سکتی ہے۔

وان نکحت نکاحھا باطل (احمد ج۶ ص۱۹۶)
ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں، ایسا نکاح باطل ہے۔

۲۵۔ مہر میں خنزیر اور شراب دینا ۔ مقدس رشتہ

وصح النکاح بخمر وخنزیر (شرح وقایہ ج۲ ص۴۲)
سور اور شراب حق مہر میں دینا جائز ہے

نکاح مقدس رشتہ ہے۔ سور اور شراب دونوں قرآن کی رو سے حرام ہیں حرام سے مقدس رشتہ جائز کیسے ہو سکتا ہے۔

۲۶۔ دودھ کی مدت ۔ قرآن کی مخالفت

مدۃ الرضاعۃ ثلاثون شھرًا۔
(ہدایہ ج۱ ص۳۳۰)

وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ۔

دودھ کی مدت اڑھائی سال ہے ۔ دودھ کی مکمل مدت دو سال ہے۔

۲۷۔ بیٹے کا نکاح ۔ اسلامی حکم کی نافرمانی

واذا زوج الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ المتزوج بنتہ او اختہ لیکون احد العقدین عوضا عند الاخر فالعقدان جائزان و لکل منھما مھر مثلھا (ہدایہ ج۱ ص۳۰۷ اوّل)
بیٹے کا نکاح جائز ہے۔

۱۔ لاشغار فی الاسلام (مسلم ج۱ ص۴۵۴)
نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الشغار (مسلم ص۴۵۴، ابوداؤد)
بٹے کا نکاح جائز نہیں۔
اس نکاح کے بہت سے مفاسد بیان کیے گئے ہیں جن سے کئی گھرانے تباہی کا لقمہ بن جاتے ہیں۔

۲۸۔ حلالہ ۔ حلالہ کرنے والے پہ لعنت

وکرہ النکاح بشرط التحلیل وتحل الاول (شرح وقایہ ص۱۱۸)

لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المحلل والمحلل لہ۔ (مشکوٰۃ ص۲۸۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعن محمد یصح النکاح بشرط التحلیل

حاشیہ شرح وقایہ ص۱۱۸

حلالہ کی شرط سے نکاح مکروہ ہے لیکن بیوی پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے گی۔

امام محمدؒ کے نزدیک حلالہ کی شرط سے نکاح کرنا صحیح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے اور جس کے لیے کیا گیا ہے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

غیرت مند حنفیوں سے انصاف کی اپیل ہے

حلالہ کی تعریف یہ ہے کہ ایک خاوند بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت کسی اور سے اس شرط پر نکاح کرے کہ ایک جماع کے بعد طلاق دینا ہو گی۔ وہ دوسرا خاوند ایک دفعہ جماع کر کے اسے طلاق دے تو پھر وہ پہلے خاوند کے لیے جائز ہو گی۔ (محمد یحییٰ)

۲۹۔ حرام چیز کی بیع ———— حرام چیز کی بیع بھی حرام ہے۔

یجوز بیع الحیات والکلب وسباع الوحش والقردۃ۔ عالمگیری ص۱۱۴ ج۳

سانپ بندر کتا اور وحشی درندوں کی بیع جائز ہے۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ثمن الکلب (ترمذی) (بخاری)

آپؐ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا۔ دوسری جگہ تمام درندوں کی قیمت سے

۳۰۔ شراب کا پینا ———— احادیث رسول سے بغاوت

اذا شرب تسعۃ اقداح من نبیذ التمر فاوجر العاشر فسکر لم یحد، واما الاشربۃ المتخذۃ من الشعیر اوالذرۃ اوالتفاح فانہ یجوز شربہ دون السکر وقال لا یحد فیما لیس من اصل الخمر وھو التمر والعنب کما لا یحد من ولبن الرماک (عالمگیری ص۱۴۱ ج۵)

کل مسکر حرام۔ (بخاری ج۲ ص۹۰۴)

ہر نشہ آور حرام ہے۔

ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (ابوداؤد ج۲ ص۵۱۸)

نشہ کم ہو یا زیادہ وہ حرام ہے۔

قارئین آپ حیران ہوں گے کہ آخر اسلام کے اس حکم کی اس قدر دل کھول کر کیوں مخالفت کی گئی تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی نو پیالے کھجور کی نبیذ کے پی جائے اور دسویں پیالہ سے نشہ آجائے تو اس پر حد نہیں۔

جو، چینا، سیب اور شہد سے بنائی گئی شرابوں کا پینا جائز ہے جب کہ ان میں بے ہوشی نہ ہو۔

کھجور اور انگور کے علاوہ باقی شرابوں پر حد نہیں۔

بادشاہ پر کسی قسم کی حد قائم نہیں ہو سکتی وہ خواہ زنا کرے یا چوری کرے

عالمگیری ص۱۵/۲

کہ یہ مذہب ہمیشہ حکومت وقت سے وابستہ رہا۔ جیسی حکمران ان سے توقع رکھتے اسی طرح یہ بھی ان کی توقعات پر پورے اترتے۔

۲۱۔ چوری کی حد معاف ———— قرآن کا فیصلہ

ولا قطع علی نباش (قدوری ص۲۱۵)

کفن چور پر حد نہیں۔ اسی صفحہ پر یہ ہے نقب زنی کر کے باہر کھڑے آدمی کو مال پکڑانے والے پر حد نہیں۔

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا۔

چور مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔

۲۲۔ زنا کی حد معاف ———— قرآن کا فیصلہ

استاجر امراۃ ـ من زنا فی دار الحرب ولو مکنت مسلمۃ ـ اذا زنی صبی او مجنون بامراۃ عاقلۃ واذا زنی بصبیۃ ولو مکنت نفسہا من النائم۔ رجل زنا بامراۃ میتۃ و وطی اجنبیۃ فیما دون الفرج (عالمگیری ص۱۵/۲)

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ

یہ قرآن و حدیث کے صریح فیصلے کی مخالفت ہے جس پر لفظ زانی بولا جائے اسے سو کوڑے مارے جائیں گے یا اسے سنگسار کیا جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ ذیل زنا کی قسموں پر حد نہیں ، کرائے کی عورت سے ، دار الحرب میں زنا کرنا مسلمان عورت کسی غیر مسلم کو اپنے نفس کا اختیار دے دے ، سوئے ہوئے سے زنا کرنا، پاگل اور نابالغ کا زنا کرنا، مردہ عورت سے زنا کرنا اور کسی اجنبی عورت سے فرج کے علاوہ زنا کرنا۔

۳۳۔ محرمات سے نکاح کر کے وطی کرنا —— قرآن کی مخالفت

ومن تزوج امرأة لا يحل له نكاحها فوطيها لا يجب عليه الحد۔ (ہدایہ ص۴۹۶ ج۲)

اگر آدمی محرمات سے نکاح کر کے وطی بھی کر لے تو اس پر حد نہیں۔

محرمات میں ماں، بہن، بیٹی سبھی شامل ہیں یہ حنفیت کی کارفرمائیاں ہیں کہ اس فقہ میں ماں اور بیٹی سے بھی نکاح کرنے پر حد نہیں۔ قرآن میں یہ قطعاً حرام ہے۔

۳۴۔ اغلام بازی و بہیمہ بازی —— عدالت مصطفوی کا فیصلہ

من عمل عمل قوم لوط فلا حد عليه (ہدایہ ص۴۹۸)

اغلام بازی اور چارپائے سے وطی کرنے والے پر حد نہیں۔

من عمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل و المفعول به وكذا احكم واطى البهيمة۔ (ابوداؤد ص۶۱۳ ج۲)

اغلام بازی کرنے والے دونوں کو، اسی طرح چارپائے سے وطی کرنے والے اور چارپائے دونوں کو قتل کر دو۔

۳۵۔ حرام جانور ذبح سے حلال ہو جاتے ہیں —— جو حرام ہیں وہ ابدی حرام ہیں۔

وكذلك يطهر لحمه (ہدایہ ص۴۲ ج۱)

واذا ذبح كلبه وباع لحمه جاز وكذا يجوز بيع لحوم السباع والحمر المذبوحة

حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم كل ذي ناب من السباع وكذا كل ذي مخلب من الطير (ابوداؤد، ابن ماجہ ص۲۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والبوم، والغراب والحیات یجوز اکلھن

(عالمگیری ص۲۹۰ ج۵)

حرام جانور ذبح کیا جائے تو اس کا گوشت پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کتے، گدھے اور درندوں کو ذبح کر کے گوشت فروخت کرنا جائز ہے۔

چمگادڑ، اُلّو، کوّا اور سانپ کھانے بھی جائز ہیں۔

کچلی والے درندے اور پنجے والے پرندے حرام ہیں۔

کوئی ایسی آیت یا حدیث نہیں جس سے معلوم ہو کہ امت محمدیہ میں حرام شدہ چیزیں ذبح کرنے سے حلال ہو جاتی ہیں۔

۲۶۔ قرآن کو پیشاب سے لکھنا — قرآن کی بےحرمتی

ولو رعف فکتب الفاتحة بالدم علی جبهته وانفه جاز للاستشفاء و بالبول ایضًا

نکسیر والا اگر پیشانی پر پیشاب سے فاتحہ لکھ لے تو جائز ہے۔ (شامی ص۱۵۳)

لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔

قرآن کو صرف پاک چھوئیں۔

جب قرآن کو پلید ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا تو اس سے بڑھ کر قرآن کی بےحرمتی کیا ہو سکتی ہے کہ اسے پیشاب سے لکھا جائے۔

حنفی نماز

سابقہ صفحات میں آپ نے حنفی فقہ کا لعاب اور نچوڑ تو ملاحظہ فرما لیا ہے۔ اب ہم آپ کے سامنے حنفی نماز کی تصویر رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ تصویر علامہ دمیریؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب حیاۃ الحیوان الکبریٰ ص۲۱۴ ج۲ میں قاضی قفالؒ کے بیان سے کھینچی ہے۔

محمود غزنوی حنفی مذہب کا پیرو تھا لیکن اسے حدیث سننے کا ہمیشہ شوق رہتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے بہت سے اکابر علماء کی مجلس کا انعقاد کیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ کس مذہب کی نماز سنت نبوی کے موافق ہے۔

نماز کی ادائیگی کے لیے اس وقت کے سب سے بڑے عالم قاضی قفال مروزی کا انتخاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہُوا۔ قاضی موصوف نے جو حنفی نماز ادا کی وہ حسب ذیل ہے :۔

قاضی موصوف نے کتے کی رنگی ہوئی کھال منگائی اور اس کا کچھ حصہ نجاست سے آلودہ کر کے پہن لی۔ صاف پانی کے بجائے نبیذ سے بلا نیت اور بغیر بسم اللہ پڑھے، بلا ترتیب وضو کیا۔ اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کی بجائے فارسی میں خدائے بزرگ تراست کہہ کر ہاتھ باندھ لیے اور بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے قرآن کی اس آیت "مُدھامتٰن" کا فارسی میں ترجمہ کہہ کر رکوع کیا اور جاتے اُٹھتے تین تسبیح کہتے ہوئے بغیر سیدھے کھڑے ہونے کے سجدے میں چلے گئے اور بغیر اطمینان کے دوسرا سجدہ ایسے کیا جیسے کوا ٹھونگے مارتا ہے۔ اور تشہد میں بغیر درود شریف کے سلام کی جگہ گوز مارا اور نماز سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے :

بادشاہ! یہ حنفی نماز ہے۔

ایسی نماز دیکھ کر بادشاہ غصے میں آگیا اور کہنے لگا۔

ایسی نماز کون پڑھ سکتا ہے ؟

قاضی فرمانے لگے۔ بادشاہ! فقہ حنفی کی مستند کتابیں منگائیے۔

کتابیں منگائی گئیں تو قاضی موصوف نے من وعن اس نماز کے طریقے کو احناف کی کتابوں سے ثابت کر دیا۔

اسی وقت سلطان محمود غزنوی ؒ نے حنفیت سے توبہ کر لی۔

(ماخوذ از حقیقۃ الفقہ)

حنفی ہونے پر ندامت

امام دیوبند حضرت انور شاہ کاشمیری نے فقہ حنفی کے اس قسم کے مسائل کی حقیقت کو زندگی کے آخری حصہ میں معلوم کر لیا اور عمر رفتہ پر تأسف اور افسوس کا اظہار ان الفاظ سے کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں کہ قادیان کے سالانہ جلسے میں سید محمد انور شاہ اندھیرے میں بوقت فجر سر پکڑے بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا۔ حضرت مزاج کیسا ہے؟ فرمایا ٹھیک ہی ہے میاں۔ کیا پوچھتے ہو عمر ضائع ہو چکی میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ہماری عمر اور ہماری کدو کاوش کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں اور دوسرے آئمہ پر آپ کی ترجیح ثابت کریں۔ اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی[1]

عبارت مذکورہ کو اگر سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ اکابر دیوبند بطور مقلد اپنی گذشتہ عمر کی بربادی پر اظہار تاسف کرتے ہوئے مقلدین کے لیے ایک واضح راہ متعین کر رہے ہیں کہ وہ اپنی عمر عزیز کو تقلید کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ضائع کرنے کی بجائے کتاب و سنت کی ضیاء پاشیوں سے منور کر کے اپنی نجات اخروی کا سامان پیدا کریں۔

دعاگو: محمد یحییٰ گوندلوی

[1] وحدت امت ص۱۸ مطبعہ المنبر فیصل آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤلف "مقلدین ائمہ کی عدالت میں" کی دیگر مطبوعہ تصنیفات

عقیدہ اہلحدیث

۱۔ دینِ تصوف

۲۔ آمین بالجہر

۳۔ مقلدینِ ائمہ کی عدالت میں

۴۔ سطوۃ الحدیث بر فتویٰ رشید

۵۔ جرابوں پر مسح (مقالہ)

۶۔ موضوع روایات تاریخ و اسباب (مقالہ)

۷۔ ضربِ شدید علی اہلِ تقلید

۸۔ داستانِ حنفیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

MUQALLIDIN
AIMAH KE ADALAT MEIN

دورِ حاضر میں آپ کو تلاش ایک ایسے دوست کی
جس پر آپ بھروسہ کر سکیں۔ سوال یہ کہ کیا آپ کو ایسا
دوست مل سکتا ہے؟ بالکل آپ کو قابلِ اعتماد دوست
مل سکتا ہے جو آپ کی رہنمائی کر سکے۔ آپ ان کتب کو اپنا
دوست بنائیں جو قرآن و سُنّت کے مطابق ہوں۔ اچھی اور مستند
کتابیں ہی آدمی کی سچی دوست ہو سکتی ہیں۔

قرآن و سنّت کی تعلیمات پر مبنی تبلیغی و اصلاحی لٹریچر
کتب، علمائے اہلِ حدیث کی تقاریر کے کیسٹ اور ہر قسم کی
عمدہ طباعت کے لئے آپ ہم سے رابطہ قائم کریں۔ ہم آپ
کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔

WAHEED PUBLICATIONS